بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مُبین مترجم

٢٤ (24)

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ
(۲۷۹- بریٹو روڈ- کراچی- فون: ۷۲۳۲۳۵۴)

www.drhasanrizvi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

پارہ

۲۴

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
(۲۷۹ - برنٹو روڈ - کراچی - فون ۷۲۳۳۵۴۱)

www.drhasanrizvi.com

سید محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
(محکمہ اوقاف سندھ) کراچی

تصدیق نامہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

"نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ"

میں نے "پاک محرم ایجوکیشن، نمائش" کا شائع کردہ **"چوبیسواں پارہ" فَمَنۡ اَظۡلَمُ"** کو بغور پڑھا ہے، اب اَلۡحَمۡدُ لِلّٰه ! ترمیم و اصلاح کے مراحل سے گزر کر تمام غلطیوں سے مبرا ہو گیا ہے۔

دوران طباعت اگر زبر، زیر، پیش، جزم، تشدید یا نقطہ وغیرہ چھپائی میں خراب ہو جائے تو اس کا متن کتابت کی صحت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

علی عمران صدیقی

مولانا حافظ
علی عمران صدیقی
منظور شدہ
پروف ریڈر

فہرست پارہ ۲۴

شمار	عناوین	صفحہ
۱	سورۃ الزمر آیت ۳۲، ۳۳	۴۳۹۶
.	صدق وسچائی سے مراد	۴۳۹۷
۲	پہلے صدیق کون ہیں	″
۳	متقیوں کے لیے خدا کی عطاؤں کی وسعت	۴۳۹۷
۴	آیت ۳۷ کی تشریح	۴۳۹۹
۵	ایک حدیثِ رسولِ اکرمؐ	۴۴۰۱
۶	انسان کا نفس اور روح	۴۴۰۳
۷	حالتِ جنابت میں نہ سویا کرو	۴۴۰۵
۸	نیند سے بیدار ہو تو یہ کہا کرو	۴۴۰۵
۹	شفاعت کا حق دار کون ہو سکتا ہے	۴۴۰۶
۱۰	علمائے اہلِ سنّت کے نزدیک تفسیر	۴۴۱۵
۱۱	اہم نوٹ	″
۱۲	کفن چور اور حضرت حمزہؓ کے قاتل کا واقعہ	۴۴۱۶
۱۳	جَنْبُ اللہ سے مراد کون ہیں	۴۴۱۸
۱۴	قیامت کے روز کن لوگوں کے چہرے کالے ہوں گے	۴۴۲۱
۱۵	آسمانوں اور زمین چابیاں	۴۴۲۴
۱۶	اللہ کی معرفت	۴۴۲۷
۱۷	صور پھونکا جائے گا	۴۴۲۹
۱۸	خدا کے نور سے مراد	۴۴۳۱
۱۹	آیت ۷۲ جہنم کے سات دروازوں کی تشریح	۴۴۳۵
۲۰	جناب امیر المومنینؑ کی چھ احادیث	۴۴۳۶
۲۱	آیت ۷۳ جنت کے آٹھ دروازوں کی تشریح	۴۴۳۷
۲۲	روحانی امراض بھی دور کیجیے	۴۴۳۹
	(جنت کے دروازوں کی کنجیاں)	″
۲۳	زیارتِ مومن کا ثواب	۴۴۴۱
۲۴	فضائل خصوصیات سورۃ المومن	۴۴۴۲
۲۵	سورۃ المومن حٰمٓ کی تشریح	۴۴۴۴
۲۶	کج بحثی اور جھگڑوں سے پرہیز کرو	۴۴۴۶
۲۷	حاملینِ عرش کا ذکر	۴۴۴۹
۲۸	"الروح" کے معنی	۴۴۵۴
۲۹	ایک متکبر بادشاہ کا قصہ	۴۴۵۵
۳۰	غیرِ مومن کی شفاعت نہ ہوگی	۴۴۵۷

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۳۱	مومن کی توبہ شرمندگیٔ معصیت ہے	۴۴۵۷
۳۲	مومنِ آلِ فرعون حزقیلؑ کا ذکر	۴۴۶۴
۳۳	قومِ نوحؑ اور قومِ عاد و ثمود کا انجام	۴۴۶۶
۳۴	پکارنے کے دن سے مراد	۴۴۶۷
۳۵	بغیر دلیل کے جھگڑا کرنے کی مذمت	۴۴۶۹
۳۶	گمراہیوں میں چھوڑنے کی تین وجوہات	۴۴۷۰
۳۷	تقیہ ہر جگہ جائز نہیں	۴۴۷۳
۳۸	مومنِ آلِ فرعون کا دلچسپ مکالمہ	۴۴۷۶
۳۹	عالمِ برزخ کا ثبوت	۴۴۷۷
۴۰	رسولوں کی مدد اللہ سات طریقوں سے فرماتا ہے	۴۴۸۱
۴۱	کج بحثی کی مذمت	۴۴۸۵
۴۲	فیصلے کا دن لازمی آکر رہے گا	۴۴۸۷
۴۳	دعا، مانگنا افضل عبادت ہے	۴۴۸۸
۴۴	اِلٰہ اور رب کا اطلاق	۴۴۹۱
۴۵	لا الہ الا اللہ کہنے والے کو الحمد للہ رب العٰلمین بھی کہنا چاہیے	۴۴۹۳
۴۶	انبیاءؑ کی تعداد	۴۵۰۱
۴۷	چوپاؤں کے فوائد کا ذکر	۴۵۰۲
۴۸	تاریخ کے حقائق۔	۴۵۰۳
۴۹	متمدن قوموں کا حشر	"
۵۰	عذاب دیکھ لینے کے بعد ایمان لانا مفید نہیں ہوتا	۴۵۰۵
۵۱	حضرت امام علی نقیؑ کا فیصلہ	۴۵۰۵
۵۲	حاصلِ کلام۔	۴۵۰۶
۵۳	بہلول دانا کا قصہ	"
۵۴	سورۃ حٰمٓ السجدۃ کی خصوصیات	۴۵۰۷
۵۵	حٰمٓ۔ حا۔ میم	۴۵۰۸
۵۶	"عربی" کے معنی	۴۵۰۹
۵۷	شانِ نزولِ آیت	"
۵۸	زکوٰۃ کے معنی۔ اور اہمیت	۴۵۱۳
۵۹	غیر ممنون	۴۵۱۴
۶۰	سَوَآءً لِلسَّائِلِین	۴۵۱۵
۶۱	چار دن	۴۵۱۶
۶۲	خدا کا طرزِ تخلیقِ کائنات	۴۵۱۷
۶۳	دُخان سے مراد	۴۵۱۸
۶۴	آیت ۱۳ - ۱۴ کی تشریح	۴۵۲۰
۶۵	قومِ عاد پر عذاب	۴۵۲۱
۶۶	"صَرصَر" کے معنی	۴۵۲۲
۶۷	ہواؤں کی مختلف قسمیں	"
۶۸	اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ - منحوس دنوں سے مراد	۴۵۲۳
۶۹	انسان فاعلِ مختار ہے	۴۵۲۴

شمار	عناوین	صفحہ
۷۰	"جلودھم" (اُن کی کھالوں) سے مراد	۴۵۲۶
۷۱	پوشیدہ گناہوں پر اعضاءِ جسم کی گواہی ہوگی۔	۴۵۲۷
۷۲	ہمارے اعمال کے سات گواہ ہوں گے	۴۵۲۸
۷۳	حسنِ ظن کی جزاء نجاتِ ابدی	۴۵۲۹
۷۴	آیت ۲۶ - ۲۷ کی تشریح	۴۵۳۱
۷۵	فرشتوں کا نزول کب اور کس پر ہوتا ہے۔ ؟	۴۵۳۵
۷۶	استقامت۔ دین پر مضبوطی سے جمے رہنا	"
۷۷	بہترینِ گفتگو کرنے والے کون ہیں	۴۵۳۸
۷۸	تبلیغِ دین کرنے والوں کی مدح	۴۵۳۹
۷۹	شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو	۴۵۴۵
۸۰	آیتِ سجدہ اور دعائے سجدہ	۴۵۴۷
۸۱	تکبّر کی مذمت	۴۵۴۸
۸۲	اَھتزّ۔ رَبَت اور خَاشعۃً کے معنی	۴۵۴۹
۸۳	باطل پرستوں اور علماء کو دھمکی	۴۵۵۰
۸۴	"عَزِیز" کے معنی	۴۵۵۲
۸۵	قرآن میں کوئی حرف یا کوئی لفظ بھی باطل نہیں ہے	۴۵۵۴
۸۶	چار چیزیں دل کو خراب کردیتی ہیں	۴۵۵۷
۸۷	قرآن ہدایت بھی ہے اور شفاء بھی	۴۵۵۶
۸۸	حق دشمنی کی انتہاء	۴۵۵۸
۸۹	خوئے بد را بہانہ بسیار (بُرے کاموں کے لیے بہت بہانے سوجھتے ہیں)	۴۵۵۹
۹۰	طے شدہ بات	۴۵۶۰
۹۱	عربوں کا شک میں مبتلا رہنا	۴۵۶۱
۹۲	خداوندِ کریم عادلِ مطلق ہے	۴۵۶۲
۹۳	نعمتوں کے واپس پلٹانے کی ترکیب ؟	۴۵۶۳
۹۴	آیت کا اصل مقصد اور پیغام	۴۵۶۴
۹۵	جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :	۴۵۶۴

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کردیا ہے، تو کوئی ہے جو قرآن سے نصیحت حاصل کرے۔" (سورۃ القمر آیت ۱۷ سورہ ۵۴ پارہ ۲۷)

www.drhasanrizvi.com

فَمَنْ اَظْلَمُ پارہ ۲۴

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ (۳۲) تو اُس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون
كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ ہو گا جو اللہ پر جھوٹ باندھے
بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ اور جب سچائی اُس کے سامنے آئے
فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ تو اُسے جھٹلا دے۔ کیا ایسے منکرینِ حق
کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے ؟

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ (۳۳) لیکن جو شخص سچائی لے کر آیا
وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ اور اُس کی (اپنے عمل سے) تصدیق
الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ بھی کی ، وہی متقی ہیں۔

لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ (۳۴) اُن کے لیے اُن کے پالنے والے
ذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ ۚۖ مالک کے ہاں وہ (سب) کچھ ہے
جو وہ چاہیں۔ یہ صلہ ہے اچھے کام کرنے والوں کا۔

www.drhasanrizvi.com

آیت ۳۲ کی تشریح :- (۱) اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں میں وہ لوگ بدترین ہیں جو امامت، خلافت یا ولایت کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں۔
(فصل الخطاب)

این سعادت بزورِ بازو نیست ⁂ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(۲) ★ بے ایمان مشرک خدائے واحد پر زبردست جھوٹ باندھا کرتے تھے کہ خدا نے فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بناکر سارے اختیارات اُن کو دے دیے ہیں اور اُن کی شفاعت کو قبول کرنا اپنے اوپر فرض قرار دے دیا ہے۔۔۔
(۳) کبھی حلال و حرام کے سلسلے میں احکام گھڑ لیا کرتے۔ نذر و نیاز کو فرض قرار دیتے ایسوں ہی کے لیے فرمایا۔
"کیا منکرینِ حق کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے"؟ ★ (تفسیر مجمع البیان، تفسیر نمونہ)

"مَثْوًى" | "ثوار" کے مادے سے بنا ہے جس کے معنی ایسا قیام جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہو۔
★ .... (مفردات امام راغب ۔ لسان العرب)

آیت ۳۳ کی تشریح :- فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "جو سچ لے کر آئے (آولین معنی میں) وہ حضرت محمد مصطفےٰ ؐ ہیں اور جنھوں نے آنحضرتؐ کی تصدیق کی وہ (اولین معنی میں) حضرت امام علیؑ ہیں۔" ★ (تفسیر صافی، تفسیر مجمع البیان، تفسیر انوار النجف، تفسیر نور الثقلین)

صِدق یا سچائی سے مراد | وہ پیغامِ حق ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ ؐ لائے۔ مراد قرآن ہے۔
(ابنِ عباس ۔ ربیع ، ابنِ کثیر ۔ معالم ۔ تفسیر کبیر بقولِ مجاہد، قتادہ)

★ پیغامِ حق جو حضور اکرمؐ لائے اُس میں حضرت امام علیؑ کی ولایت (اور اہلِ بیتؑ کی مودّۃ) بھی شامل ہے۔ ★ ... (تفسیر صافی، تفسیر قمی)

پہلے صدّیق کون ہیں ؟ | بہت سے شیعہ و سنّی مفسّرین نے "صَدَّقَ بِہٖ" "جس نے تصدیق کی" سے مراد حضرت امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کو لیا ہے۔ ★ (مجمع البیان، ابوالفتوح رازی، قرطبی، سیوطی، روح المعانی وغیرہ)

★ متقین کے لیے خدا کی عطاؤں کی وسعت اسقدر ہے کہ اس میں ہر قسم کی روحانی و جسمانی، نعمتیں شامل ہیں وہ نعمتیں جن کا ہم تصوّر کر سکتے ہیں اور وہ نعمتیں جن کا ہم تصوّر نہیں کر سکتے۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِىْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

(۳۵) تاکہ جو بہت بُرے کام اُنھوں نے کیے تھے، اللہ اُن کو تو معاف کر کے نظر انداز کر دے، اور جو اچھے کام وہ کرتے رہے، اُن کے لحاظ اور معیار سے اُن کو سب سے اچھا اجر عطا فرمائے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۖ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾

(۳۶) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ اور یہ لوگ آپ کو اُس "اللہ" کے سوا دوسروں سے ڈراتے ہیں۔ حالانکہ اللہ جسے گمراہی میں چھوڑ دے اُسے کوئی راستہ دکھانے والا نہیں ہوتا۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ۗ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾

(۳۷) اور جسے اللہ راستہ دکھا کر منزلِ مقصود تک پہنچائے، اُسے پھر بھٹکانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ کیا اللہ سب سے زیادہ طاقت والا اور سخت بدلہ لینے والا نہیں ہے؟

★ "متقی اور محسن وہ لوگ ہیں جن کا عمل اُن کے قول کی تصدیق کرنے والا ہو۔" (تفسیر انوار النجف)

آیت ۳۷ کی تشریح

ہدایت سے مراد، منزلِ مقصود تک پہنچنے کے اسباب فراہم کرنا ہے۔

اور گمراہ کرنے سے مراد، گمراہی کے اسباب کو حذف کرنا ہے۔

بعض مفسرین نے ہدایت دینے سے مراد، خداوندِ عالم کا توفیق دینا ہے کہ بندہ اسلام اور ایمان کو دل سے قبول کرے اور اُس کے عملی تقاضوں کو بھی پورا کرے۔ اور خدا کا کسی کو گمراہی میں چھوڑ دینا یہ ہوتا ہے کہ خدا منکرینِ حق یا ظالموں سے اپنی توفیقات سلب کر لیتا ہے۔

غرض خدا کا کسی کو ہدایت فرمانے کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہوتا کہ خدا جبراً کسی کو منزلِ مقصود پر پہنچاتا ہے اور نہ کسی کو گمراہ ہونے پر مجبور فرماتا ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ کس کو اپنی توفیقات سے نوازتا ہے اور کس کو محروم رکھتا ہے؟

تو جہاں تک عمومی ہدایت تشریعی کا سوال ہے تو خدا سب کو راستہ دکھاتا ہے۔ جیسا کہ آیتِ ذیل میں فرمایا کہ: "اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝" (سورۃ الدھر آیت ۳ پارہ ۲۹)

یعنی: "یقیناً ہم نے اُسے راستہ دکھا دیا، اب چاہے وہ شکر گذار بنے یا کفر و انکار کرے۔"

مشرکین تک سے خدا نے فرمایا: "وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۝" (سورۃ النجم آیت ۲۳ پارہ ۲۷)

یعنی: "حالانکہ اُن کے پاس اُن کے رب کی طرف سے ہدایت آچکی ہے۔"

لیکن ہدایت تکوینی یعنی منزلِ مقصود تک پہنچانے والی ہدایت صرف اُن لوگوں کو عطا فرماتا ہے جن کے اوصاف مخصوص ہیں اور قرآن میں بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً فرمایا: "وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ" (سورۃ العنکبوت آیت ۶۹ پارہ ۲۱)

(۱) یعنی: "اور جو لوگ ہمارے لیے کوششیں کرتے ہیں، ہم ضرور خود ہی اُن کو اپنے راستے دکھاتے ہیں۔"

www.drhasanrizvi.com

(۲) پھر فرمایا: "وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ o" (سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۸ پارہ ۳)

"اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔"

(۳) پھر فرمایا: "وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ o" (سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۴ پارہ ۳)

"اور اللہ حق کا انکار کرنے والوں کو ہدایت نہیں کرتا۔"

(۴) نیز فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ o" (سورۃ الزمر آیت ۳ پارہ ۲۳)

"بیشک اللہ جھوٹے اور کفرِ نعمت کرنے والے کو ہدایت نہیں کرتا۔"

(۵) نیز فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ o" (سورۃ المومن آیت ۲۸ پارہ ۲۴)

"بیشک اللہ بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے اور فضول خرچ کرنے والے کو ہدایت نہیں کرتا۔"

اور خدا جن لوگوں کی ہدایت فرماتا ہے اُن کے لیے ارشاد فرمایا:

(۶) "يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ o" (سورۃ المائدۃ آیت ۱۶ پارہ ۶)

"اللہ قرآن کے ذریعہ سے اُن لوگوں کو، جو اللہ کی رضامندی کے کاموں کی پیروی کرتے ہیں، سلامتی کے راستوں کی ہدایت کرتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور انھیں سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔"

(۷) "وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ o" (سورۃ الرعد آیت ۲۷ پارہ ۱۳)

"اور جو شخص خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اُس کو اپنی طرف ہدایت کرتا ہے۔"

(۸) "وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰىهُمْ o" (سورۃ محمد آیت ۱۷ پارہ ۲۶)

"اور جن لوگوں نے ہدایت کے لیے قدم اٹھائے خدا اُن کی ہدایت میں اضافہ فرماتا ہے۔"

* اِن آیات سے واضح ہوگیا کہ اللہ کن لوگوں کی ہدایت فرماتا ہے اور کن لوگوں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔ ۔۔۔۔۔۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ (۳۸)
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ
اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ
هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ
بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ
رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ
عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (۳۸)

اور اگر ان سے پوچھیے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ تو پھر آپ (ان سے) پوچھیے اب تمہارا کیا خیال ہے، کہ اگر اللہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا تمہارے یہ دیوتا، دیوی جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو، مجھے اُس کے پہنچائے ہوئے نقصان سے بچالیں گے؟ یا اگر اللہ مجھ پر رحمت نازل کرنے کا ارادہ فرمائے تو کیا یہ دیوی دیوتا اُس کی رحمت کو روک سکیں گے؟ کہہ دیجیے کہ اللہ میرے لیے بہت کافی ہے بھروسہ کرنے والوں کو اُسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

★ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "جو یہ چاہتا ہے کہ سب انسانوں میں سب سے زیادہ طاقتور ہو جائے تو وہ ہر معاملے میں اللہ پر بھروسہ کرے اور جو سب انسانوں سے زیادہ غنی (دولتمند بے پرواہ) ہونا چاہے تو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اُس پر بھروسہ کرے بہ نسبت اُس دولت کے جو اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور جو چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ عزت والا ہو جائے تو اس کو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔

★ ..... (تفسیر کبیر امام رازی، تفسیر ابن عباسؓ)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ (۳۹)

(۳۹) کہہ دیجیئے کہ اے میری قوم والو! تم اپنی جگہ کام کرتے رہو میں اپنا کام کرتا ہوں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (۴۰)

(۴۰) کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اُس کو ذلیل کر کے رکھ دے، اور کسے وہ سزا ملتی ہے، جو ہمیشہ برقرار رہنے والی ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ (۴۱) ع ۴

(۴۱) حقیقت یہ ہے کہ ہم نے سب انسانوں کے لیے یہ کتاب سچ اور حق کے ساتھ اُتار دی ہے۔ اب جو سیدھا راستہ اختیار کریگا تو وہ اپنے ہی لیئے کریگا اور جو گمراہی کا راستہ اختیار کریگا تو اُس کی گمراہی کا وبال خود اُسی پر ہوگا اور آپ اُس کے نگہبان نہیں ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

(۴۲) وہ اللہ ہی ہے، جو ان کے مرنے کے وقت اُن کی جانوں (نفسوں) کو پورا پورا قبض کرلیتا ہے۔ اور جنھیں ابھی موت نہیں آئی اُس کی روح نیند میں (قبض کرلیتا ہے) پھر جس پر موت کا فیصلہ کردیا گیا اُسے روک لیتا ہے اور دوسروں کی روحیں ایک مقررہ وقت تک کے لیے واپس بھیج دیتا ہے۔ اس میں واقعی بڑی نشانیاں، حقیقتیں اور دلیلیں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرنے والے ہیں۔

انسان کا نفس اور روح

فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "ہر شخص جب سوتا ہے تو اُس کا نفس آسمان کی طرف چڑھ جاتا ہے، مگر اُس کی روح کا ہلکا سا تعلق بدن سے باقی رہتا ہے، ایسا تعلق جیسا سورج کا اُس کی شعاعوں سے ہوتا ہے۔ پھر اگر اللہ نے روح قبض کرنے کا ارادہ فرمالیا تو روح نفس کی دعوت کو فوراً قبول کرلیتی ہے اور اگر اللہ نے نفس کو واپس جانے کی اجازت دے دی تو

www.drhasanrizvi.com

نفس ، روح کے بلانے کو مان لیتا ہے اور فوراً پلٹ آتا ہے ۔ یہی اِس کا مطلب ہے ۔

اب نفس جو کچھ عالمِ ملکوت میں دیکھتا ہے اُس کی تاویل (مطلب) تو نکالا جا سکتا ہے ، مگر جو کچھ نفس زمین اور آسمان کے درمیان دیکھتا ہے ، وہ اکثر شیطانی خیالات ہوتے ہیں ، اُن کی کوئی تاویل (مطلب) نہیں ہوتا ۔"

*...... (تفسیر عیاشی ، تفسیر مجمع البیان ، تفسیر صافی)

نتائج و تعلیمات

(۱) انسان روح اور جسم کا مرکب ہے ۔ روح ایک غیر مادی جوہر ہے جس کا جسم سے تعلق اُس کے لیے نورِ حیات کا سبب بنتا ہے ۔

(۲) موت کے وقت جسم اور روح کا تعلق ختم ہو جاتا ہے ، اور نیند کے وقت بھی ایسا ہی ہوتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ نیند کے وقت جسم اور روح کا تعلق بالکل ختم نہیں ہوتا کسی حد تک تعلق باقی رہتا ہے ۔

(۳) نیند موت کی کمزور حالت کا نام ہے اور موت نیند کا مکمل نمونہ ہے ۔

(۴) نیند اس بات کی دلیل ہے کہ روح ایک مستقل چیز ہے ۔

(۵) جب انسان سوتا ہے اور اُس کے جسم کا تعلق روح سے کٹ جاتا ہے تو کبھی تو یہ تعلق بالکل سو فیصد کاٹ دیا جاتا ہے ، جسے موت کہتے ہیں ، اور کبھی یہ تعلق پھر پوری طرح جوڑ دیا جاتا ہے جب انسان نیند سے بیدار ہو جاتا ہے ۔

(۶) نیند کے عالم میں انسان ساری رات موت کے آستانے پر رہتا ہے ۔ اگر انسان اِس پر غور کرے تو سمجھ لے گا کہ وہ موت سے کتنا قریب ہے ۔ اِس بات کا سمجھنا اُس کے لیے حقیقی بیداری ہوگی ۔

(۷) انسان کس طرح خدا کے ہاتھوں میں بے بس اور لاچار ہے ، اِس کا اندازہ بھی نیند سے ہوتا ہے اور اِس سے اللہ کی قدرتِ کاملہ اور رحمتِ عامہ بھی سمجھ میں آتی ہے ۔

*...... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

حالتِ جنابت میں نہ سویا کرو وضو یا تیمّم کرکے سونا چاہیئے

جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

"مسلمان کو چاہیئے کہ وہ حالتِ جنابت میں نہ سوئے، وضو اور طہارت کے بغیر بستر پر نہ جائے۔ اگر پانی نہ ہو تو تیمّم کرلے۔ کیوں کہ مومن کی روح (سونے کے بعد) خداوندِ عالم کی طرف اوپر جاتی ہے۔ خدا اُس کو قبول فرماتا ہے اور برکت عطا فرماتا ہے، اگر اُس کی مدّتِ عمر (اجل۔ مقررہ وقت) ختم ہوچکی ہوتی ہے تو اُس کی روح کو اپنے رحمت کے خزانوں میں جگہ عطا فرماتا ہے، اور اگر اُس کی اجل (زندگی کی مدّت) ختم نہیں ہوتی ہوتی ہے تو اُسے اپنے امین فرشتوں کے ساتھ اُس کے بدن کی طرف پلٹا دیتا ہے۔"

(خصال شیخ صدوق، تفسیر نور الثقلین)

نیند سے بیدار ہو تو یہ کہا کرو

★ فرزندِ رسول اللہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا:

"جس وقت رات کی نیند سے اُٹھو تو یہ کہا کرو:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ لِاَحْمَدَہٗ وَاَعْبُدَہٗ"

(یعنی) اُس اللہ کا شکر و حمد بجا لاتا ہوں کہ جس نے (اپنے لطف و کرم سے) میری روح کو میری طرف لوٹا دیا۔ تاکہ میں خدا کی حمد اور شکر ادا کروں، اور اُس کی عبادت و اطاعت کرتا رہوں۔"

(اصول کافی، تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

مرگِ مومن چیست؟ ہجرت سوئے دوست ٭ ترکِ دنیا اختیارِ کوئے دوست

(اقبالؒ)

www.drhasanrizvi.com

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ (۴۳) کیا انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور
اللّٰہِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ سفارشی بنالیے ہیں ؟ آپ کہہ دیجیے
کَانُوْا لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَّ کہ کیا وہ سفارش کریں گے چاہے
لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اُن کے پاس کسی چیز کا بھی کچھ اختیار نہ ہو؟
اور نہ وہ عقل ہی رکھتے ہوں ؟

قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا ؕ (۴۴) کہہ دیجیے کہ سفارش پوری کی پوری
لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اللہ کے قبضے میں ہے ۔ (کیوں کہ)
ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت
حکومت کا صرف وہی مالک ہے ۔ پھر اُسی کی طرف تم پلٹ کر جانے والے بھی ہو ۔

شفاعت کا حق دار کون ہو سکتا ہے

مشرکین کا خیال تھا کہ وہ بتوں، فرشتوں، جنّوں اور ارواح کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہماری شفاعت خدا کی بارگاہ میں کریں گے! ان آیات میں اُن کو بتلایا جا رہا ہے کہ "جن کو تم شفیع سمجھتے ہو وہ اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کر سکتے ۔ اُن کے پاس جو کچھ بھی ہے خدا کی عطا اور اجازت سے ہے، وہ کسی چیز کے از خود مالک نہیں ۔ ہر چیز کا مالک خدا ہے ہر چیز کی انتہا، خدا پر ہوتی ہے، اور تمھیں اُسی کی طرف لوٹنا ہے اس طرح مشرکین کی شفاعت کا تصور باطل کر دیا گیا
...... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

★ بعض مفسرین نے یہ دلیل دی کہ شفاعت بھی خداوند عالم کے اسمائے حسنیٰ سے توسل ہے یعنی خدا کی غفاریت اور رحمانیت سے اپیل کرنا ہے۔ اس لیے ہر قسم کی شفاعت آخر کار خدا ہی کی طرف لوٹتی ہے، اس لیے خدا جس سے شفاعت حاصل کرنے کا حکم نہ دے، اُس سے شفاعت طلب نہیں کی جاسکتی۔

(تفسیر المیزان جلد ۱۷)

★ یاد رہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے سوا کسی نے یہ دعویٰ تک نہیں کیا کہ اُن کو خدا نے شفاعت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ ★ (مؤلف)

★ کیوں کہ اللہ کے اوپر کوئی طاقت نہیں ہے کہ اگر وہ سفارش کرے تو خدا کو لازماً اُس کا حکم ماننا پڑے۔ اِس لیے اللہ کے ہاں سفارش کرنے والے صرف اور صرف وہی ہو سکتے ہیں جن کو خود اللہ سفارش کرنے کی اجازت عطا فرمائے۔

★...... (فصل الخطاب)

★ قرآن نے بھی یہی فرمایا: "مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ"

یعنی: "کس کی مجال ہے کہ جو خدا کے پاس سفارش کرے بغیر اُس کی اجازت کے۔"

از آیۃ الکرسی: (سورۃ البقرہ آیت ۲۵۵ پارہ ۳)

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یَشْفَعُ اُمَّتِیْ ثَلَاثَۃٌ: اَلْاَنْبِیَآءُ وَالْعُلَمَآءُ وَالشُّهَدَآءُ"

یعنی: "میری اُمّت کے تین گروہ شفاعت کریں گے۔ (۱) انبیاءؑ، (۲) علماء (اولین مراد ائمہ اہلبیتؑ) (۳) شہداء۔

(تفسیر کبیر)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "لَا یَنَالُ شَفَاعَتَنَا اِلَّا بِالطَّاعَۃِ" یعنی: "ہماری شفاعت اُن کو نہیں مل سکتی جو خدا کی اطاعت نہ کریں۔"

(الحدیث از اصول کافی)

www.drhasanrizvi.com

وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ (۴۵) اور جب اللہ کا وحدت کے ساتھ
اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ ذکر کیا جاتا ہے، تو آخرت پر ایمان
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا نہ رکھنے والوں کے دل دُکھنے اور
ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا کُڑھنے لگتے ہیں، اور جب خدا
هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ کے سوا دوسرے (جھوٹے گھڑے
ہوئے خداؤں) کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ ایک دم سے خوش ہو جاتے ہیں۔

★ ہر زمانے کے حق دشمن لوگ خدا کے علاوہ کسی بادشاہ، سرمایہ دار، ایکٹر، ہیرو، کھلاڑی گلوکار یا معشوق کا نام سن کر بڑے خوش ہوتے ہیں، اُن کے چہرے کھل جاتے ہیں لیکن اگر اُن کے سامنے خدا یا خدا والوں کا نام لیا جائے تو اُن کو سخت دلی تکلیف ہوتی ہے (اور اُن کے چہرے بگڑنے لگتے ہیں، اور بُرا سا منہ بنا کر وہاں سے نکل بھاگتے ہیں۔)
(تفسیر نمونہ)

★ بعض لوگ خدا والوں سے محبت میں اس قدر مبالغہ فرماتے ہیں کہ اللہ کا ذکر سننا تک پسند نہیں فرماتے گویا خدا سے محبت نہیں کرتے صرف خدا والوں سے محبت کرنے کا جھوٹا دعوی کرتے ہیں۔ حالاں کہ خدا والوں سے محبت، خدا ہی کی وجہ سے کرنی چاہیئے۔ (مؤلف)

★ مگر اس آیت کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ اولیاءِ خدا کا ذکر نہ کیا جائے یا اُن سے محبت نہ کی جائے۔ اس لئے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "خدا اُس شخص سے محبت کرتا ہے جو حسینؑ سے محبت کرتا ہے۔" (ترمذی شریف)
نیز فرمایا: "ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ" یعنی "علیؑ کا ذکر عبادت ہے" (ارجح المطالب - صواعق محرقہ)

www.drhasanrizvi.com

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾

(۴۶) کہہ دیجیے: "اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اللہ! دکھائی دینے اور نہ دکھائی دینے والی چیزوں کے جاننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اُس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ ایک دوسرے سے اختلاف کرتے رہے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾

(۴۷) اگر ظالموں کے پاس زمین کی ساری دولت بھی ہو بلکہ اتنی ہی اور بھی ہو تو یہ قیامت کے دن اُس بُری سزا کی سختی سے بچنے کے لئے سب کچھ فدیے میں دینے کو تیار ہو جائیں گے اور وہاں اللہ کی طرف سے اُن کے سامنے وہ کچھ ظاہر ہو گا جس کا اُنھوں نے کوئی اندازہ یا وہم و گمان تک نہیں کیا تھا۔

www.drhasanrizvi.com

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۴۸)

اور وہاں اُن کی دبُرے کاموں کی بُری کمائی اُن پر ظاہر ہوجائے گی، اور وہی عذاب اُن کو ہر طرف سے گھیر لے گا جس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے۔

آیت ۴۷ کی تشریح: "ظلم سے یہاں مراد شرک، کفر اور ہر قسم کا گناہ ہے۔ ایسے لوگ خدا کی طرف سے آنے والے ایسے ایسے عذابوں اور دردناک سزاوں کو دیکھیں گے جن کا انھیں کبھی کوئی سان گمان تک نہ تھا وہ صرف خدا کی مہربانیوں کی وجہ سے مغرور ہو گئے تھے اور خدا کے غصے ناراضگی اور قہر سے غافل تھے۔" ...... (تفسیر نمونہ)

* ایک مسلمان موت کے وقت سخت بیتابی کا اظہار کر رہا تھا، جب اُس سے وجہ پوچھی تو اُس نے کہا: "وحشت اور پریشانی نے مجھے گھیر رکھا ہے، اور میں اس بات سے ڈر رہا ہوں کہ کہیں خدا کی طرف سے میرے لیے ایسی باتیں اور سزائیں ظاہر نہ ہوجائیں جن کا میں نے کبھی وہم و گمان تک نہیں کیا ہے" ...... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر قرطبی)

آیت ۴۸ کی تشریح: ان آیات میں مشرکین اور ظالمین کے بارے میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں:

(۱) موت اور قیامت کے دن عذابِ الٰہی کا خوف اُن کے لیے اس قدر زیادہ ہوگا کہ اگر پوری زمین کی دولت و دُگنا بھی اُن کے پاس ہو تو وہ اُس سزا سے بچنے کے لیے سب کچھ دینے پر تیار ہوجائیں گے لیکن ایسا ہونے پر بھی وہ عذاب سے نہ بچ سکیں گے (۲) اُن کو خدا ایسی سزائیں دے گا جس کا انھوں نے کبھی تصور بھی نہ کیا ہوگا۔ (۳) اُن کے سارے بُرے کام مجسّم ہو کر اُن کے سامنے آکھڑے ہوں گے۔ (۴) جس سزا اور جہنّم کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے اُسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے دیکھیں گے، اور نجات کے تمام دروازے بند پائیں گے۔ خدا ہمیں ایسے عذابوں سے محفوظ رکھے۔ (نمونہ تفسیر)

www.drhasanrizvi.com

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ (۴۹) جب انسان پر کوئی ذرا سی بھی

دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ مصیبت آتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے

نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ پھر جب ہم اُسے اپنی طرف سے کوئی نعمت

عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ عطا کرتے ہیں، تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو مجھے

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ صرف اپنے ایک خاص علم، ہنر یا فن کی وجہ سے

ملی ہے۔ نہیں، بلکہ یہ ایک امتحان ہے۔ مگر ان میں

کے زیادہ تر لوگ یہ بات نہیں جانتے۔

قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (۵۰) یہی بات اُن سے پہلے گذرے ہوئے

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا لوگ بھی کہہ چکے ہیں۔ مگر جو کچھ وہ کیا

يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ کرتے تھے، وہ اُن کے کچھ کام نہ آیا۔

آیت ۴۹ کی تشریح

یہاں "علم" سے مراد ہنر، عمل یا حیلہ ہے۔ (تفسیر تبیان)

مطلب یہ ہے کہ یہ نعمت اور ہنر جو مجھے ملا ہے، میرے اپنے دست و بازو کی قوت سے ملا ہے۔ یہ کوئی خدا کی بخشش نہیں ہے۔ اور اگر خدا کی دین ہے تو یہ اُس کا کوئی مجھ پر احسان نہیں ہے، بلکہ

www.drhasanrizvi.com

میں اِن عطاؤں کا مستحق ہوں اپنی کوششوں کی وجہ سے۔ اسی لیے خدا مجھ سے راضی ہے، اور مجھے نواز رہا ہے۔
...... (تفسیر مجمع البیان)

★ اِس آیت میں خداوندِ عالم فراموش اور مغرور قسم کے آدمی کا ذکر فرما رہا ہے، جو اپنی خواہشات کے پیچھے پیچھے چلتا چلا جاتا ہے۔ جب وہ درد و رنج میں گرفتار ہوتا ہے تو تھوڑی سی دیر کے لیے خدا کو یاد کرلیتا ہے اور جب نعمتیں یا رہائی مل جاتی ہے، تو پھر خدا کو بھول جاتا ہے۔

بعد والی آیتوں میں بتایا جائے گا کہ ایسے ایسے احمق پہلے زمانے میں بھی پیدا ہوئے تھے، مگر جو کچھ اُنھوں نے کمایا تھا اُن کے کام نہ آیا۔ مثلاً قارون وغیرہ

ے کھویا نہ جا صنم کدۂ کائنات میں ❊ محفل گداز، گرمیِ محفل نہ کر قبول (اقبال)

★ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: "عَرَفْتُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ وَحَلِّ الْعُقُودِ، وَنَقْضِ الْهِمَمِ" (کلماتِ قصار ۲۵۰ نہج البلاغہ)

یعنی "میں نے اللہ سبحانہٗ کو پہچانا ارادوں کے ٹوٹ جانے، اور مشکلات کی گرہیں کھل جانے، اور ہمتوں کے پست ہو جانے سے۔"

★ اصل میں یہ عام قسم کے بدسرشت آدمی کے خیالات کا بیان ہے کہ جب اُسے اطمینان حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اپنی کامیابیوں کو اپنے علم و ہنر، اپنی کوششوں اور حُسنِ تدبیر کا نتیجہ سمجھتا ہے اور خدا کی عطاؤں اور مہربانیوں کا منکر ہو جاتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ کامیابیوں کے مواقع پر مجازی واسطوں اور وسیلوں کا ذکر کرنا ممنوع نہیں۔ صرف اُس صورت میں حرام ہے جب نظر فاعلِ حقیقی سے ہٹ جائے۔
...... (تفسیر ماجدی)

★ مثلاً یہ کہنا کہ فلاں ڈاکٹر کی دوا سے فائدہ ہوا، حرام نہیں ہے بشرطیکہ یہ بات یاد رہے کہ فائدہ خدا نے ہی فرمایا ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ یوں کہے: خدا کے فضل و کرم سے فلاں ڈاکٹر کی دوا سے شفا ہوئی۔ ورنہ خدا اصل ...... وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ؕ[۱] (مؤلف)

۱ (سورۃ الشعراء ۲۶ آیت ۸۰ پارہ ۱۹)

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰۤؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾

(۵۱) ہاں جو کچھ اُنھوں نے کیا تھا اُس کی بُرائیاں اور نقصانات اُن تک ضرور پہنچے۔ اور اُن لوگوں میں سے جو بھی ظالم گناہگار ہیں اُنھیں بھی اُن کی برائیاں عنقریب پہنچ کر رہیں گی اور یہ ہمیں بے بس کر دینے والے نہیں ہیں۔

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع

(۵۲) کیا اُنھیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے روزی میں وسعت دے دیتا ہے اور (جس کی روزی چاہتا ہے) اُسے تنگ کر دیتا ہے۔ (البتّہ یہ) حقیقت ہے کہ اس میں اُن لوگوں کے لیے جو ابدی حقیقتوں کو دل سے ماننے کے لیے تیار ہوں، خدا کی (قدرت و حکمتِ تکوینی کی بڑی بڑی) نشانیاں اور دلیلیں موجود ہیں۔

ع ۵/۱۱/۲

www.drhasanrizvi.com

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا (۵۳) آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو!
عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ جنھوں نے (گناہ کرکے) اپنے اوپر زیادتی
رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ کی ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید
الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے کے سارے
الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ گناہ معاف کر دیتا ہے (کیونکہ) حقیقتاً

وہ بڑا معاف کرنے والا (اپنی رحمت سے خوب ڈھک لینے والا) اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اِس آیت میں خدا نے (عبادی) "میرے بندے!" فرما کر تم لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ خدا کی قسم! اِس آیت میں "یٰعِبَادِی" اے میرے بندو! سے مراد تمہارے (دوستانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے) سوا کوئی اور نہیں، خدا نے تمہارے سوا کسی اور کا ارادہ نہیں فرمایا۔"

(الکافی)

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "یہ آیت خاص طور پر اولادِ فاطمہ سے محبت کرنے والوں کے بارے میں اُتری ہے۔"

(معانی الاخبار، تفسیر قمی)

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "ملتِ ابراہیمی پر تمہارے

www.drhasanrizvi.com

(یعنی محمدؐ و آلِ محمدؑ کے دوستوں کے) سوا کوئی اور قائم نہیں۔
★ ...... (المحاسن)

★ جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس آیت سے زیادہ امیدِ نجات دلانے والی اور وسعت والی کوئی اور آیت قرآن میں نہیں۔"
★ ...... (قرطبی، المحاسن)

★ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ: "دنیا اور آخرت میں اس آیت سے بڑھ کر مجھے کچھ محبوب نہیں۔"
(تفسیر مجمع البیان)

علمائے اہلِ سنّت کے نزدیک

یہ خطاب عام انسانوں سے ہے، مگر اس کے معنی ہرگز یہ بھی نہیں ہیں کہ خود اللہ بغیر توبہ و انابت و اصلاح کے سارے گناہ معاف فرما دیا کرتا ہے۔ اس کے بعد والی آیت نے واضح کر دیا کہ معافی کی شرط انابت ہے یعنی اللہ کی طرف عملاً پلٹنا، برائیوں کو چھوڑنا، خدا کے سامنے تسلیم خم کرنا۔
★ ...... (ابنِ کثیر)

★ دراصل یہ آیت اُن لوگوں کے لیے پیغامِ اُمید ہے جو اپنی جاہلیت کے زمانے میں قتل، چوری، زنا، ڈاکے جیسے سخت ترین جرائم میں غرق رہتے ہیں؛ پھر خدا کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں کہ شاید اب کسی طرح نہ بخشے جائیں گے۔ اُن سے کہا جا رہا ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اب فوراً خدا کی اطاعت کی طرف پلٹ آؤ، خدا کے سامنے عملاً تسلیم خم کر دو۔ اگر عملاً ایسا کرو گے (یعنی) اپنی اصلاح کر لوگے تو سب کچھ معاف ہو جائے گا۔ ★ (ابنِ جریر، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی بقول ابنِ عباس، قتادہ، مجاہد)

اہم نوٹ:۔ تفسیرِ اہلِ بیتؑ کے اعتبار سے جب انسان اپنے بڑے بڑے گناہوں سے توبہ کرے اور اپنی اصلاح میں محمدؐ و آلِ محمدؑ کی معرفت اور محبت بھی لازمی شامل کرلے تب گناہوں کی معافی ہوسکتی ہے۔
(مؤلف)

ے "جو شخص آلِ محمدؑ کی محبت پر مرا وہ شہید مرا۔" اور "جو آلِ محمدؑ کی دشمنی پر مرا وہ کافر مرا۔" (الحدیث)
(تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۲۳، تفسیر کبیر، ارجح المطالب، ینابیع المودۃ)

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزول ایک شخص قبر کھودا کرتا اور کفن چرایا کرتا تھا۔ اُس نے آکر جنابِ رسولِ خداؐ کو بتایا کہ :
ایک مرتبہ جب میں کفن چرانے کے لیے قبر کھودی تو وہ ایک لڑکی کی قبر تھی۔ جب میں نے اُس کو برہنہ کیا تو میرا نفس بھڑک اُٹھا، میں نے اُس کے ساتھ زنا کیا۔" یہ سنتے ہی آنحضرتؐ کو سخت غصہ آیا اور فرمایا اِس فاسق کو باہر نکال دو۔ پھر فرمایا: "تو جہنّم سے کتنا قریب ہے"؟

وہ شخص بیابان میں جاکر رونے پیٹنے لگا اور خدا سے فریاد کی کہ: "اے محمدؐ کے خدا! میری توبہ قبول کرلے، ورنہ آسمان سے آگ بھیج کر مجھے جلادے اور اِس طرح آخرت کی سزا سے بچالے۔"

آخر کار یہ آیت رسولِ خداؐ پر نازل ہوئی۔ ★... (تفسیر ابو الفتوح رازی)

★ صاحبِ تفسیر کبیر نے لکھا کہ یہ آیت اہلِ مکّہ کی شان میں اُتری جو کہتے تھے کہ محمدؐ کا خیال یہ ہے کہ جو بتوں کو پوجے گا اور کسی کو قتل کرے گا وہ کبھی بخشا نہ جائے گا، پھر ہم سے کہتا ہے کہ اسلام لے آؤ جبکہ ہم نے بُت پرستی بھی کی ہے اور قتل بھی کیا ہے۔" اِس کے جواب میں یہ آیت اُتری۔
★..... (تفسیر کبیر امام رازی)

★ تاریخ میں ہے کہ جب حضرت حمزہؑ (سیّد الشہداء) کے قاتل حبشی نے اسلام قبول کیا تو وہ ڈر رہا تھا کہ اُس کی توبہ قبول بھی ہوسکے گی یا نہیں؟

جب وہ جنابِ رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُس کو دیکھ کر آنحضرتؐ نے بہت گریہ فرمایا، مگر اُس کی توبہ قبول کرلی، اور فرمایا: "میری نظروں کے سامنے کبھی نہ آنا، کیونکہ میں تجھے نہیں دیکھ سکتا۔"

یہ سن کر وہ حبشی شام چلا گیا اور آخر کار حمص نامی علاقے میں مرگیا۔
★..... (سفینۃ البحار جلد ۲، تفسیر کبیر، نور الثقلین جلد ۴)

★ آخر میں خود کو غفور و رحیم فرماکر ناامیدیوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا۔
★..... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر قرطبی، تفسیر صافی، تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا (۵۴) (اس لیے اگر ایسی معافی چاہتے ہو تو)
لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ پلٹ آؤ اپنے پالنے والے مالک کی طرف
الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اور اُس کے سامنے سرِ اطاعت جھکاؤ
اِس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور پھر
تمھاری کوئی مدد بھی نہ ہوگی۔

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ (۵۵) اور پیروی کرو اُس بہترین پیغام
اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ کی جو تمھاری طرف تمھارے پالنے والے
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ مالک کی طرف سے اُتارا گیا ہے، اِس سے پہلے
بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمھیں
اُس کا احساس یا اندازہ بھی نہ ہوسکے۔

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى (۵۶) یا پھر کوئی شخص کہے:
عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ "ہائے افسوس اُس کمی پر

www.drhasanrizvi.com

جَنۡۢبِ اللّٰهِ وَ اِنۡ كُنۡتُ (۵۶) جو میں نے "جنبِ اللہ" (یعنی
لَمِنَ السّٰخِرِیۡنَ ﴿۵۶﴾ اللہ کے پہلو کے معاملے میں کی۔ اور
یہ کہ رہا ہے افسوس کہ) میں تو مذاق اُڑانے والوں میں سے تھا۔"

جَنۡبِ اللّٰہ سے مراد کون ہیں؟

فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جنبِ اللہ" یعنی "اللہ کے پہلو" سے اوّلین مراد حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ذات ہے۔ اور اُن کے بعد اُن کے اوصیاء (ائمہ اہلِ بیتؑ) مراد ہیں۔"

★ ..... (الکافی، الاکمال، تفسیر عیاشی)

★ "اللہ کے پہلو" سے مراد اللہ کے مقرّب بندے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص بادشاہ کے پہلو میں بیٹھتا ہے۔ یعنی بادشاہ کا مقرّب ہے۔ ظاہر ہے کہ خدا کے مقرّب بندے انبیاءِ کرامؑ اور اُن کے اوصیاءِ کرام ہیں جو اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجّتیں ہیں۔

★ ..... (احتجاج طبرسیؒ)

★ پچھلی آیات میں خداوندِ عالم نے توبہ کرنے، اپنی بارگاہ میں رُجوع کرنے، اور قرآن کی تعلیمات کا اتباع کرنے کا حکم دیا۔ اس آیت میں بتایا جارہا ہے کہ ہم نے یہ اچھے اچھے نہایت مفید احکامات اس لیے دیے ہیں، تاکہ قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہے کہ افسوس میں نے خدا کی اطاعت کے معاملے میں کوتاہی کی۔ اور خدا کی آیتوں، دلیلوں، حجتوں، نبیوں، اماموں کا مذاق اُڑایا۔

(تفسیر نمونہ)

★ امام راغب نے لکھا کہ "حسرت" کے معنیٰ "لباس اُتارنا" ہوتے ہیں۔ کیونکہ نقصان کے وقت

www.drhasanrizvi.com

پردے ہٹ جاتے ہیں اور انسان سمجھ جاتا ہے کہ اُس نے بہت بڑی چیز کھو دی۔ اِس لیے ایسے غم کو حسرت "کہتے ہیں۔ (مفردات امام راغب)

★ جنبِ اللہ کے دوسرے معنی: "جنب" کے معنی پہلو۔ یہاں مراد خدا کا فرمان، خدا کی اطاعت کتبِ آسمانی جو اُس کی طرف سے نازل ہوئیں۔

اِس طرح جنبِ اللہ کے معنی ہر وہ چیز جو خدا کی طرف سے ہو۔ اِس سے معلوم ہوا کہ گنہگار قیامت میں سب سے زیادہ افسوس اِس بات پر کریں گے کہ انھوں نے خدائی احکامات پر عمل کرنے سے لاپروائی برتی۔ اور خاص طور پر یہ گناہ کیا کہ اُن کا مذاق اُڑایا۔ اِس لیے آج خود ہی مذاق بن گئے۔

اب جب ایسا احمق اُس ترازو کے قریب لایا جائے گا جہاں اعمال تُلتے ہیں تو دیکھے گا کہ جو لوگ نیکیاں کما کما کر دنیا سے لائے ہیں، وہ جنّت کی طرف جا رہے ہیں، تو کہے گا: "کاش میں دنیا کی طرف پلٹ جاؤں تاکہ نیک کام کرنے والوں میں سے ہو جاؤں۔" (تفسیر نمونہ)

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ: "قیامت کے دن سب سے زیادہ افسوس کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو حق اور عدل کے راستے کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے تھے اور عملاً خود اُس کے خلاف کرتے تھے۔" (تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

★ قرآن نے قیامت کے دن حسرت اور افسوس کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

" قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ " (سورۃ الانعام آیت ۳۱ پارہ ۷) یعنی: "وہ لوگ جنھوں نے خدا سے ملاقات کا انکار کیا تھا وہ نقصان میں ہوں گے۔ اُن کی حالت یہی رہے گی (وہ ملاقاتِ رب کا انکار ہی کرتے رہیں گے) یہاں تک کہ اچانک قیامت آدھمکے گی۔ اُس وقت وہ کہیں گے: ہائے افسوس! ہم نے اِس بارے میں کوتاہی کی، اور وہ اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر لادے ہوں گے اور کیا ہی بُرا ہو گا وہ بوجھ جو وہ اُٹھائے ہوں گے۔"

www.drhasanrizvi.com

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِىْ (۵۷) یا (ایسا نہ ہو کہ) پھر کوئی شخص
لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ کہے کہ: "اگر اللہ مجھے راستہ دکھاتا تو میں
بُرائی سے بچنے والے متقین میں سے ہوتا۔"

اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ (۵۸) یا عذاب دیکھنے پر کہے "کاش
لَوْ اَنَّ لِیْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ میرے لیے (دنیا میں) واپسی کا ایک موقع
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ مل جائے تو میں بھی نیک کام کرنے
والوں میں سے ہو جاؤں۔"

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِىْ (۵۹) (اُس وقت اُس سے کہا جائے گا) ہاں کیوں
فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ نہیں، میری آیتیں اور دلیلیں تو تیرے
وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ پاس آچکی تھیں، مگر تو نے انھیں جھٹلایا
اور تکبر کیا اور تو حق کے منکروں میں سے تھا۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ (۶۰) اور قیامت کے دن تم اُن لوگوں کو دیکھو گے

www.drhasanrizvi.com

كَذَبُوا عَلَى اللّٰهِ وُجُوهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾

کہ جنھوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، کہ اُن کے چہرے کالے ہوں گے کیا جہنّم تکبّر کرنے والوں کے رہنے کا ٹھکانا نہیں ؟

قیامت کے روز کن لوگوں کے چہرے کالے ہوں گے ؟

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ظاہر باطن ایک ہو جائے گا۔ چہروں کا رنگ وہی ہو جائے گا جو دلوں کا ہے۔ جن کے دل تاریک اور سیاہ ہیں، اُن کے چہرے بھی تاریک اور سیاہ ہو جائیں۔ جن کے دل نورانی ہیں اُن کے چہرے بھی نورانی ہوں گے۔ جیسا کہ خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا:

"يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ ۚ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝" (سورۃ ۳ آیت ۱۰۶ پارہ ۴)

یعنی: "اُس دن کچھ چہرے سفید اور کچھ چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ پس جن کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے (اُن سے کہا جائے گا) "کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے؟ لہٰذا اب تم اپنے انکارِ حق کی وجہ سے خدا کی سزا کا مزہ بھی چکھو۔"

"وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝"

یعنی: "اور جن کے چہرے سفید و نورانی ہوں گے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خدا کی رحمت میں ہوں گے۔"
(سورۃ ۳ آلِ عمران آیت ۱۰۷ پارہ ۴)

★ یہ سیاہ چہرے والے خاص طور پر وہ ہوں گے جنھوں نے خدا پر جھوٹ باندھا ہوگا۔ خدا پر جھوٹ

www.drhasanrizvi.com

باندھنے کے معنی وسیع ہیں۔ یہ بھی خدا پر جھوٹ باندھنا ہے کہ جن کو خدا نے اپنایا یا اپنے رسولؐ کا خلیفہ نامزد نہیں کیا، وہ خلافت اور امامت کا دعویٰ کر بیٹھیں۔

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "ان سے (خاص طور پر) مراد وہ شخص ہے جو خود کو امام سمجھے جبکہ وہ امام نہ ہو۔"

امامؑ سے سوال کیا گیا: "چاہے وہ نسلِ علیؑ و فاطمہؑ ہی سے کیوں نہ ہو؟"

آپؑ نے فرمایا: "اِنْ کَانَ عَلَوِیًّا فَاطِمِیًّا" یعنی: چاہے وہ نسلِ علیؑ و فاطمہؑ ہی سے کیوں نہ ہو۔" *.... (اعتقادات امامیہ، تفسیر عیاشی، الکافی، تفسیر علی بن ابراہیم، نور الثقلین)

* یاد رہے کہ ائمۂ اہلِ بیتؑ کا انکار، رسولِ خداؐ کا انکار ہے۔ کیونکہ ان کو جنابِ رسولِ خداؐ نے بحکمِ خدا امام مقرر فرمایا ہے۔ "صحیح بخاری" میں بھی یہ حدیث موجود ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "میرے بعد بارہ امام ہوں گے، جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔"
(بخاری شریف)

* بعض اہم کتابوں میں ہے کہ "کُلُّھُمْ بَنِیْ فَاطِمَۃ" وہ سب کے سب اولادِ فاطمہؑ سے ہوں گے۔ ایسے ائمہؑ کا انکار رسولِ خداؐ کا انکار ہے۔ اس لیے فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے: "ہم میں سے ہر ایک امام کی حدیث دوسرے امام کی حدیث ہے۔"
(کافی جلد اول روایت الکتب حدیث ۱۴)

نیز امام علیہ السلام نے فرمایا: "(اے خیثمہ!) جو شخص ہماری طرف نسبت دے کر جو بات کہے گا ہم اُس سے اُس کی جواب طلبی کریں گے، جس نے سچی نسبت دی گویا کہ اُس نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سچی نسبت دی اور جس نے جھوٹ کہا گویا کہ اُس نے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر جھوٹ باندھا کیونکہ ہم کسی اور کی طرف بات کو منسوب نہیں کرتے، بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا اور اللہ کے رسولؐ نے فرمایا۔" اس کے بعد امامؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور خیثمہ نے اپنے کانوں کو پکڑ کر کہا: "یہ بہرے ہو جائیں اگر میں نے ایسا نہ سنا ہو۔"
(تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ (۶۱) (اس کے برعکس) اللہ اُن لوگوں کو
لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ جو اللہ کی عظمت سے متاثر ہو کر برائیوں سے
يَحْزَنُوْنَ ۶۱ بچنے والے "متقین" تھے انھیں کامیابی کے
ساتھ نجات دے گا، نہ تو انھیں کوئی نقصان
ہی پہنچے گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ (۶۲) اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۶۲ بھی ہے اور ہر چیز کی خبر گیری کرنے
والا محافظ بھی ہے (یعنی تمام چیزوں کا باقی رکھنے والا' اور پالنے والا بھی ہے۔)

آیۃ ۶۲ کی تشریح تفسیر برہان میں بروایت ابن بابویہ قمی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

جب آپؑ کے غلام نے آپؑ سے تفویض کے معنی پوچھے تو آپؑ نے فرمایا کہ "خدا نے اپنے رسولؐ کو دین کا معاملہ تفویض و سپرد فرمایا اور لوگوں کو خطاب فرمایا کہ " مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا " (سورۃ آیت پارہ ۲۸) یعنی: رسولؐ جو کچھ تم کو دیں پس ان سے وہ لے لو' اور جس سے تم کو روکیں اس سے رک جاؤ۔" لیکن خلق و رزق کا معاملہ تو اس نے رسولؐ کو تفویض نہیں فرمایا' بلکہ خدا خود فرماتا ہے اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ یعنی اللہ خود ہی ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔ الخ

*...... (تفسیر برہان، تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ (۶۳) آسمانوں اور زمین کے خزانوں
الْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا کی چابیاں اُسی کے پاس ہیں اب
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ جو لوگ اِن باتوں کا انکار کرتے ہیں'
الْخٰسِرُوْنَ ؑ (۶۳) وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ ع ۱۱ ۶

آسمانوں اور زمین کی چابیاں (مقالید)

جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا بیان ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مقالید (چابیوں) کی تفسیر دریافت کی تو آنحضرت ص نے ارشاد فرمایا: "خداوند عالم کی عظیم چابیاں یہ ہیں کہ تم ہر صبح و شام یہ جملے پڑھا کرو:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (هُوَ) الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ
وَالْبَاطِنُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ★"

یعنی: "نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے اور حمد اللہ ہی کے لیے ہے اور میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں' اور نہیں ہے کوئی قوت سوا اللہ کی طاقت کے۔ وہی اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے' اُسی کے لیے حکومت ہے اور اسی کے لیے حمد ہے۔ وہی زندہ کرتا اور موت دیتا ہے' اُسی کے اختیار میں خیر و خوبی ہے اور وہ ہر شے پر قادرِ مطلق ہے۔"

(تفسیر قرطبی جلد ۸، تفسیر ابو الفتوح رازی جلد ۹ تفسیر کبیر' اور تفسیر نمونہ)

★ جو شخص ان کلمات کو پڑھے گا خدا اُسے شیطان اور اُس کے لشکروں سے محفوظ رکھے گا۔ مگر ان کلمات کو دل کی زبان سے سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ (۶۴) اُن سے کہدیجیے: "پھر کیا اے جاہلو!

اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝۶۴ تم مجھ سے اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی

کرنے کے لیے کہتے ہو؟

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى (۶۵) جب کہ تمھاری طرف اور تم سے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف

اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ یہی پیغام بطورِ وحی بھیجا جا چکا ہے

وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۶۵ کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمھارے سارے

کے سارے کام برباد ہو جائیں گے اور تم نقصان

اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ (۶۶) لہٰذا تم بس اللہ ہی کی بندگی کرو

الشّٰكِرِيْنَ ۝۶۶ اور شکر ادا کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔"

آیت ۶۴ کی تشریح: کفار و مشرکین اکثر جناب رسولِ خداؐ سے یہ مطالبہ کیا کرتے تھے کہ آپؐ ہمارے خداؤں کا احترام کریں، یا کم سے کم اُن پر تنقید نہ فرمائیں۔ مگر اس آیت نے اُن کے اس مطالبے کو رد کر کے واضح کر دیا کہ

www.drhasanrizvi.com

شرک کی نفی پر کوئی سودے بازی نہیں ہوسکتی ۔

★ بُت پرستوں کو جاہل اس لیے فرمایا کہ :

(۱) ایک تو وہ اپنے خالق و مالک پالنے والے کو نہیں پہچانتے ۔ (۲) دوسرے وہ انسانیت کے مقام کو بھی نہیں جانتے کہ بتوں کے سامنے انسان کو جھکوا کر انسانیت کی تذلیل کرتے ہیں ۔

(۳) تیسرے اس لیے بھی کہ وہ حکم دے کر آمرانہ لہجے میں دلیل و منطق کے بغیر رسولِ خداؐ کو بُت پرستی کی دعوت دیتے تھے ۔ ظاہر ہے کہ ایسا کام صرف جاہل ہی کرسکتا ہے ۔

(۴) چوتھے یہ کہ آخر اس سے بڑی جہالت اور کیا ہوسکتی ہے کہ آدمی خداوندِ عالم کو چھوڑ چھاڑ کر بے قدر و قیمت چیزوں کو لپٹ جائے اور اُن سے اپنی تمام توقعات وابستہ کرے جبکہ خدا کے مقابلہ پر اُن چیزوں کی کوئی اہمیت اور حیثیت نہیں ہے ۔

★ ..... (تفسیر کبیر ۔ تفسیر نمونہ)

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نومیدی ⁂ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے ؟
(اقبال)

آیت ۶۵ کی تشریح

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ : " ایسے مواقع پر اگرچہ اللہ نے خطاب رسولِ خداؐ سے فرمایا ہے مگر (مراد اُمّت ہے) یہ عربی محاورے کے مطابق ہے کہ : " اِیَّاکَ اَعْنِیْ وَاسْمَعِیْ یَا جَارَۃُ " یعنی : خطاب تجھ سے ہے سنانا مقصود پڑوسن کو ہے ۔ "

اس کی دلیل یہ ہے کہ خداوندِ عالم نے جنابِ رسولِ خداؐ کو حکم دیا : " بلکہ اللہ کی عبادت کرتے رہو اور اُس کا شکر ادا کرنے والوں میں سے ہوجاؤ ۔ " جبکہ خداوندِ عالم خوب جانتا تھا کہ اُس کا نبیؐ اُس کی (حد سے زیادہ) عبادت کرتا ہے اور اُسی کا شکر ادا کرتا رہتا ہے لیکن پھر خدا نے اپنے نبیؐ کو اپنی عبادت (و اطاعت) کرنے کا حکم دیا ۔ اصل میں یہ صرف آپؐ کی اُمّت کو ادب سکھانے کے لیے تھا ۔ "

(تفسیر نور الثقلین بقول امام رضاؑ ، تفسیر قمی)

www.drhasanrizvi.com

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ (۶۷) اور انھوں نے اللہ کی قدر ہی

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ نہ کی جیسا کہ اُس کی قدر کرنا چاہیے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ (اُس کی شان تو یہ ہے کہ) قیامت کے

مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ دن پوری کی پوری زمین اُس کی مٹھی

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞ ۶۷ میں ہو گی' اور سارے آسمان اُس کے

داہنے ہاتھ میں (ایک رومال کی طرح) لپٹے ہوئے ہوں گے۔ اللہ پاک اور بالاتر ہے

اُس شرک سے جو یہ (مشرک) لوگ کیا کرتے ہیں۔

اللہ کی معرفت یا پہچاننا ؟

حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا

" اَوَّلُ الدِّيْنِ مَعْرِفَتُهٗ " دین کی پہلی منزل خداوندِ عالم کو پہچاننا ہے۔" (نہج البلاغہ خطبہ ۱)

* اہلِ سنّت کے مفسرین نے لکھا کہ جناب رسولِ خدا ؐ نے ایک مرتبہ ممبر پر اسی آیت کو پڑھا پھر فرمایا کہ: "خداوندِ عالم تمام آسمانوں اور زمینوں کو اپنی مٹھی میں لے کر اس طرح پھرائے گا جیسے ایک بچہ اپنے ہاتھوں میں گیند کو پھراتا ہے اور پھر فرمائے گا: "میں ہوں خدائے واحد، میں ہوں بادشاہ، میں جبّار ہوں اور ہر کبریائی کا مالک ہوں۔ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟ کہاں ہیں جبّار؟ کہاں ہیں متکبر؟" یہ کہتے کہتے جناب رسولِ خدا ؐ پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ صحابہ کرام کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں آنحضرت منبر سمیت گر نہ پڑیں۔ * ... (صحیح بخاری، مسلم، مسنداحمد، نسائی، ابنِ ماجہ، ابنِ جریر)

www.drhasanrizvi.com

★ عربی و اُردو محاورے میں بھی کسی چیز کا مُٹھی میں ہونے کا مطلب قبضہ، قدرت اور ملکیت میں ہونا ہوتا ہے۔ اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جسمانی طور پر کوئی چیز مٹھی کے اندر ہو۔ مثلاً اگر کوئی حاکم یا وزیرِ اعظم یہ کہے کہ "پورا ملک میری مٹھی میں ہے" تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ پورا ملک جسمانی طور پر واقعاً اُس کی مٹھی میں بند ہے۔ بلکہ پورے ملک پر قبضہ یا تصرّف مراد ہے۔

★ …… (تفسیرِ ماجدی، تبیان)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے کسی نے وجودِ خدا کی دلیل مانگی۔ آپؑ نے اُس سے فرمایا: "کیا تم نے کبھی دریا کا سفر کیا ہے"؟ اُس نے کہا: "جی ہاں"۔

★ فرمایا: "کیا کسی وقت تمھاری کشتی طوفان میں پھنسی ہے"؟ اُس نے کہا: "جی ہاں"

★ فرمایا: "اُس وقت یہ خیال بھی آیا تھا کہ اب بھی کوئی طاقت ایسی ہے جو ہمیں طوفان سے بچا سکتی ہے"؟

★ اُس نے کہا: "جی ہاں، ایسا بھی ہوا ہے"۔

★ آپؑ نے فرمایا: "بس وہی خدا ہے"۔

گروہ معترض، منکرِ خدا جو بات بات پر اعتراض کرتے ہیں اور اللہ کی تخلیق میں عیوب نکالتے ہیں اُن کی مثال اُس اندھے جیسی ہے جس کو ایک بہت ہی عالی شان محل میں چھوڑ دیا جائے جس میں ایک بڑے دسترخوان پر مختلف قسم کے کھانے چُنے ہوئے ہوں، اور اُس اندھے کا پیر کبھی روٹیوں کے اوپر اور کبھی قورمے کے ڈونگے میں رکھا جائے اور کبھی کسی دوسرے طعام میں جا پڑے، اور وہ اندھا ہر مرتبہ ناراض ہو کر کہے کہ یہ کیسا بے ڈھنگا محل کا مالک ہے جس نے ایسی غلط جگہ پر یہ طعام رکھ دیے ہیں۔

دوسری صورت علمِ واجب الوجود کی ادراکِ کُنہِ ذاتِ الٰہی ہے، جو محال ہے، اسی طرح معرفتِ کُنہِ صفات بھی جو محال ہے کیونکہ صفاتِ الٰہی بھی عینِ ذات ہیں جو عقل میں آ ہی نہیں سکتیں۔

عارفِ کامل وہ ہے جو ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق یہ کہے کہ "میں نے اُس کو نہیں پہچانا" جس نے یہ کہا، سمجھ لو کہ بس اُس نے اُس کو پہچان لیا۔ امامؑ نے فرمایا: "بارہ امام معصومؑ معرفتِ الٰہی کے ابواب ہیں اُن کے ذریعے معرفتِ الٰہی حاصل ہو سکتی ہے اگر یہ نہ ہوتے تو اللہ کو کوئی نہ جانتا، اُن کے ذریعے سے خدا نے حجت تمام کر دی۔" (روح الحیات علامہ مجلسیؒ)

www.drhasanrizvi.com

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ (۶۸) اور پھر صور پھونکا جائے گا، اور
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي سب کے سب جو آسمانوں میں ہیں اور
الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۖ جو زمین میں ہیں، مر مر کر گر جائیں گے
ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا سوا اُن کے جنھیں اللہ (زندہ رکھنا)
هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُونَ ۝ ۶۸ چاہے۔ پھر ایک دوسرا صور پھونکا
جائے گا اور ایک دم سے سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے

صور پھونکا جائے گا

یہاں پر صرف دو مرتبہ صور پھونکنے کا ذکر ہے، مگر سورۂ نمل میں ان دونوں سے پہلے ایک اور صور پھونکنے کا بھی ذکر آیا ہے۔ یعنی: "وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دٰخِرِينَ ۝"
یعنی: "اور جس دن صور پھونکا جائے گا، اور جو کوئی بھی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی بھی زمین میں ہے اُس کی ہیبت اور خوف سے لرز اٹھیں گے، سوا اُس کے جسے اللہ چاہے۔ اور ہر شخص اُس کے حضور نہایت عاجزی کے ساتھ حاضر ہو گا۔" (سورۃ النمل آیت ۸۷ پارہ ۲۰)

★ احادیثِ رسولِ خدا میں بھی تین مرتبہ صور پھونکے جانے کا ذکر ہے۔

(۱) پہلے صور کو نَفْخَةُ الْفَزَعِ: یعنی گھبرا دینے یا ڈرا دینے والا صور (بگل - نرسنگا) کہتے ہیں
(۲) دوسرے صور کو نَفْخَةُ الصَّعِقِ: یعنی مار گرا دینے والا دھماکہ کہتے ہیں۔
(۳) تیسرے صور کو نَفْخَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ: یعنی ساری مخلوق زندہ ہو کر ربّ العالمین کے سامنے حاضر ہو گی۔

(تفسیر مجمع البیان - تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

★ خداوندِعالم کا یہ فرمانا کہ: "سب کے سب مر مر کے گر جائیں گے، سوا اُن کے جنھیں اللہ زندہ رکھنا) چاہے۔" اِس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" جنھیں اللہ زندہ رکھنا چاہے" سے مراد جبریلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ اور ملک الموت (عزرائیلؑ) ہیں۔
★...... (تفسیر صافی، تفسیر مجمع البیان)

★ آنحضرتؐ سے کسی نے دریافت کیا کہ "وہ کون لوگ ہیں جن پر صور کا اثر نہ ہوگا؟"

★ فرمایا: "وہ شہداء ہوں گے جو اپنی تلواریں لیے عرشِ خدا کو چاروں طرف گھیرے ہوئے ہوں گے۔"
★...... (تفسیر صافی، تفسیر مجمع البیان)

★ ایک روایت میں شہداء کے ساتھ ساتھ حاملینِ عرش کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔
(تفسیر مجمع البیان)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس وقت وہ فرشتہ زمین کی طرف رُخ کر کے صور پھونکے گا تو زمین پر کوئی زندہ نہ رہے گا، اور جب آسمان کی طرف رُخ کر کے پھونکے گا تو آسمانوں کی کوئی مخلوق زندہ نہ رہے گی۔ پھر خدا اسرافیل کو بھی مرنے کا حکم دے گا۔"
★...... (تفسیر علی ابنِ ابراہیم، تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

★ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ: "صور ایک بہت بڑا سینگ ہے جس کا ایک سر اور دو اطراف ہیں۔ اُس کی نچلی سمت زمین کی طرف ہے اور اوپر والی سمت آسمان کی طرف۔ اُس میں مخلوق کی ارواح کی تعداد کے برابر سوراخ ہیں۔ (لئالی الاخبار، علم الیقین)

★ جب سب مر جائیں گے تو آوازِ قدرت آئے گی "آج یہ سب ملک بادشاہی کس کی ہے۔" پس اس کا جواب خود ہی قدرتِ خدا کی طرف سے آئے گا کہ: "اُس اللہ کی بادشاہی ہے جو واحد اور سب پر غالب ہے۔"

اس کے بعد خداوندِعالم آبِ حیات جاری فرمائے گا جس سے تمام مردہ اجسام صحیح و سالم ہو جائیں گے لیکن اُن میں روح نہ ہوگی۔ پھر اسرافیل بحکمِ خدا زندہ ہوں گے اور وہ ندائے صور دیں گے تمام ارواح نکل کر آسمان و زمین کی بسیط فضا میں پھیل جائیں گی۔ مومنوں کی ارواح نور ہو کر اور کافروں کی ارواح سیاہ ہو کر صور کے سوراخوں سے نکلیں گی اور اپنے اپنے جسموں میں داخل ہو جائیں گی۔
(علم الیقین)

www.drhasanrizvi.com

وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ وَ جِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾

(۶۹) اور زمین اپنے پالنے والے مالک کے نور سے چمک اُٹھے گی، اور (ہر ایک کے) اعمال کی کتاب لاکر رکھ دی جائے گی۔ انبیاء اور تمام گواہ حاضر کردیے جائیں گے۔ لوگوں کے درمیان بالکل ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کردیا جائے گا، اور اُن پر کوئی ظلم یا زیادتی نہ ہوگی۔

خدا کے نور سے مراد

(۱) خدا کی عدالت، جس سے زمین منوّر ہو جائے گی۔

علامہ مجلسیؒ نے لکھا " نور سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن زمین خدا کے عدل سے چمک اُٹھے گی، کیونکہ زمین کا نور خدا کی عدالت کی وجہ سے ہے۔" (بحار الانوار جلد ۶)

★ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: " ظلم قیامت کے دن کا اندھیرا ہے۔ ظلم اندھیرے کی شکل میں مجسّم ہو گا۔"

(تفسیر روح المعانی، روح البیان، تفسیر نمونہ)

★ فرزندِ رسولِ خدا ؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا ؐ نے فرمایا: " زمین کا ہر نبی زمین کا امام ہوتا ہے۔ جب ہمارے قائمؑ (امام مہدیؑ) ظاہر ہوں گے تو پھر لوگوں کو چاند سورج کی روشنی کی ضرورت نہ ہوگی اندھیرے جاتے رہیں گے اور امامؑ کا نور ہی کافی ہو گا۔"

(تفسیر قمی)

www.drhasanrizvi.com

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ ع

(۷۰) اور ہر ہر شخص کو جو کچھ بھی اُس نے عمل کیا تھا، اُس کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔ (کیونکہ) لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ اُس کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ

(۷۱) اب جن لوگوں نے (خدا و رسولؐ کا) انکار کیا تھا، وہ گروہ در گروہ جہنّم کی طرف ہانکے جائیں گے، یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو جہنّم کے دروازے کھول دیے جائیں گے، اور اُس کے محافظ اُن سے کہیں گے: کیا تمہارے پاس خود تم میں سے کچھ خدا کا پیغام پہنچانے والے نہیں آئے تھے، جنھوں نے تمہارے پالنے والے مالک کی آیتیں تم کو پڑھ کر سنائیں، اور تمہیں اس بات سے ڈرایا

www.drhasanrizvi.com

حَقَّتۡ كَلِمَةُ الۡعَذَابِ — کہ ایک وقت تمھیں یہ دن دیکھنا ہوگا"۔ وہ

عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۷۱﴾ — جواب دیں گے: "ہاں آئے تھے مگر (ہم) حق کے

منکروں پر عذاب کا فیصلہ سچ ہو کر رہا۔

قِيۡلَ ادۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ (۷۲) اُن سے کہا جائے گا: " داخل ہوجاؤ

جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا‌ۚ فَبِئۡسَ — جہنّم کے دروازوں[1] میں۔ یہاں

مَثۡوَى الۡمُتَكَبِّرِيۡنَ ﴿۷۲﴾ — اب تمھیں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔ یہ

کتنا بُرا ٹھکانا ہے تکبّر کرنے والوں کے لیے"؟

[1] جہنّم کے سات دروازے ہیں۔ تشریح صفحہ ۴۴۳۵ پر ملاحظ فرمائیے:

وَسِيۡقَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا (۷۳) اور جو لوگ اپنے پالنے والے مالک

رَبَّهُمۡ اِلَى الۡجَـنَّةِ — کی ناراضگی سے ڈرتے اور بُرائیوں سے بچنے والے

زُمَرًا‌ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوۡهَا — "متقی" تھے، اُنھیں گروہ درگروہ جنّت کی

وَفُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا وَ — طرف لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ

قَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَا — وہاں آئیں گے تو اُس کے دروازے[2] پہلے ہی اُن کے لئے

کھولے جاچکے ہوں گے تو اُس کے محافظ اُن سے کہیں گے

[2] جنّت کے آٹھ دروازے ہیں۔ تشریح صفحہ ۴۴۳۷ پر ملاحظہ فرمائیے۔

www.drhasanrizvi.com

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ — سلام ہو تم پر، تم پاک صاف

فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ — رہے (دیا) تم بہت مزے میں رہے۔

داخل ہو جاؤ اِس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے"۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ — (۷۴) تو اِس عطا پر وہ خوش ہو کر کہیں گے:

صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا — شکر ہے اُس اللہ کا جس نے ہم سے

الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ — اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اور ہمیں اِس

حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ — زمین کا حق دار بنا دیا کہ اب تو ہم جنّت

اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ — میں جہاں چاہیں ٹھہر سکتے ہیں۔ تو کتنا اچھا

صلہ ہے عملِ (نیک) کرنے والوں کا۔"

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ — (۷۵) اور اُس وقت تم دیکھو گے کہ فرشتے

مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ — عرش کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِیَ — ہیں، اپنے پالنے والے مالک کی تسبیح کے ساتھ

حمد بجا لا رہے ہیں، اور (کہہ رہے ہیں)

www.drhasanrizvi.com

بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع

لوگوں کے درمیان بالکل صحیح ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کردیا گیا، اور (آخر میں) پکار کر کہا جائے گا: "حمد و شکر (تعریف) (بس) اللہ کے لیے (زیب دیتا) ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا مالک ہے۔"

آیتؑ - جہنم کے ساتؑ دروازوں کی تشریح

(ماخوذ از بحار الانوار جلد ۳ ص ۲۹۲)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے "جہنم کے دروازوں کی تعداد ساتؑ بتائی ہے اور ہر دروازے کے اوپر جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ بھی بیان فرمایا ہے۔" اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ "جہنم کے سات طبقے ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں۔ سب سے اوپر "ہاویہ" اور سب سے نیچے جہنم ہے"۔ بعض روایات میں جہنم کا طبقہ سب سے اوپر اور "ہاویہ" کا طبقہ سب سے نیچے ہے۔" (تفسیر انوار النجف جلد ۱۲ ص ۱۳۹)

★ جہنم کے سات دروازوں کے اوپر مندرجہ تحریریں ہیں جو سب نصائح ہیں:

(۱) پہلے دروازے پر تین کلمات لکھے ہوئے ہیں۔ (۱) اللہ سے اُمید رکھنے والا نیک بخت ہے۔ (۲) اللہ سے ڈرنے والا دسبے، بیخوف ہے۔ (۳) اور ہلاک ہونے والا، فریب خوردہ وہ ہے جو اللہ کے غیر سے اُمید رکھے اور اُس کے غیر سے خوف زدہ ہو۔

(۲) دوسرے دروازے پر لکھا ہوا ہے۔ (۱) جو شخص قیامت کے دن بھوک سے بچنا چاہے وہ دنیا میں بھوکے لوگوں کو کھانا کھلائے۔ (۲) جو شخص روزِ قیامت برہنہ محشور ہونے سے بچنا چاہے

www.drhasanrizvi.com

وہ دنیا میں برہنہ جسم لوگوں کو لباس پہنائے ۔ (یعنی ضرورتمند لوگوں کو لباس پہنائے۔) اور

(۳) جو شخص قیامت کے دن کی پیاس سے بچنا چاہے وہ پیاسوں کو پانی پلائے ۔

(۳) تیسرے دروازے پر تحریر ہے : (۱) جھوٹوں پر اللہ کی لعنت (۲) بخیلوں پر اللہ کی لعنت

(۳) ظالموں پر اللہ کی لعنت ۔

(۴) چوتھے دروازے پر مکتوب ہے : (۱) اسلام کو ذلیل کرنے والا اللہ کے نزدیک ذلیل ہے ۔

(۲) اہلِ بیتِ (رسولؐ) کی توہین کرنے والا اللہ کے نزدیک ذلیل ہے ۔ اور

(۳) ظالموں کی مدد کرنے والا اللہ کے نزدیک ذلیل ہے ۔

(۵) پانچویں دروازے پر مرقوم ہے : (۱) ہوائے نفس کی اتباع نہ کرو کیوں کہ یہ ایمان کی دشمن ہے ۔

(۲) بے موقع و محل کلام نہ کرو ۔ کیوں کہ یہ اللہ کی رحمت سے دوری کی موجب ہے ۔ اور

(۳) ظالموں کی امداد نہ کرو ۔ (کیوں کہ یہ کام اللہ کی لعنت کا سبب)

(۶) چھٹے دروازے لکھا ہوا ہے : (۱) میں مجتہد پر حرام ہوں (۲) میں صدقہ دینے والوں پر حرام ہوں

(۳) میں روزہ داروں پر حرام ہوں ۔

(۷) ساتویں دروازے پر مکتوب ہے ۔ (۱) حساب لیے جانے سے پہلے اپنے نفسوں کا حساب کرلو ۔

(۲) تنبیہ کیے جانے سے پہلے اپنے نفسوں کو خود ہی تنبیہ کرلو ۔ ———— اور

(۳) اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے سے پہلے اُس سے دعا مانگ لو ۔ ٭ (تفسیر انوار النجف)

٭ جنابِ امیرالمومنینؑ نے فرمایا : (۱) اگر تجھے کسی ساتھی کی ضرورت ہے تو اللہ کافی ہے (۲) اگر دنیا کی ضرورت ہے تو تجھے عبرت کافی ہے ۔ (۳) اگر ہمسفر کی ضرورت ہے تو تجھے کراماً کاتبین کافی ہیں ۔ (۴) اگر کسی حرفت (پیشے) کی ضرورت ہے ۔ تو تجھے عبادت کافی ہے ۔ (۵) اگر کسی مونس (مددگار) کی ضرورت ہے تو قرآن تجھے کافی ہے (۶) اگر نصیحت کی ضرورت ہے تو موت تجھے کافی ہے ۔

٭ اور اگر میری بتائی ہوئی چیزیں تیری کفایت نہ کریں تو تجھے جہنم کافی ہے ۔ (از نہج الحکمۃ ترجمہ اردو ص ۱۱۳)

(ار علی مجتبیٰ)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۳/۷ : جنّت کے آٹھ دروازوں کی تشریح

بحار الانوار جلد ۳ صفحہ ۲۹۴ پر عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ معراج جبرئیلؑ نے مجھے جنّت کی سیر کرائی تو میں نے جنّت کے آٹھ دروازے دیکھے۔ ہر دروازے پر چار چار ایسے کلمات مرقوم تھے کہ اُن کے ہر ایک جاننے اور عمل کرنے والے کے لیے دنیا اور جو کچھ اُس میں ہے سب سے بہتر ہے۔ (یعنی اُن ہدایات پر عمل کرنا لازمی شرط ہے)

(۱) پہلے دروازے پر لکھا تھا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰهِ : ہر شئے کے لیے حیلہ (اور ذریعہ) ہوا کرتا ہے اور آرام کی زندگی کے چار حیلے ہیں (۱) قناعت (۲) بجا خرچ (۳) کینے کا ترک کرنا۔ اور (۴) نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا۔

(۲) دوسرے دروازے پر مرقوم تھا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰهِ": ہر شئے کے لیے ایک حیلہ ہوتا ہے اور آخرت کی خوشی کے چار حیلے ہیں: (۱) یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا (مدد کرنا) ۔ اور (۲) بیواؤں پر رحم کرنا۔ (۳) مومنین کی حاجات میں کوشش کرنا۔ (۴) فقیر (نادار) اور مساکین کی خبرگیری کرنا۔

(۳) تیسرے دروازے پر تحریر تھا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰهِ : ہر شئے کے لیے ایک حیلہ ہوتا ہے اور دنیا میں تندرست رہنے کے چار حیلے ہیں: (۱) کم بولنا (۲) کم سونا اور (۳) کم چلنا (۴) کم کھانا۔"

(۴) چوتھے دروازے پر مکتوب تھا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰهِ":

(۱) جو شخص اللہ اور قیامت پر یقین رکھتا ہے پس اُس کے لئے لازم ہے کہ مہمان کی عزّت کرے۔

(۲) جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو اُس کو چاہیئے کہ اپنے ہمسائے کی حرمت کا خیال رکھے۔

(۳) جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان رکھتا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے والدین کا احترام کرے (نیکی کرے)

(۴) جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان رکھتا ہو پس وہ نیکی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

www.drhasanrizvi.com

(۵) پانچویں دروازے پر مکتوب تھا: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ"

★ جو شخص اپنے اوپر ظلم برداشت نہ کرے، تو وہ دوسروں پر ظلم نہ کرے۔

★ جو شخص اپنے لیے گالی دیے جانے کو ناپسند کرے، وہ خود بھی کسی کو گالی نہ دے۔

★ جو شخص اپنی ذلت کو نہ پسند کرے، وہ کسی دوسرے کو بھی ذلیل نہ کرے۔

★ جو شخص دنیا اور آخرت میں مضبوط تعلق سے وابستگی چاہے پس اُس کو چاہیئے کہ اِس کلمے کو پڑھا کرے

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ"

(۶) چھٹے دروازے پر مندرج تھا: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ"

★ جو شخص یہ چاہے کہ اُس کی قبر کشادہ ہو، اُسے چاہیئے کہ مسجد کی تعمیر کرے۔

★ جو شخص یہ چاہے کہ وہ قبر میں بوسیدہ نہ ہو، پس (عبادتِ معبودِ حقیقی کے لیے) مساجد میں سکونت کرے

★ جو شخص یہ چاہے کہ اُسے زمین کے نیچے (قبر میں) کیڑے مکوڑے نہ کھائیں، پس وہ (یادِ خدا کے لیے) مساجد میں رہے

★ جو شخص یہ چاہے کہ وہ جنت میں اپنا گھر دیکھے (پس ذکرِ الٰہی کے لیے) مساجد میں بسر کرے۔

(۷) ساتویں دروازے پر ثبت تھا: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ"

" دل کی نورانیت چار چیزوں میں ہے":

★ (۱) بیمار کی عیادت (۲) تشییعِ جنازہ (۳) کفن کو خرید کر رکھے (۴) قرض کا ادا کرنا۔

(۸) آٹھویں دروازے پر رقم تھا: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ"

" جو شخص ان دروازہ ہائے جنت سے گذرنے کا خواہشمند ہو وہ اپنے اندر یہ چار خصائل پیدا کرے"

(۱) سخاوت (۲) خوش خلقی (۳) صدقہ (۴) اللہ کے بندوں کی ایذاء رسانی سے پرہیز۔
(البحر)

★ مُلّا صدر الدین شیرازیؒ نے لکھا کہ نماز چونکہ مومن کی معراج ہے۔ (الحدیث) پس اِس معراج

www.drhasanrizvi.com

کی تیاری کے لیے ظاہری نجاسات و کثافت سے بدن کو پاک کرے پاک لباس زیبِ تن کرے۔ پھر بارگاہِ ربّ العزّت میں حاضر ہوکر پورے سکون و توجہ کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور عظمت و جلالتِ خداوندی کے سامنے اپنے آپ اللہ کے ماسوا سے علیحدہ کرلے پس یہ دعائے توجہ جو مستحب ہے پڑھے: "اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝"

یہ کلمات حضرت ابراہیم خلیلِ خدا نے ادا فرمائے تھے۔" جب نمازی کی روحانیت یہاں تک پہنچی تو اب اس کے لیے جنت کے دروازے اس طرح کھلنے شروع ہوجاتے ہیں کہ:

"جنت کے دروازوں کی کنجیاں"

(۱) بابُ المعرفت: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنے سے کھلتا ہے۔

(۲) بابُ الذکر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ کو زبان سے جاری کرنے سے کھلتا ہے۔

(۳) بابُ الشکر: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ کے پڑھنے سے کھلتا ہے۔

(۴) بابُ الرّجاء: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ کی تلاوت سے کھلتا ہے۔

(۵) بابُ الخوف: مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ کی تلاوت سے کھلتا ہے۔

(۶) بابُ الاخلاص: اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ کی تلاوت سے کھلتا ہے۔

(۷) بابُ الدّعا: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ کی تلاوت سے کھلتا ہے۔

(۸) بابُ الاقتداء: صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ کے پڑھنے سے کھلتا ہے۔

(تفسیر انوار النجف جلد ۲ صفحہ ۴۲)

روحانی امراض بھی دور کیجیے

★ جنت کی کنجیاں ہاتھ میں لینے سے پہلے روحانی امراض کا دفع کرنا بھی لازمی ہے، اِن امراض

www.drhasanrizvi.com

کو دور کرنے کے لیے تین بُری خصلتوں کو دفع کرنا چاہیئے (۱) "شہوت": اِس کی دو شاخیں ہیں: (حرص اور بُخل) (۲) "غضب": اس کی بھی دو شاخیں ہیں: (خود پسندی اور تکبّر) اور (۳) "ہوائے نفس": اِس کی بھی دو شاخیں ہیں: (کفر اور بدعت) اِن کا جمع ہونا رحمتِ خدا سے دوری ہے۔ لہٰذا اِن تینوں بُری خصلتوں کو دور کرنے کے لیے اِن تین اسمآءِ الٰہی کا سہارا لیا جائے: "اللہ" کی معرفت سے ہوائے نفس کا بھوت اُتر جاتا ہے: کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ۔

جب "الرحمٰن" کا تصور کیا تو "غضب" چلا گیا۔ کیونکہ غضب بھی جاہ و ملک کی طلب کے لیے ہوتا ہے چنانچہ فرمایا: "اَلْمُلْكُ یَوْمَىِٕذِ اِلْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ" اور "الرَّحِیْمِ" کے کہنے سے "شہوت" کا آہنی جال تار تار ہو کر بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ "رحیمیت" کا تصور بہیمانہ کردار کو ختم کر دیتا ہے۔

لہٰذا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ کے پڑھنے سے شہوت، غضب، ہوائے نفس دور ہو گئے

★ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے پڑھنے سے اعترافِ نعمتِ خداوندی اور شکر ادا کیا تو "شہوت" ختم ہو گئی۔

★ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ پڑھا تو پتہ چلا کہ عالمین کا رازق اللہ ہے۔ تو اپنی کفایت سے زیادہ کا طالب نہ ہوگا اور جمع شدہ کا بُخل نہ کرے گا۔

★ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ کے پڑھنے سے "غضب" رفع ہو جائے گا۔

★ اِیَّاكَ نَعْبُدُ کے پڑھنے سے تکبّر کا قلع قمع ہو جائے گا۔

★ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ کے پڑھنے سے خود پسندی ختم ہو جائے گی۔

★ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ کی تلاوت سے ہوائے نفس کا خاتمہ اور اللہ کی راہ پر چلتے رہنے کی دعا ہے۔

★ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کے پڑھنے سے کفرِ نعمت دفع ہو گیا۔

★ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ کی تلاوت سے بدعتوں کا طریقہ ختم ہو جاتا ہے۔

پس اِس طرح روحانی بیماریاں دور ہو گئیں اور رحمتِ الٰہی اور قُربِ روحانی حاصل ہو گیا۔ اور معراجِ روحانی

www.drhasanrizvi.com

★ جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

"جنّت کے تمام درجات و طبقات ایک دوسرے کے عرض میں ہیں۔"

اور کتاب "خصال" سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: "جنّت کے آٹھ دروازے ہیں۔

ایک دروازے سے انبیاء اور صدیقین داخلِ جنّت ہوں گے،

دوسرے دروازے سے شہداء اور صالحین داخلِ جنّت ہوں گے،

اِس کے بعد پانچ دروازے صرف ہمارے شیعوں اور محبّوں کے لیے مخصوص ہوں گے

اور میں "پلِ صراط" پر کھڑے ہوکر ایک ایک کو بلاتا رہوں گا۔

اور میں "اللہ عزّ وجلّ" سے عرض کرتا رہوں گا کہ: "اے ہمارے پالنے والے مالک میرے شیعوں

میرے محبّوں اور میرے مددگاروں اور میرے موالیوں کو (جہنّم کے عذاب سے) بچا لیجیے"

جانبِ عرش سے آوازِ قدرت آئے گی "(اے میرے ولی!) تمھاری دعاء قبول ہوتی اور میں نے

تمھاری شفاعت بھی قبول کرلی ہے۔"

پھر میرے شیعوں اور موالیوں (محبّوں) میں سے ہر ایک ستّر ستّر ہزار اپنے ہمسایوں اور دوستوں کے حق

میں شفاعت کرسکے گا۔ اور آخری ایک دروازے سے جملہ مسلمانوں کو داخل کیا جائے گا جن کے دلوں میں

ذرہ برابر بھی اہلِ بیتِ محمّدؐ کے حق میں بغض نہ ہوگا۔" (تفسیر انوار النجف) (جلد ۲) ص ۱۳۹-۱۴۰

★ **زیارتِ مومن کا ثواب** فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے: "جو مومن کسی

مومن کی زیارت صرف خوشنودیٔ خدا کے لیے کرتا ہے تو اُس کی روانگی سے لے کر گھر کی واپسی تک ستّر ہزار فرشتے

اُس کے ہمراہ چلتے ہیں، اور اُس کو جنّت کی خوش خبری سناتے ہیں۔" (تفسیر انوار النجف جلد ۲) ص ۱۴۰

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "جنّت کے ہر ایک دروازے کی چوڑائی چار سو سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔"

www.drhasanrizvi.com

سُورۃ المُومِن کے فضائل اور خُصوصیات

(سے شروع ہونے والی)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا: (ساتوں) "حامیم/سورتیں قرآن مجید کا تاج ہیں۔"

(تفسیر مجمع البیان)

★ حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"ہر چیز کا ایک مغز (عطر۔ حاصل) ہوتا ہے اور قرآن مجید کا مغز حٰمٓ سے شروع ہونے والی سورتیں ہیں۔"

(تفسیر مجمع البیان)

★ فرزند رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

حوامیم (یعنی) حٰمٓ سے شروع ہونے والی سورتیں قرآن مجید کے خوشبودار پھول ہیں۔ ان کو پڑھ کر، سمجھ کر اور یاد کر کے خدا کا شکر بجالاؤ۔

★ جو شخص سو کر اُٹھے اور ان میں سے کسی سورۃ کی تلاوت کرتا ہے تو قیامت کے دن اُس کے منھ سے بہت ہی اچھی خوشبو نکلے گی، جو مشک و عنبر سے کئی کئی گنا بہتر ہوگی۔

★ خداوندِ عالم ان سورتوں کی تلاوت کرنے والوں پر بھی رحم کرتا ہے، اور اُن کے پڑوسیوں، دوستوں حتیٰ کہ واقف کاروں تک پر رحم کرتا ہے۔

★ قیامت کے دن خدا کا عرش، کرسی، اور خاص مقرب فرشتے ان کے پڑھنے والوں کے لیے استغفار پڑھیں گے (یعنی خدا سے دعا کریں گے کہ ان کو اپنی رحمتوں میں ڈھانک لے اور ان کے گناہ معاف کردے۔)

(تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حوامیم (یعنی) حٰمٓ "حامیم" سے شروع ہونے والی سورتیں سات ہیں، اور جہنم کے دروازے بھی سات ہیں۔ ہر سورۃ ایک ایک دروازے پر کھڑی ہو جائے گی، اور کہے گی: "خدایا! جو شخص مجھ پر ایمان لایا تھا اور مجھے پڑھتا تھا، اُسے اِس دروازے سے جہنم میں داخل نہ کرنا۔"
(تفسیر روح المعانی جلد ۲۴)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"جو شخص "حٰمٓ المومن" کی تلاوت کرتا ہے (سمجھ کر پڑھتا ہے) تمام انبیاء کرامؑ، تمام صدیقینؑ اور مومنین کی ارواح اُس پر درود بھیجتی ہیں، اور اُس کے لیے استغفار پڑھتی ہیں۔
(تفسیر مجمع البیان)

★ نوٹ: یاد رہے کہ جو ثواب قرآن کے سوروں کے پڑھنے کا بیان ہوتا ہے اُس کا مطلب صرف طوطے کی طرح الفاظ کا پڑھنا نہیں ہوتا، اِس لئے کہ وہ فعلِ عبث ہے۔ یہ ثواب صرف اُن لوگوں کے لیے ہوتا ہے جو اِن سورتوں کو سمجھ کر پڑھتے ہیں اور ان کی تعلیمات کو سمجھ کر مانتے اور اُن پر عمل کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ (مؤلف)

★ جیسا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

★ "جو شخص حٰمٓ کی تلاوت کرے اور اُس کو دل سے مانتا بھی ہو" ظاہر ہے کہ ایمان لانا یا دل سے ماننا صرف اور صرف اُسی وقت ممکن ہے کہ جب انسان ان سورتوں کو کم از کم سمجھ کر پڑھے۔ (یہی قرآن مجید کے نازل ہونے کا ماحصل ہے)
(تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

رکوعاتها	سُورَةُ المُؤمِن مَكِّيَّةٌ ۴۰	اٰیاتها ۸۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کے ساتھ مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

حٰمٓ ۚ ① (۱) حا۔میم

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حٰمٓ (حامیم) سے مراد حمید و مجید ہے۔

(یعنی: وہ خدا جو بے حد تعریف "حمد" کے قابل ہے اور نہایت بزرگ اور واجب الاحترام ہے۔)

(تفسیر صافی بحوالہ معانی الاخبار)

ابنِ عباس نے حامیم کے تین ۳ معنی بتائے ہیں۔ (۱) یہ اللہ کا اسم اعظم ہے (۲) اس کے معنی قسم کھانے کے ہیں (۳) یہ "الرحمان" کا مخفف ہے۔ (تفسیر روح المعانی)

سعید ابنِ جبیر نے کہا "ح" سے مراد حکیم ہے۔ حمید (قابلِ تعریف ہونا) ہے۔ حی (زندہ) بھی مراد ہے۔ حلیم اور حنّان بھی مراد ہے۔ یہ سب اللہ کی صفاتِ حسنہ ہیں۔ اور "م" سے مراد: ملک: یعنی (بادشاہ) مجید (بزرگ) منّان (احسان کرنے والا) مراد ہیں۔ (معالم)

اصل مراد تو وہی ہے جو آنحضرت ؐ نے بیان فرمایا، باقی سب من گھڑت ناقابلِ قبول ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ (۲) اِس کتاب کا اُتارا جانا اللّٰہ کی

الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ۝۲ طرف سے ہے، جو زبردست طاقت والا

عزّت والا اور سب کچھ جاننے والا،

غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ (۳) گناہ معاف کرنے والا، توبہ قبول

التَّوۡبِ شَدِيۡدِ الۡعِقَابِ کرنے والا بھی ہے اور سخت سزا دینے

ذِى الطَّوۡلِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ والا بھی۔ بڑی بخشش اور عطا کرنے

اِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ۝۳ والا ہے۔ کوئی معبود اُس کے سوا

نہیں، اُسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔

★ شروع کی یہ تینوں آیتیں اصل میں تمہید ہیں پوری سورۃ کی۔

سب سے پہلے پڑھنے اور سننے والوں کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ یہ کلام کسی عام بولنے والے کا کلام نہیں ہے بلکہ اُس خدا کی طرف سے اُترا ہوا ہے کہ جو "عزیز" (ہر چیز پر غالب) اور "علیم" (ہر چیز کا اچھی طرح جاننے والا) تو گویا اس کلام میں کسی غلطی کا امکان بھی نہیں ہے، اور اس میں جو وعدے آئندہ کے لیے کیے گئے ہیں کوئی طاقت اُن کو پورا ہونے میں نہیں روک سکتی۔ اس لیے کہ کہنے والا "عزیز" (غالب) ہے۔ (تفسیر کبیر، مجمع البیان)

★ بعض مفسرین علامہ نے "ذنب" سے مراد گناہِ کبیرہ لیا ہے، کیونکہ گناہانِ صغیرہ تو خود ہی نیکیوں کے غلبہ سے حبط ہو جاتے ہیں۔ پس "غافر الذنب" کی صفت گناہانِ کبیرہ کی بخشش کو ظاہر کرتی ہے جن سے توبہ کیے بغیر مر گیا ہو۔ (انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿۴﴾

اللہ کی نشانیوں اور باتوں کے بارے میں بلاوجہ جھگڑا نہیں کرتے سوا اُن لوگ کے جنھوں نے کفر کیا۔ یعنی ابدی حقیقتوں کا انکار یا کفرِ نعمت کیا، تو تمھیں اُن (کافروں) کا شہروں شہروں دندناتے پھرنا کسی دھوکے میں نہ ڈال دے۔ (اُن کو انکارِ حق کی سزا ضرور بھگتنی ہے)

کج بحثی اور جھگڑوں سے پرہیز کرو

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"خدا کے دین کے معاملے میں خواہ مخواہ بحث مباحثے، مناظرے، جھگڑے، تکرار، کج بحثیاں کرنے والوں پر سیّد انبیا کرام کی زبان سے لعنت کی گئی ہے۔ اور جس نے خدا کی آیتوں پر جھگڑا کیا اُس نے کفر کیا۔"

(تفسیر صافی۔ بحوالہ الاکمال)

★ اِس آیت میں لفظ "جدال" (تکرار۔ جھگڑے) کو نکرہ لاکر یہ بتایا گیا ہے کہ اگر بحث مباحثہ آیت کی گہرائیوں کو سمجھنے اور اُس کے پیغام اور روح کو جاننے کے لیے یا شکوک و شبہات کو دور کرنے کے لیے کیا جائے تو یہ جائز ہے، بشرطیکہ مقصد حقائق و معارف کا جاننا سمجھنا ہو اور حق کے دشمنوں کے اعتراضات اور طعنوں کو رد کرنا ہو۔"

(القرآن المبین ترجمہ مولانا امداد کاظمی)

★ جنابِ امیرالمومنینؑ نے فرمایا: "سمجھنے کے لیے پوچھو، اُلجھنے کے لیے (کج بحثی کے لیے) نہ پوچھو۔ جو ناواقف طالبِ علم (حقائق کو) سمجھنے کے لیے سوال کرتا ہے میری نظر میں وہ عالم ہے اور جو (کج بحث) عالم اُلجھنے اور کج بحثی کے لیے سوال کرتا ہے وہ میری نظر میں جھگڑالو عالم ہے۔"

(نہج البلاغہ از کلماتِ قصار)

www.drhasanrizvi.com

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ (۵) (مثلاً) ان سے پہلے نوحؑ کی قوم اور

وَّالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ان کے بعد دوسری بہت سی جماعتیں

وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ بھی حق کو جھٹلا چکی ہیں۔ ہر قوم نے

لِيَأْخُذُوهُ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ یہی ارادہ کیا کہ اپنے پیغمبرؑ کو گرفتار کر لے

لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ اور ان سب نے باطل کے سہارے پر

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۵ (حق سے) جھگڑا کیا تاکہ اس طرح حق کو

دبا کر نیچا دکھادیں۔ مگر آخر کار میں نے ان کو پکڑ لیا

پھر دیکھو کہ میری سزا کیسی سخت تھی۔

وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ (۶) اسی طرح تمہارے پالنے والے مالک

رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا کی بات ان کے بارے میں پوری اور سچ

أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۝۶ ۘ ہو کر رہی جنہوں نے حق کا انکار کیا کہ وہ

سب لوگ دوزخی ہیں۔

وقف لازم
وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ (۷) وہ جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں،

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۷﴾

اور جو (فرشتے) اُس کے چاروں طرف حاضر رہتے ہیں، (وہ سب) اپنے پالنے والے مالک کی تسبیح کرتے ہیں، حمد و تعریف کے ساتھ، اور اُس پر ایمان بھی رکھتے ہیں، اور ایمانداروں کے لیے بخشش اور معافی کی دعا بھی کرتے رہتے ہیں کہ: "اے ہمارے پالنے والے مالک! تُو نے اپنی رحمت اور علم سے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے پس انھیں معاف کر دے جنھوں نے تجھ سے لَو لگا کر توبہ کی، اور تیرے راستے کی عملاً پیروی بھی کی تو اُنھیں جہنّم کی سزا سے بچالے۔

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ

(۸) اے ہمارے پالنے والے مالک! اُنھیں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی جنت کے گھنے سرسبز شاداب باغوں میں داخل فرمانا جن کا تُو نے

www.drhasanrizvi.com

مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ
وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۙ ﴿۸﴾

اُن سے وعدہ کیا ہے، اور اُن کے
باپ دادا، بیوی بچّوں میں سے جو نیک
ہوں (اُن کو بھی جنّت میں اُن کے ساتھ ملادے)
یقیناً تُو زبردست طاقت والا قادرِ مطلق بھی ہے
اور دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک ٹھیک کام
کرنے والا بھی۔

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ
تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ
رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ۧ ﴿۹﴾ ع

(۹) اور اُنھیں (اُن کی) غلطیوں اور
بُرائیوں سے بچالے (کیونکہ) جس کو تُو نے
قیامت کے دن (اُس کی) بُرائیوں اور
غلطیوں سے بچالیا، اُس پر تُو نے بڑا رحم کیا
اور یہی سب سے بڑی عظیم الشّان کامیابی ہے۔

"حاملینِ عرش"

"جو عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں" سے (اوّلین) مراد جناب رسولِ خدا ہیں اور آئمۂ اہلِ بیت ہیں۔ کیونکہ حقیقتاً یہی حضرات حاملانِ علمِ الٰہی ہیں۔ (عرش سے مراد علمِ الٰہی ہے) اور عرش کے چاروں طرف ملائکہ حاضر رہتے ہیں۔ (تفسیر صافی۔ تفسیر قمی)

www.drhasanrizvi.com

يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ

"وہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں"

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ "تم اللہ کی عظمت کے متعلق نہ سوچا کرو، بلکہ اللہ کی مخلوق کی عظمت کے متعلق سوچو اور غور و فکر کیا کرو۔ اللہ کی مخلوق میں سے ایک فرشتہ اسرافیل بھی ہے جس کے دوش پر عرش کا ایک پایہ ہے اور اس کے قدم تحت الثریٰ تک ہیں، اور وہ اللہ کی عظمت کے مقابلے میں معمولی سی حیثیت رکھتا ہے۔" (تفسیر انوار النجف)

زمخشری سے منقول ہے کہ تمام ملائکہ کو حکم دیا گیا ہے کہ صبح و شام حاملینِ عرش کو سلام کریں۔ اور عرش پروردگار کے ایک پائے سے دوسرے پائے تک تیز پرواز پرندے کی اسّی ہزار سال کی پرواز کی مسافت ہے۔ اور عرش کے گرد ستر ہزار صفیں طواف کرنے والے فرشتوں کی ہیں اور ان کے چاروں طرف ستر ہزار ان فرشتوں کی صفیں ہیں جو حالتِ قیام میں ذکرِ پروردگار میں رطب اللسان ہیں، اور پھر ان کے آس پاس پوری ایک لاکھ صفیں عبادت گذار فرشتوں کی ہیں جن میں سے ہر ایک کی تسبیح دوسرے کی تسبیح سے مختلف ہے اور تمام فرشتے ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

★ اور روایاتِ اہلِ بیت علیہم السلام میں ہے کہ ان کی استغفار حضرت محمّد و آلِ محمّد کے موالیوں (محبوں) اور شیعوں کے لیے مختص ہے۔ (تفسیر کشاف، تفسیر انوار النجف جلد ۱۲ ص ۱۴۳-۱۴۲)

★ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: "آسمان کے اوپر بارہ ۱۲ حجاب ہیں، حجابِ اوّل کے سات طبقے ہیں، ہر حجاب کی موٹائی پانچسو سال کی مسافت کے برابر ہے اور ہر ایک کا درمیانی فاصلہ بھی اتنا ہی ہے۔ اور ہر حجاب کے درمیان ستر ستر ہزار فرشتے ہیں، اور ہر فرشتے کی طاقت تمام انسانوں اور جنوں کی طاقت سے زیادہ ہے۔ پھر ان کے اوپر بھی حجاب ہیں جو ہر ایک موٹائی میں ستر ہزار برس کی راہ کے فاصلے پر ہے۔ اس کے بعد سرادقاتِ جلال ہیں۔ یہ ستر ہزار پردے ہیں اور ہر ایک پردے میں ستر ستر ہزار فرشتے ہیں، اور ہر ایک میں پانچسو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ اس کے بعد سرادقاتِ عزت ہیں۔ پھر سرادقِ کبریا، پھر سرادقِ عظمت پھر سرادقِ قدس و جبروت، پھر نورِ ابیض کے سرادق، پھر وحدانیت کے سرادق ہیں ان کا فاصلہ ستر ستر ہزار سال راہ ہے اس کے بعد حجابِ اعلیٰ ہے

(روح الحیات ص ۹ علامہ مجلسی)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ⑩

(۱۰) حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے ابدی حقیقتوں کا انکار کیا اُن سے قیامت کے دن پکار پکار کر کہا جائے گا کہ: "آج تمہیں جتنا غصہ خود اپنے اوپر آرہا ہے، اللہ تم پر اُس سے بھی کہیں زیادہ اُس وقت غضبناک ہوتا تھا جب تمہیں ابدی حقیقتوں پر ایمان لانے کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم انکار کیا کرتے تھے۔"

قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ ⑪

(۱۱) وہ کہیں گے: "اے ہمارے پالنے والے مالک! آپ نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو دفعہ زندہ کیا۔ تو اب، ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، تو کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟"

آیت نمبر ۱۰: "جب تمہیں ایمان لانے کی طرف بلایا جاتا تھا": اِس آیت میں "ایمان" سے مراد حضرت امام علیؑ کی ولایت پر ایمان لانا بھی ہے۔" (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۳ بحوالہ تفسیر قمی)

★ جنگِ خندق میں آنحضرتؐ نے حضرت امام علیؑ کے بارے میں فرمایا: "کُلِّ ایمان کُلِّ کفر کے مقابلہ پر جارہا ہے"۔ گویا رسولِ خدا کی نظر میں "علیؑ" "کُلِّ ایمان یا مجسمِ ایمان تھے، اور عمرو بن عبدود کُلِّ کفر یا مجسمِ کفر تھا۔" (متفق علیہ)

www.drhasanrizvi.com

★ آخرت میں وہ لوگ جن کو ابدی حقیقتوں کو دل سے مان لینے کی دعوت دی گئی تھی سخت پچھتائیں گے خود اپنے اوپر غصہ کریں گے۔ کیونکہ اُس وقت وہ اپنی بدمعاشیوں اور بے ایمانیوں کی سخت ترین سزا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے، مگر یہ پچھتاوٹ بے وقت کی راگنی ہوگی جس کا حاصل سوائے حسرت و ندامت کے کچھ نہ ہوگا۔

★..... (تفسیر تبیان)

★ اصل میں ہر چیز کا ایک وقت اور موقع ہوا کرتا ہے۔ ایمان لانے اور نیک اعمال انجام دینے کا وقت اور موقع دنیا کی زندگی میں ہے۔ کیوں کہ دنیا کی زندگی "دار العمل" ہے۔ جو نیک کام کرنا ہے، یہاں کر لو۔ لیکن آخرت "دار العمل نہیں"، "دار الجزاء" ہے۔ وہاں انسان اپنے نیک اعمال کا Balance نہیں بڑھا سکتا۔ وہاں منکرینِ حق خود اپنے اوپر سخت غصہ ہوں گے کہ انھوں نے وقت اور موقع سے فائدہ نہ اُٹھایا۔ ★ (مؤلف)

آیت ۱۱ کی تشریح: فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "اُن لوگوں کا یہ قول زمانۂ رجعت میں بھی ہوگا"۔ (جب رسولِ خدا اور آئمۂ اہلِ بیت دنیا میں تشریف لائیں گے)

★.... (تفسیر صافی۔ تفسیر قمی)

یعنی: پہلے قبر میں زندہ ہوں گے اور زمانۂ رجعت کو دیکھ کر خوب خوب ہاتھ ملیں گے اور یہی بات کہیں گے (پھر قیامت میں جہنم کے سامنے بھی یہی کیفیت ہوگی۔)

★...... (القرآن المبین امداد علی کاظمی) حاشیہ

دو دفعہ کی موت اور دو دفعہ کی زندگی سے مراد وہی ہے جو خود خدا نے سورۃ البقرہ آیت ۲۸ پارہ ۱) میں فرمایا: "كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ٥" (سورۃ البقرۃ آیت ۲۸ پارہ ۱)

یعنی: "بھلا تم خدا کا انکار کیسے کر سکتے ہو جبکہ تم بے جان تھے، اُس نے تمھیں زندگی بخشی، پھر وہ تمھیں موت دے گا، پھر وہ تمھیں دوبارہ زندہ کرے گا، پھر تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

www.drhasanrizvi.com

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ
اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ
اِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ
فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾

(۱۲) (جواب دیا جائے گا کہ) یہ (سزا) اس لیے ہے
کہ جب تمہیں اکیلے اللہ کی طرف اُس کی
یکتائی کے اظہار کے ساتھ بلایا جاتا تھا تو
تم اُسے ماننے سے انکار کر دیتے تھے، اور اگر
اللہ کے ساتھ دوسرے خداؤں کو ملایا جاتا تھا تو تم
(اُسے فوراً) مان لیتے تھے۔ اب (تمہارا) فیصلہ بھی
اُسی اللہ کے ہاتھ میں ہے جو بلند بھی ہے اور بزرگ و برتر بھی

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ
وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ
رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا
مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾

(۱۳) وہی خدا ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں
دکھاتا ہے، اور تمہارے لیے آسمان سے روزی
بھی اُتارتا ہے، مگر (ان نشانیوں سے) سبق صرف
وہی شخص لیتا ہے جو اللہ سے لو لگا کر اُس کی طرف
رُجوع کرنے والا ہو۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

(۱۴) پس اللہ ہی کو پکارو اپنے دین کو اُس

www.drhasanrizvi.com

لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ کے لیے خالص کر کے، چاہے اس بات کو کافر لوگ ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ (۱۵) وہ اونچے اور بلند درجوں والا، يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى عرش کا مالک "خدا" اپنے بندوں مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ خاص روح کو اُتار دیتا ہے، تاکہ وہ (لوگوں کو اللہ سے، اُن کی) ملاقات کے دن سے ڈرائے۔

★ "اَلرُّوْحَ" "وہ خاص روح" جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"الرُّوحَ" سے مراد "روح القدس" "(مقدس روح)" ہے "یہی وہ روحِ اعظم ہے جو رسولِ خدا اور ائمۂ اہلِ بیتؑ کے ساتھ ساتھ رہا کرتی ہے۔"
★..... (تفسیر صافی، تفسیر قمی)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "خداوندِ عالم نے قیامت کے دن کو "ملاقات کا دن" اس لیے بھی فرمایا کہ اُس دن آسمانوں کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے اور ایک دوسرے سے ملیں گے۔"
★..... (تفسیر صافی بحوالہ معانی الاخبار)

www.drhasanrizvi.com

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى (۱۶) جس دن وہ (اپنی قبروں سے)
عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَىْءٌ ؕ باہر نکلیں گے۔ اللہ سے اُن کی کوئی
لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ بات چھپی ہوئی نہ ہوگی (اُن سے پوچھا جاگا)
لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ آج بادشاہی (یا سلطنت) کس کی ہے؟
(آوازِ قدرت فضا میں گونجے گی) "اکیلے غالب، زبردست اللہ کی"۔

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تو بہت سے سرپھرے ایسے تھے جو اپنی بادشاہی، جبّاری، شہنشاہی اور حکمرانی کے ڈنکے پیٹتے رہے اور بہت سے احمق ایسے تھے جو اُن کی بادشاہی کے سامنے سر جھکائے اور دانت نکالے رہے، وہ سب بتائیں کہ آج اصل بادشاہی کس کی ہے۔"؟

نہ گورِ سکندر، نہ ہے قبرِ دارا ::: مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے

★ اس موقع پر ایک تاریخی واقعہ قابلِ عبرت ہے کہ سامانی خاندان کا عظیم بادشاہ نصر ابنِ احمد (۳۰۱ھ تا ۳۳۱ھ) جب نیشاپور میں داخل ہوا تو اُس نے ایک عظیم دربار لگایا، تاکہ پورے ایران، افغانستان، عربستان پر اپنی بادشاہی کا اعلان کرے، اور تاجِ شاہی پہنے۔ جب وہ بڑی شان بان کے ساتھ آکر دربار میں تخت پر بیٹھا تو اُس نے فرمائش کی کہ کارروائی کا افتتاح تلاوتِ قرآن سے کیا جائے۔ یہ سن کر ایک عارفِ بزرگ اُٹھے، جو اُس کی تمکنت اور تکبّر کو بھانپ چکے تھے، اُنھوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اس آیت کو سن کر بادشاہ پر خوف اور دہشت طاری ہوگئی اور وہ سر سے پاؤں تک لرزنے لگا، اُس کا تاج سر سے گر پڑا۔ اور وہ زمین پر سجدے میں گر پڑا اور چیخ کر بولا: "مالک! بادشاہی و شہنشاہی صرف اور صرف آپ کی ہے، میری نہیں۔"

★ ...... (ناسخ التواریخ - تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ (۱۷) (پھر آواز دی جائے گی) آج ہر شخص

بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ کو اُس کی کمائی (یا) کاموں کا بدلہ دے دیا

الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ جائے گا جو اُس نے کیا تھا۔ آج کوئی

الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ ظلم نہ ہوگا۔ حقیقتاً خدا حساب لینے میں

بہت تیز ہے۔"

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ (۱۸) اور (اس لیے) اُنھیں قیامت کے

اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ دن سے ڈرائیے جو قریب آلگا ہے۔

كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ جب (غصے سے بھرے ہوئے) دل کھنچ کھنچ

مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ کر گلوں میں آگئے ہوں گے، جبکہ وہ

يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ چپ چاپ غصّے کے گھونٹ پیے

ہوئے ہوں گے۔ پھر ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارش کرنے والا

جس کی بات مانی جائے۔

"الْاٰزِفَةِ": اٰزِف کے معنی ہیں قریب ہوا۔ اور قیامت چونکہ یقیناً آنے والی ہے اور ہر آنے والی چیز قریب ہوا کرتی ہے۔ پس اس مناسبت سے قیامت کو "اٰزِف" کہا گیا ہے۔ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۸ کی تشریح مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن اُن (کافروں اور مشرکوں) کا کوئی سفارشی ایسا نہیں ہوگا جو خداوندِ عالم سے اپنی بات اپنی قوت کے بل پر منوا سکے۔ صرف اور صرف وہ لوگ شفاعت کریں گے جن کو خود خداوندِ کریم شفاعت کی اجازت عطا فرمائے گا، وہ خدا کی مرضی سے جس وقت خدا چاہے گا سفارش کریں گے۔ اُن کے علاوہ کسی کی بات وہاں نہ سُنی جائے گی، نہ مانی جائے گی۔

★...... (تفسیر مجمع البیان)

★ غیرِ مومن کی شفاعت نہ ہوگی

★ فرزندِ رسولِ خدا امام جعفرؑ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کہ: "جس شخص کو نیک عمل انجام دے کر خوشی حاصل ہو، اور گناہ کرنے کے بعد اُس کو بُرا محسوس ہو اور شرمندہ ہو، وہ مومن ہے۔ اب جو گناہ کر کے شرمندہ بھی نہ ہو تو وہ مومن ہی نہیں ہے۔ اس لیے اُس کی شفاعت بھی نہ ہوگی"۔

★...... (تفسیر صافی بحوالہ التوحید)

مومن کی توبہ شرمندگی معصیت ہے نیز امام علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کہ: "جب مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کو اُس سے رنج پہنچتا ہے پھر وہ اُس پر خداوندِ عالم کی بارگاہ میں شرمندہ ہوتا ہے۔ پھر خدا سے معافیاں مانگتا ہے پس یہی شرمندگی اُس کی توبہ کے لیے کافی ہو جاتی ہے"۔

★...... (تفسیر صافی، تفسیر نور الثقلین)

★ قرآن مجید میں یہ بات بار بار واضح کی گئی ہے کہ: "قیامت کچھ دور نہیں ہے، بلکہ قریب ہی لگی کھڑی ہے کسی وقت بھی آسکتی ہے۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَ قِيَامَتُهٗ" (الحدیث)

یعنی: "جو مر گیا پس اُس کی قیامت قائم ہوگئی۔" خداوندِ عالم نے فرمایا: "اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِىْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ" (یعنی) لوگوں کا حساب (کا وقت) قریب سے قریب تر آپہنچا ہے اور وہ ہیں کہ غفلت کے عالم میں، منہ پھیرے ہوئے ہیں۔" (سورۃ الانبیاء آیت ۱ پارہ ۱۷)

www.drhasanrizvi.com

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ (۱۹) اللہ نگاہوں کی مجرمانہ حرکت ،
وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ۝۱۹ خیانت یا چوری تک کو جانتا ہے اور وہ
اُن باتوں کو بھی جانتا ہے جو سینوں میں چھپی ہوں۔

وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ ۗ وَالَّذِيْنَ (۲۰) اور (اس لیے) اللہ حق کے ساتھ
يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بالکل ٹھیک فیصلہ کرے گا۔
بِشَيْءٍ ۗ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ رہے وہ (مشرکین) جو اللہ کو چھوڑ کر
الْبَصِيْرُ ۝۲۰ (دوسرے خداؤں کو) پکارتے ہیں جب کہ ع ۲
وہ (جھوٹے خدا) کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ (کیونکہ) حقیقت یہ ہے کہ (صرف)
اللہ ہی سب کچھ سننے والا، اور دیکھنے والا (بھی) ہے۔

آیت ۱۹ کی تشریح آنکھوں کی خیانت کے بارے میں کسی شخص نے فرزندِ رسولِ خدا حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: "کیا تم نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو ایک چیز کی طرف
دیکھتا تو ہے مگر ایسا بن جاتا ہے کہ گویا اس نے دیکھا نہیں ہے۔ یہی نظروں کی خیانت ہے۔"

(تفسیر صافی بحوالہ معانی الاخبار)

(یعنی: لوگوں سے نظر بچا کر دیکھنا۔)

www.drhasanrizvi.com

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ	(۲۱) کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے
فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ	نہیں کہ انھیں اُن لوگوں کا انجام دکھائی
الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ	دیتا جو اُن سے پہلے تھے؟ وہ اُن سے کہیں زیادہ
كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ	طاقتور بھی تھے اور وہ اُن سے زیادہ زبردست
قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ	(تاریخی) نشانات و اثرات بھی زمین میں چھوڑ
فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۚ	گئے ہیں۔ مگر اللہ نے اُن کے گناہوں کی سزا
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ	میں اُن کو پکڑ لیا۔ پھر انھیں اللہ سے بچانے
مِنْ وَاقٍ (۲۱)	والا کوئی نہ تھا۔
ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ	(۲۲) یہ اس لئے ہوا کہ اُن کے پاس اُن کے پیغمبر کھلی
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا	ہوئی حق کی علامتیں لے کر آئے مگر اُنھوں نے
فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ	ماننے سے انکار کر دیا۔ تو اللہ نے انھیں
شَدِيدُ الْعِقَابِ (۲۲)	پکڑ لیا۔ حقیقتاً وہ بڑی قوت والا اور
	سخت سزا دینے والا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا (۲۳) (مثلاً) اور ہم نے موسیٰ کو

وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ فرعون، ہامان اور قارون کی طرف اپنی نشانیوں اور کھلی ہوئی دلیل کے ساتھ بھیجا۔

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ (۲۴) مگر انھوں نے کہا: "یہ تو

فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ جادوگر ہے، وہ بھی بڑا جھوٹا۔"

آیت ۲۳-۲۴ کی تشریح "سلطانٍ مبینٍ" یعنی: سندِ ماموریت" اس بات کی سند کہ حضرت موسیٰؑ کو خدا نے خود رسول بنا کر بھیجا ہے یعنی ایسی واضح علامات جن سے اِس بات میں ذرہ برابر بھی شک نہ رہے کہ موسیٰؑ اللہ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں، اور اُن کی پشت پر الٰہی طاقتیں ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کی نبوت کی واضح نشانی یہ بھی کہ چند سال پہلے جو شخص فرعون کے ایک آدمی کو اتفاقاً غلطی سے قتل کرکے چھپ کر شہر سے نکل گیا ہو وہ اچانک لاٹھی ہلاتا ہوا سیدھا فرعون کے بھرے دربار میں دندناتا ہوا درانہ گھستا چلا آئے اور پھر دھڑلے کے ساتھ فرعون جیسے سرکش شہنشاہ اور اُس کے ساتھیوں کو علی الاعلان للکارے کہ تم خدا نہیں ہو۔ اللہ رب العالمین خدا ہے۔ اور میں اُس کا نمائندہ ہوں۔ مجھے مانو اور میری ہدایات پر عمل کرو۔

اِس قدر جرأت کے بعد فرعون جیسے مطلق العنان عالمی طاقت کو اُن پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے جبکہ موسیٰؑ اُس کی غلام قوم کے ایک فرد تھے، اور اُن پر الزامِ قتل بھی تھا، اگر فرعون اُن کو فوراً گرفتار کر لیتا تو وہ احتجاج بھی نہیں کر سکتے تھے۔ یہ اِس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی شخصیت نے اُن سب کو اتنا مرعوب کر دیا تھا کہ وہ اُن پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے تھے۔

(تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم۔ کشاف)

www.drhasanrizvi.com

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾

(۲۵) پھر جب وہ (پیغمبر) ہماری طرف سے حق کو اُن کے سامنے لے آئے، تو انھوں نے کہا: "اچھا تو اب جو لوگ اِس کے ساتھ ایمان لائے ہیں اُن کے بیٹوں کو تو قتل کر ڈالو اور ان کی بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دو۔" مگر منکرینِ حق کافروں کی چال بالکل بیکار رہی (یا) گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔

خداوندِ عالم نے فرمایا کہ "پھر جب وہ (موسیٰؑ) ہماری طرف سے حق اُن کے سامنے لے آئے"۔ یعنی جب پے درپے معجزات اور نشانیاں دکھا دکھا کر حضرت موسیٰؑ نے یہ بات فرعون پر پوری پوری طرح واضح اور ثابت کر دی کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے سچے رسولؑ ہیں اور اُنھوں نے اپنا پیغامِ حق اپنی مضبوط اور واضح دلیلوں سے اُن کے سامنے برحق ثابت کر دیا تب فرعونیوں نے پوری طرح سمجھ لیا کہ اب دلیلوں کے ذریعے ہم موسیٰؑ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

لہٰذا وہ غنڈہ گردی اور بدمعاشی پر اُتر آئے ظالموں، جابروں کا طریقہ کار یہی ہوا کرتا ہے کہ جب اُن کے پاس دلیل نہیں ہوتی تو پھر وہ ظلم و جبر پر اُتر آتے ہیں۔ اِسی لیے آخرِ کار فرعون نے بھی ظلم اور جبر کا طریقہ اختیار کیا کیونکہ وہ حق کے سامنے دلیل نہ لاسکا تو مجبور ہو کر اُس نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے "سب لڑکوں کو قتل کر دو اور اُن کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دو"۔ اصل میں فرعون کا اس حکم دینے کا مقصد حضرت موسیٰؑ کے حامیوں کو بُری طرح ڈرانا دھمکانا تھا۔ تاکہ وہ ڈر کر اور سہم کر حضرت موسیٰؑ کا ساتھ چھوڑ دیں۔"

گفتارِ حق ما یۂ آزار می شود
چوں حرفِ حق بلند شود دار می شود

(تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) ......

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ (۲۶) اور فرعون نے تو (یہاں تک)
مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ کہدیا: "چھوڑ دو مجھے، میں موسیٰؑ کو
اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ قتل کیے دیتا ہوں۔ اب پکار لے یہ
اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ اپنے پالنے والے مالک کو، مجھے ڈر ہے
الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ کہ وہ تمھارے دین و مذہب (یا) طریقۂ زندگی
ہی کو بدل ڈالے گا، یا پھر ملک میں فساد برپا کر دے گا۔"

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ "فرعون کو حضرت موسیٰؑ کے قتل کرنے سے کونسی چیز روکتی تھی؟" امامؑ نے فرمایا: "(۱) حضرت موسیٰؑ کی (معجزانہ) قوت۔ (۲) اور دوسرے یہ کہ انبیاءِ کرامؑ اور اولادِ انبیاءؑ کو ولد الزنا کے سوا کوئی قتل نہیں کرتا۔" (علل الشرائع)

★ فرعون کا یہ کہنا کہ موسیٰؑ "تمھارے دین کو بدل ڈالے گا۔" تو فرعون کا دین کیا تھا؟ فرعون کا مطلب "دین" سے اُس کی اپنی حکومت تھی۔ اُس کا مطلب یہ تھا کہ موسیٰؑ میری حکومت کے نظام کو ختم کر کے اپنی حکومت یا کوئی دوسری حکومت قائم کر دے گا۔ (روح المعانی)

★ ہر زمانہ کے مکار، بدمعاش، ظالم حکمراں کبھی اپنے منھ سے یہ نہیں کہتے کہ ہیں اپنے اقتدار کے ہاتھ سے نکل جانے کا خطرہ ہے۔ وہ ہمیشہ اس طرح بات کرتے ہیں کہ خطرہ عوام کو ہے، مجھے نہیں ہے۔ اسی لیے فرعون نے یہ مکاری چلی کہ لوگوں سے کہا کہ اگر موسیٰؑ کامیاب ہو گئے تو وہ تمھارا دین بدل ڈالیں گے، میں تمھارے غم میں گھلا جا رہا ہوں، اس لیے موسیٰؑ کو قتل کر دینا چاہیے۔ (تفسیر تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ (۲۷) اور موسیٰ نے کہا: "میں اپنے اور تمھارے
بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ پالنے والے مالک سے پناہ مانگتا ہوں،
مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۲۷ ہر اُس متکبر شخص کے مقابلے میں جو حساب کے
دن کو نہیں مانتا۔"

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ (۲۸) اِس پر آلِ فرعون میں سے ایک مومن
آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ شخص جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا
أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ بول اُٹھا: "کیا تم ایک شخص کو (صرف)
رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُم اِس بات پر قتل کر ڈالو گے کہ وہ کہتا ہے
بِالْبَيِّنَاتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن کہ میرا پالنے والا مالک اللہ ہے جبکہ
يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۖ وہ شخص تمھارے پاس تمھارے پالنے والے
وَإِن يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُم مالک کی طرف سے واضح دلیلیں اور معجزے بھی
بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۖ لے کر آیا ہے۔ پھر اگر وہ جھوٹا ہے تو اُس کے
جھوٹ سے خود اُسی کو نقصان پہنچے گا، لیکن اگر

ع ۸

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾

وہ سچا ہوا، تو جس عذاب (کے ہولناک نتائج) سے وہ تم کو ڈراتا ہے اُس میں سے کچھ حصّہ تو ضرور تم پر آکر رہے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کسی ایسے شخص کو ہدایت دے کر منزلِ مقصود تک نہیں پہنچاتا جو حد سے بڑھ جانے والا بھی ہو، اور بڑا جھوٹا بھی

مومنِ آلِ فرعون حزقیلؑ کا ذکر

خداوندِ عالم کا فرمانا: "آلِ فرعون میں سے ایک شخص جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا" بطورِ تعریف ہے۔ خدا اُس شخص کی مدح فرما رہا ہے جو اپنے ایمان کو چھپایا تھا اسی کو تقیہ کرنا کہتے ہیں۔ بشرطیکہ انسان اپنی جان اور عزت کے بچانے کے لیے اپنے ایمان کو چھپائے۔ تقیہ کے معنی "بچانا" ہوتا ہے۔ (مؤلف)

اس آیت کے سلسلے میں فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ مردِ مومن، فرعون کا ماموں زاد بھائی تھا۔"

★ ...... (تفسیر صافی بحوالہ عیون الاخبار الرضاؑ)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "وہ شخص فرعون کے خزانوں کا مالک (انچارج) تھا اور اُس نے چھ سو سال اپنا ایمان چھپائے رکھا تھا۔" (تفسیر صافی بحوالہ تفسیر قمی)

★ نیز امام صادقِ آلِ محمدؑ نے فرمایا: "تقیہ کرنا میرا دین ہے اور میرے آباء و اجداد کا دین ہے، اور جو تقیہ کا منکر ہے اُس کا کوئی دین نہیں۔ تقیہ زمین میں اللہ کی ڈھال ہے۔ اس لیے کہ اگر مومنِ آلِ فرعون نے اپنے ایمان کا اظہار کر دیا ہوتا تو وہ ضرور قتل کر دیا جاتا۔" (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (۲۹) اے میری قوم والو! آج تمھیں
ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ز حکومت حاصل ہے اور زمین میں تم
فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ غالب بھی ہو لیکن اگر خدا کا عذاب ہم
اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ط قَالَ پر آگیا، تو پھر کون ہے جو ہماری مدد
فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ کرے گا؟" فرعون نے کہا: "میں تو
اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا تمھیں بس وہی رائے دے رہا ہوں
سَبِيْلَ الرَّشَادِ (۲۹) جو میں ٹھیک سمجھتا ہوں، اور میں
تمھیں صرف وہی راستہ بتاتا ہوں جو بالکل ٹھیک اور بھلا ہوتا ہے۔"

★ اصل میں انسان کا مددگار صرف خدا ہے۔ اگر ہم برے کام کر کے اللہ کو ناراض کر دیتے ہیں تو وہ ہماری مدد کرنا چھوڑ دیتا ہے، اور ہمیں خود ہمارے حوالے کر دیتا ہے۔ پھر کوئی مدد کرنے والا نہیں رہتا، پھر انسان یا ایسا معاشرہ بے یار و مددگار زمانے کے رحم و کرم پر رہ جاتا ہے۔ (مؤلف)

★ فرعون کے جواب میں نمایاں کمزوری دکھائی دے رہی ہے کیونکہ وہ احمق اُس مومن کے عقلی استدلال کا جواب دے سکا اس لیے اُس نے صرف اپنی انا کو نمایاں کر کے دلیل کے بجائے اپنی ذات اور اپنی انا کا سہارا لیتے ہوئے کہا کہ "میں جو سمجھتا ہوں ٹھیک سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میں بڑی توپ ہوں، طرم خاں ہوں۔ مجھ جیسا بڑا آدمی غلط تھوڑی سوچ سکتا ہے" یہ بکواس خود بتا رہی ہے کہ اُس کے پاس کوئی عقلی دلیل نہ تھی، اس لئے اُسے اپنے مال متاع اور اقتدار کا سہارا لینا پڑا۔
...... (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ الَّذِیۡۤ اٰمَنَ یٰقَوۡمِ (۳۰) اِس پر وہ شخص جو (دل میں)

اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ مِّثۡلَ ایمان لایا تھا، بولا: "اے میری قوم

یَوۡمِ الۡاَحۡزَابِ ﴿۳۰﴾ والو! میں تمہارے لیے اُس دن سے

ڈرتا ہوں جو اس سے پہلے بہت گروہوں پر

آچکا ہے۔

مِثۡلَ دَاۡبِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ (۳۱) جیسا دن قومِ نوحؑ، قومِ عاد

وَّثَمُوۡدَ وَالَّذِیۡنَ مِنۡۢ ثمود اور اُن کے بعد والی قوموں پر

بَعۡدِہِمۡ ؕ وَمَا اللّٰہُ یُرِیۡدُ آیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ

ظُلۡمًا لِّلۡعِبَادِ ﴿۳۱﴾ اپنے بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

"مِثۡلَ دَاۡبِ" یعنی قومِ نوحؑ اور قومِ عاد و ثمود کا انجام دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ اور ان کے بعد دوسری وہ قومیں جو نبیوں کی تکذیب کرتی رہیں، اُن کی ہلاکت سے عبرت حاصل کرو، اور اُن کا انجام بد اللہ کی طرف سے ظلم نہیں تھا، بلکہ اُن کے اپنے کردارِ بد کا بدلہ تھا۔ (تفسیر انوار النجف)

✦ حاصلِ بیان یہ ہے کہ خداوند عالم کو اپنے بندوں سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ وہ اپنی مخلوقات کو خواہ مخواہ ہلاک کیوں کرے گا؟ خدا اُن پر اپنا عذاب صرف اسی وقت بھیجتا ہے جب وہ حد سے گذر جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کے عدل وانصاف کا تقاضا ہوتا ہے۔ (ظلم نہیں ہوتا۔) (تفسیر کبیر۔ تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

وَيٰقَوْمِ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ (۳۲) اور اے میری قوم والو! میں تمھارے
يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ لیے اُس پکارنے کے دن سے ڈرتا ہوں جب
(ہر ایک) ایکدوسرے کو روتے اور فریاد کرتے ہوئے پکارتا ہوگا۔[له]

يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ مَا لَكُمْ (۳۳) جس دن تم پیٹھ پھر ائے بھاگے بھاگے
مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَنْ پھروگے، اللہ سے تمھارا بچانے والا
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ کوئی نہ ہوگا، غرض جسے اللہ گمراہی میں
هَادٍ ﴿۳۳﴾ چھوڑدے اُسے ہدایت کرکے صحیح
راستے پر لگانے والا کوئی نہیں ہوتا۔

[له] يَوْمَ التَّنَادِ "پکارنے کے دن" سے مراد — فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس پکارنے کے دن" سے مراد وہ دن ہے جس دن جہنم والے جنتیوں کو پکار پکار کر کہیں گے: "تھوڑا سا پانی اور جو رزق اللہ نے تمھیں دیا ہے اُس میں سے کچھ ہماری طرف پھینک دو" (القرآن) (سورۃ الاعراف آیت ۵۰ پارہ ۸)

غرض یہ وہ دن ہے جس دن ہر ایک دوسرے کو آواز دے گا۔ (تفسیر صافی بحوالہ معانی الاخبار)

★ قیامت کے دن کو چیخ و پکار کا دن اس لیے کہا جاتا ہے کہ اُس دن بڑی زبردست چیخ و پکار مچے گی۔

(ابن جریر)

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُم بِهٖ ۖ حَتّٰىٓ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَن يَبْعَثَ اللّٰهُ مِنۢ بَعْدِهٖ رَسُولًا ۚ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ﴿۳۴﴾

(۱۱۲) اور یقیناً اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس کھلی ہوئی دلیلیں لے کر آئے تھے مگر تم اُن کی لائی ہوئی تعلیم پر شک ہی کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ دنیا سے اُٹھ گئے تو تم نے کہا کہ: "اب اُن کے بعد اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا"۔ اسی طرح اللہ ہر اُس شخص کو گمراہی میں چھوڑ دیا کرتا ہے جو حد سے آگے بڑھنے والا بھی ہو اور شکی بھی۔

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت یوسفؑ نے بوقتِ وفات تمام اولادِ یعقوبؑ کو جمع کر کے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ تم پر قبطیوں کی طرف سے سخت مصائب آئیں گے اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد (لاوی) سے موسیٰ بن عمران کی بدولت ہی تمہاری مشکل کشائی ہوگی۔ اُس وقت اُن کی تعداد اسّی تھی۔ اور پھر لوگوں نے اپنی اولادوں کے نام عمران اور پھر موسیٰ رکھنا شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ کی آمد تک پچاس چھوٹے موسیٰ بن عمران گذر چکے تھے۔

پھر امامؑ نے مصائب پر صبر کی تلقین فرمائی کہ حضرت یوسفؑ نے کس قدر مصائب برداشت کیے انجامِ کار آپ سلطانِ وقت کی حیثیت سے کرسیٔ اقتدار کے مالک بن گئے۔ پس اِسی طرح صبر کا انجام خیر ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا تم لوگ بھی مصائب پر صبر کرتے رہو اور اپنی طبیعتوں کو صبر کا عادی بنا لو تاکہ اُس کے اجر کے حقدار قرار دیئے جاؤ۔"

(ملخص از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِىْٓ اٰيٰتِ (۳۵)	غرض جو لوگ بھی اللہ کی آیتوں
اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ	باتوں، نشانیوں اور ہدایتوں میں
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ	جھگڑے کرتے ہیں، بغیر اِس کے کہ
وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ	اُن کے پاس کوئی دلیل یا سند
يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ	آئی ہو، تو یہ اللہ اور ایمانداروں
مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾	کی نگاہ میں بہت ہی زیادہ ناپسندیدہ

چیز ہے۔ اِسی طرح اللہ ہر تکبّر کرنے والے، سرکش، جابر، ظالم کے دل پر مُہر لگا دیا کرتا ہے۔

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ: "بغیر کسی دلیل یا سند کے جھگڑے کرنا، بحث مباحثے کرنا قابلِ مذمت ہے"۔ (تفسیر کبیر)

★ آخر میں خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "خدا ہر تکبّر کرنے والے، سرکش، جابر، ظالم کے دل پر مُہر لگا دیا کرتا ہے"۔ اِس سے معلوم ہوا کہ خدا خواہ مخواہ کسی کے دل پر مہر نہیں لگایا کرتا، صرف ظالموں، جابروں، اور سرکشوں کے دلوں پر مہر لگایا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی دلیلوں اور احکامات کے سامنے تکبّر سے کام لیتے ہیں اور خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں۔ ناحق خون بہاتے ہیں۔ اِس وجہ سے خدا اُن کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ یعنی اپنی توفیقات سلب کر لیتا ہے اور اُن کو اُن کی گمراہیوں میں چھوڑ دیتا ہے۔ اصل میں یہ مہر لگانا اور توفیقات کا سلب کرنا خدا کی طرف سے اُن کے تکبّر کی سزا ہوتی ہے۔ (تفسیر مجمع البیان)

انسان اس طرح اُتر آئے عناد پر
لعنت خدا کی حشر تک ابنِ زیاد پر

www.drhasanrizvi.com

★ مطلب یہ ہے کہ گمراہیوں میں صرف ان ہی لوگوں کو چھوڑا اور پھینکا جاتا ہے جن میں :
تین صفات ہوتی ہیں :

گمراہیوں میں چھوڑنے کی تین وجوہات

(۱) وہ لوگ جو اپنی بداعمالیوں میں حد سے گزر جاتے ہیں۔ فسق و فجور کی اُن کو ایسی چاٹ لگ جاتی ہے کہ وہ کسی اصلاح کے پروگرام کو قبول ہی نہیں کرتے۔

(۲) دوسرے، وہ انبیاء کرامؑ کو شک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں، اور اہلِ بیت کی تعلیمات کو نظرانداز کرتے ہیں۔ وہ انبیاء کرامؑ کے ہر معجزے اور دلیل کو ٹھکرا دیتے ہیں اور اُسے جادو، اور شعبدہ قرار دیتے ہیں۔

(۳) وہ لوگ جو انبیاء کرامؑ کی تعلیمات پر کج بحثیاں کرتے ہیں۔ وہ بھی کسی عقلی بنیاد پر نہیں نہ کسی آسمانی کتاب کی سند پر۔ اوّل سے آخر تک صرف ضد اور ہٹ دھرمی ہی اُن کا طریقۂ زندگی ہوتا ہے۔

اب جس گروہ میں یہ تین عیب ہوتے ہیں، اُن کو خداوندِ عالم اُن کی گمراہیوں میں چھوڑ دیا کرتا ہے۔ پھر دنیا کی کوئی طاقت اُن کو اُن کی گمراہیوں سے نہیں نکال سکتی۔

اس آیت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایسے ہی لوگوں کے دلوں پر خدا مہر لگا دیا کرتا ہے۔ پھر وہ کسی حق بات کو قبول کرنے کے لائق ہی نہیں رہتے۔

یہ خداوندِ عالم کا عدل ہے، ظلم نہیں۔

کیونکہ انھوں نے اپنی عقل اور ضمیر پر خود تالے ڈال دیے تھے۔ اس لیے خدا نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی۔ (جب مہر لگ گئی تو سوچنے سمجھنے اور عقل سے کام لینے کی صلاحیت مفقود ہو گئی۔ پھر وہ بے عقلی ہی کے کام کریں گے) (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾

(۳۶) اِس پر فرعونؑ نے کہا "اے ہامان! ذرا میرے لیے ایک اونچا محل تو بناؤ جس سے ممکن ہے کہ میں آسمانوں کے راستوں تک پہنچ سکوں۔

اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ ع ۴ / ۱۰

(۳۷) اور موسیٰؑ کے خدا کو جھانک کر دیکھ لوں۔ حالانکہ میں تو اس (موسیٰؑ) کو یقینی طور پر بالکل جھوٹا سمجھتا ہوں"۔ اس طرح فرعون کی نگاہ میں اُس کے بُرے کام خوبصورت بنا دیے گئے اور وہ سیدھے راستے سے روک دیا گیا غرض فرعون کی ساری مکاری چال بازی صرف اُس کی اپنی تباہی اور بربادی میں خرچ ہوئی۔

★ فرعون کا یہ کہنا کہ: "اونچا محل یا بلند عمارت بناؤ جس سے ممکن ہے کہ میں موسیٰؑ کے خدا کو جھانک کر دیکھ لوں" فرعون کے اِس قول کی بازگشت ہم نے کچھ عرصہ پہلے روس کے احمق وزیرِ اعظم خروشیف کی آواز میں سُنی تھی جب اُس نے کہا تھا کہ "ہمارے ہوا بازوں نے ساری خلاء میں جا جا کر خوب خوب تلاش کیا مگر خدا کہیں نہیں ملا۔" (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ الَّذِيٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ
اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ
الرَّشَادِ ۚ (۳۸)

(۳۸) (پھر وہی تقیہ کر کے) ایمان لانے والا
بولا: "اے میری قوم والو! میری بات مانو
میں تمہیں سیدھے راستے کی طرف لے جاؤں گا۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ
هِيَ دَارُ الْقَرَارِ (۳۹)

(۳۹) اے میری قوم! یہ دنیا کی
زندگی تو بس چند دن کا معمولی وقتی
فائدہ ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ آخرت
ہی ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے۔

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا
يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ
عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ
اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

(۴۰) جو کوئی برائی کرے گا، اُسے
بس اُتنی ہی سزا ملے گی جتنی اُس نے
برائی کی ہوگی۔ اور جو کوئی اچھا
نیک کام کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا
عورت بشرطیکہ وہ ابدی حقیقتوں

www.drhasanrizvi.com

يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾ (۴۰) یا خدا و رسولؐ کا دل سے ماننے والا مومن ہو تو وہی لوگ جنّت میں داخل ہوں گے جہاں اُن کو بے حساب رزق دیا جائے گا۔

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾ (۴۱) اور اے میری قوم والو! آخر یہ کیا بات ہے کہ میں تو تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔

تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ (۴۲) تم مجھے اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کردوں اور اُس کے ساتھ اُس کو شریک کروں جس کا مجھے کوئی علم ہی نہیں۔ حالانکہ میں تمھیں بلاتا ہوں اُس عزّت والے زبردست طاقت والے کی طرف جو بڑا معاف کرنے والا ہے۔

النصف

تقیہ ہر جگہ جائز نہیں ہوتا

اِن آیات کے گہرے مطالعے سے واضح ہو جاتا ہے کہ مومن آلِ فرعون

www.drhasanrizvi.com

(جو فرعون کا ماموں زاد بھائی تھا) پہلے اپنا ایمان چھپاتا تھا۔ مگر رفتہ رفتہ اُس نے اپنا ایمان چھپانا (یعنی تقیہ کرنا) چھوڑ دیا اور اعلانِ حق فرمادیا۔

محققین نے نتیجہ نکالا کہ تقیہ ہر وقت جائز نہیں۔ اس کا محل، وقت اور موقع ہوتا ہے۔ اور اس کے ترک کرنے کا بھی ایک موقع ہوتا ہے۔ اگر داعیانِ حق ہمیشہ تقیہ ہی فرماتے تو پیغامِ حق ہم تک کیسے پہنچتا؟ اِسی لیے جناب فاطمہ زہراؑ اور جناب امام حسنؑ نے تقیہ نہیں فرمایا۔ کھُل کر اعلانِ حق فرمایا۔ مگر حضرت ابوطالبؑ نے مصلحتاً جناب رسولِ خداؐ کی جان بچانے کے لیے تقیہ فرمایا کیونکہ اُس وقت تقیہ ضروری تھا، تاکہ رسولِ خداؐ کی جان محفوظ رہ سکے۔
(فصل الخطاب)

خداوندِ عالم نے حضرت ابوطالبؑ کے تقیہ کو اس قدر پسند فرمایا کہ ارشاد فرمایا: "اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی" (اے رسول!) کیا اللہ نے تمھیں یتیم پاکر تمھیں پناہ نہیں دی؟" (الضحیٰ آیت ۶ سورۃ ۹۳ پارہ ۳۰)

ہر تاریخ گواہ ہے کہ یہ پناہ حضرت ابوطالبؑ کی پناہ تھی۔ (متفق علیہ)

★ آخر میں قرآن نے فرمایا کہ: "اَلْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ" زبردست طاقت والا بھی ہے اور بڑا معاف کرنے والا بھی ہے۔"

تو خدا غالب (عزیز) ایسا زبردست ہے کہ جب وہ کسی کو اپنی سزا میں پکڑتا ہے تو بڑے سے بڑا طرم خاں یا طاقتور ترین قوم اُس کی گرفت سے نکل نہیں سکتی۔

اور معاف کرنے والا، ایسا ہے کہ خود ارشاد فرماتا ہے: "اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، یقیناً اللہ تمام کے تمام گناہ معاف کردے گا۔" (القرآن) (سورۃ الزمر ۳۹ آیت ۵۳ پ ۲۴)

★ غرض مومنِ آلِ فرعون کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ "اے مشرکو! تمھارے پاس شرک کرنے کا کوئی معقول علمی یا عقلی ثبوت موجود نہیں ہے، پھر میں آنکھیں بند کر کے اتنا بڑا گناہ اور اتنی بڑی غلط بات کیسے مان لوں کہ یہ کاٹھ کے اُلّو بُت یا بادشاہ خدا کی خدائی میں شریک ہیں یا یہ خدا ہیں؟ (تفسیر تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَا فِی الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَی اللّٰهِ وَ اَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾

(۴۳) حقیقت یہ ہے کہ جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو، اُس کی طرف بلانا نہ تو دنیا ہی میں کارآمد اور مفید ہے اور نہ آخرت میں (کیونکہ وہ بالکل بے اختیار ہیں) جبکہ حقیقتًا ہم سب کو اللہ ہی کی طرف پلٹنا بھی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو حد سے بڑھنے والے ہیں، وہی آگ میں جانے والے ہیں۔

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

(۴۴) تو جلد ہی تم میری اِن باتوں کو یاد کرو گے۔ اور میں تو اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں (کیونکہ) حقیقتًا اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے بھالنے والا نگہبان ہے۔

www.drhasanrizvi.com

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ (۴۵) تو اللہ نے اُس (تقیہ کرنے والے مومن) کو اُن کی بُری چالوں اور منصوبوں سے بچا لیا جو اُنھوں نے اُس کے خلاف بنائے تھے۔ اور آلِ فرعون کو بدترین سزا میں گھیر لیا۔

مومنِ آلِ فرعون کا دلچسپ مکالمہ

فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "حزقیل (مومنِ آلِ فرعون)، جو اپنا ایمان چھپاتے تھے اُن کے خلاف دشمنوں نے فرعون کو خبر کر دی کہ دراصل وہ فرعون کے مخالف ہیں، اور موسیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔ فرعون نے اُن کو اور لوگوں کو ایک ساتھ اپنے دربار میں جمع کیا اور پھر حزقیل سے پوچھا کہ "کیا تم فرعون کے رب ہونے کے منکر ہو؟" حزقیل نے کہا: "اے فرعون! اِن لوگوں سے پوچھ کہ اِن کا رب (مالک، پالنے والا) کون ہے؟" لوگوں نے کہا: "یہی فرعون ہمارا رب ہے۔" پھر حزقیل نے اُن سے پوچھا کہ: "تمھارا خالق کون ہے؟" لوگوں نے کہا: "یہی فرعون ہمارا خالق ہے" پھر حزقیل نے پوچھا: "تمھارا رازق کون ہے؟" لوگوں نے کہا: "یہی فرعون" اِس پر حزقیل نے کہا: "میں تم سب کو جو یہاں حاضر ہیں، گواہ بناتا ہوں کہ "جو اِن کا رب ہے وہی میرا رب ہے، جو اِن کا خالق ہے وہی میرا خالق ہے، جو اِن کا رازق ہے، وہی میرا رازق ہے۔" حزقیل یہ سب کہہ رہے تھے مگر اُن کی اصل مراد ربّ العالمین تھا۔ کیوں کہ اُنھوں نے یہ نہیں کہا کہ جس کو یہ لوگ رب کہتے ہیں، وہی میرا رب ہے (بلکہ یہ فرمایا کہ جو اِن کا رب ہے وہی میرا رب ہے، جو اِن کا خالق ہے، وہی میرا خالق ہے، جو اِن کا رازق ہے، وہی میرا رازق ہے) مگر فرعون اُن کا اصل مطلب نہ سمجھ سکا۔ (تفسیرِ صافی، بحوالہ احتجاج طبرسی)

www.drhasanrizvi.com

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا (۴۶) اب صبح و شام آگ اُن کے سامنے
غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ لائی جاتی ہے، اور جب قیامت برپا
تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۛ اَدْخِلُوْٓا ہوگی (تو حکم ہوگا کہ) آلِ فرعون کو
اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ سخت ترین عذاب میں داخل کردو۔

★ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ موت کے بعد عالمِ برزخ ہے جہاں آگ فرعون اور آلِ فرعون کے سامنے صبح و شام لائی جاتی ہے۔ (تفسیر تبیان)

★ **محققین نے نتیجے نکالے کہ:** (۱) عوام کو چاہیئے کہ لیڈروں کے جوش دلانے پر جوش میں نہ آجایا کریں، بلکہ ہوش سے کام لیں۔ دوسروں کی آنکھوں سے دیکھنے کے بجائے اپنی عقل کی آنکھوں سے دیکھیں، سوچیں، سمجھیں اور پھر خود صحیح اور غلط میں امتیاز پیدا کریں۔ (فصل الخطاب)

(۲) دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ: "مرنے کے بعد آدمی عالمِ برزخ میں چلا جاتا ہے، جہاں یا تو اللہ کے عذاب کا سامنا کرتا رہتا ہے یا نعمتوں سے لطف اُٹھاتا ہے۔ (جصاص، قرطبی، مدارک، بیضاوی، تفسیرِ کبیر، مجمع البیان، ابن کثیر)

★ صبح و شام آگ کے پیش ہونے سے مراد ہمیشگی بھی ہے۔ (قرطبی)

عالمِ برزخ کا ثبوت تمام مفسرین نے اس آیت کو عالمِ برزخ کا واضح ثبوت قرار دیا ہے۔
کیونکہ یہاں خدا نے اپنے عذاب کو دو مرحلوں میں بیان فرمایا ہے (۱) کم درجے کا عذاب جو مرنے کے بعد اور قیامت کے آنے سے پہلے عالمِ برزخ میں ہوگا۔ کہ فرعونیوں کو صبح و شام جہنم دکھائی جائے گی۔

(۲) قیامت کے دن وہ اسی جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔ "آنحضرتؐ نے فرمایا: تم میں جو بھی مرتا ہے اُسے بھی صبح و شام اُس کی آخری قیام گاہ (جنت یا جہنم) دکھائی جاتی ہے۔ کہ یہ ہے تیری اصل جگہ قیامت کے بعد۔" [1]

[1] (بخاری، مسلم، مسند احمد)

www.drhasanrizvi.com

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ (۴۷) اور پھر یہ لوگ جہنم میں آپس میں
فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ ایک دوسرے سے بحث کررہے ہوں گے
اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا کمزور لوگ اُن لوگوں سے کہیں گے جو بڑے
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا بنے ہوئے تھے کہ: "ہم تو تمھارے
نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ پیچھے پیچھے چلنے والے تھے. تو کیا آپ
ہمیں آگ کی سزا کے کچھ حصّے سے بچاؤ گے؟"

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا (۴۸) تو وہ بڑے بننے والے گھمنڈی
كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ جواب دیں گے: "ہم سب کے سب
بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ اِسی (جہنّم) میں تو ہیں، اور اللہ اپنے
بندوں کے درمیان فیصلہ سنا چکا ہے.

آیت ۴۸ : حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام نے فرمایا: "تم جانتے ہو کہ "استکبار" یعنی تکبّر کیا چیز ہے؟ تکبّر کے معنی یہ ہیں کہ جس کی اطاعت کا حکم خدا کی طرف سے دیا جائے اُس کی اطاعت کو چھوڑ دینا، اور جس کی پیروی کرنے کا حکم دیا جائے اُس کے مقابلے پر چڑھائی کرنا۔ یہاں پر قرآن ایسے ہی لوگوں کی خبر دے رہا ہے۔
(تفسیر صافی بحوالہ مصباح)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ (۴۹) اِس پر جہنّم میں پڑے ہوئے لوگ
لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا جہنّم کے منتظمین سے کہیں گے: "ذرا اپنے
رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا پالنے والے مالک سے دعاء کرو کہ ہماری
مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ سزا میں صرف ایک دن کی کچھ کمی ہی
کر دے۔"
قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ (۵۰) اِس پر جہنّم کے منتظمین نے کہا: "کیا
رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر کھلی ہوئی دلیلیں
بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا لے کر نہیں آتے رہے تھے؟" انھوں نے کہا:
الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ "کیوں نہیں" اِس پر جہنّم کے منتظمین نے کہا ع ۱۴/۱۰
"پھر خود ہی دعاء مانگو، اور (تم جیسے) حق کے منکروں کی دعاء اکارت جانے والی ہوتی ہے۔"

★ آیت ۵۰ کی تشریح | فرشتے دوزخیوں کے لیے دعاء مانگنے سے اس لیے انکار کر دیں گے کہ خدا کی طرف سے اُن لوگوں کے لیے نجات کی دعاء مانگنے کی اجازت نہیں ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

(بیضاوی)

★ یہ حکم دنیا کے لیے ہے، قیامت کے دن تو کافروں کے لیے دعاء کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس لیے کہ قیامت دار الجزاء ہے۔ وہاں تو جیسا کیا ویسا بھگتنا ہے خاص طور پر کافروں کو۔

(روح المعانی)

www.drhasanrizvi.com

★ دوزخ کے فرشتے یہ بھی کہیں گے کہ کافروں کی شفاعت کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ کیونکہ ہم تو عذاب پر معیّن ہیں، شفاعت کرنا رسولوںؑ کا کام ہے، اور تم تو رسولوںؑ اور رہنمایانِ دین کے دشمن تھے۔ (اِس لیے اب اپنی سزا بھگتو) (موضح القرآن)

★ آخر میں فرشتوں کا یہ فرمانا کہ "حق کے منکر کافروں کی دعائیں اکارت جانے والی ہوتی ہیں" اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو انبیاءِ کرامؑ کے دشمن ہوں، اُن کی تکذیب کرنے والے ہوں، وہ ہرگز اِس لائق نہیں ہیں کہ خداوندِ عالم اُن کی دعائیں قبول فرمائے، اور نہ وہ اِس لائق ہیں کہ خدا کی بارگاہ میں اُن کی شفاعت کی جائے۔ ★.... (جلالین)

★ جہنّم کے فرشتے جہنمیوں سے کہیں گے کہ جب واقعہ یہ ہے کہ خدا کے رسولؑ تمہارے پاس واضح دلیلیں اور نشانیاں لے کر آئے تھے مگر تم نے تکبّر سے کام لیا اور نہ مانا، تو اب ہمارے لیے خدا کے سامنے تمہارے واسطے دعا کرنا کسی طرح ممکن اور مناسب نہیں۔ کیونکہ دعا یا سفارش کے لیے کوئی عذر، کوئی دلیل ہونا تو ضروری ہے مگر تم نے ایسے ایسے کام کیے ہیں کہ تم نے معذرت کی کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ اِس حالت میں ہم تمہارے واسطے دعا نہیں کرسکتے۔ تمہاری طرح حق کا انکار کرنے کے بعد جو لوگ جہنّم میں آئے ہیں اُن کی دعائیں بالکل لاحاصل اور بے معنی ہیں۔ خود کردہ را علاجے نیست۔
(تفسیر کبیر، تفسیر مجمع البیان، تفہیم)

★ جب دوزخی لوگ ایک دوسرے کی مدد سے مایوس ہوں گے تو جہنّم کے دربانوں سے عرض کریں گے کہ خداوندِ عالم کی بارگاہ میں ہماری سفارش کردو کہ وہ کسی دن ہم سے عذاب کی تخفیف کردے۔ تو خازنینِ جہنّم اُن سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نمائندگی کرنے والے رسولؑ نہیں آئے تھے جو تم کو اِس آگ کے عذاب سے ڈراتے ؟ تو یہ جواب دیں گے کہ بیشک اللہ کے نمائندے رسولؑ آئے تھے لیکن ہم نے اپنے عناد و ضد کی وجہ سے اپنی ہٹ دھرمی نہیں چھوڑی تھی۔" اور یہ سچّی بات ہے کہ جنّت کے ٹھیکیدار لوگ عوام کو کلمۂ حق کے قبول کرنے سے روکتے ہیں اور اُن کو مشرکانہ عقائد کی تعلیم دے کر اُن کے نعروں سے خوش ہوتے ہیں اور اپنی جیبیں گرم کرتے ہیں
(تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيۡنَ (۵۱) یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور

اٰمَنُوۡا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَيَوۡمَ ایمان لانے والوں کی مدد کریں گے، اِس

يَقُوۡمُ الۡاَشۡهَادُ ۙ﴿۵۱﴾ دنیا کی زندگی میں بھی اور اُس دن بھی

جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "کیا تم نہیں جانتے کہ بہت سے انبیاء کرامؑ کی دنیا میں بظاہر مدد نہ کی گئی اور وہ قتل کر دیے گئے۔ اِسی طرح ائمہ اہلِ بیتؑ بھی بے دردی کے ساتھ قتل کیے گئے۔ اور اُن کی ظاہری مدد عالمِ رجعت میں کی جائے گی۔ (یعنی وہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور اُن کے دشمنوں کو سزا دی جائے گی)

(تفسیر صافی بحوالہ تفسیر قمی)

★ شیخ طوسیؒ نے لکھا: نصرت کرنے کے معنی مدد کرنا ہوتا ہے اِس کی دو قسمیں ہیں (۱) دلائل کے ذریعہ مدد کرنا اور (۲) جنگ میں غلبہ عطا فرما کر مدد کرنا۔ یہ مدد خدا کی حکمت پر منحصر ہے کہ جب چاہے جہاں چاہے عطا فرمائے۔

(تفسیر تبیان)

★ علامہ طبرسیؒ نے لکھا کہ خدا فرما رہا ہے کہ ہم رسولوں اور اُن کے ماننے والوں کی سات طریقوں سے مدد کرتے ہیں

(۱) دلائلِ قاطعہ اور براہینِ عقلی کے ذریعے یعنی انبیاءؑ اور مومنین کو ایسے دلائلِ عقلی پیش کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں کہ دوسرے اُن کی باتوں کو مان لیں۔ (۲) اگر اُن پر جنگ مسلط کی جائے تو اُن کو غلبہ عطا کر کے ہم اُن کی مدد کرتے ہیں، (۳) کبھی ہم اپنی خاص مہربانیوں کے ذریعہ اُن کی مدد کرتے ہیں۔ (۴) اُن کا دل مضبوط بنا کر اور ایمان پر قائم رکھ کر، (۵) کبھی دشمنوں کے ظلم و ستم اور زیادتیوں سے بچا کر اُن کی مدد کرتے ہیں۔ (۶) کبھی اُن کے دشمنوں سے انتقام لے کر اُن کی مدد کرتے ہیں۔ (۷) کبھی ہم حق کے دشمنوں کو ہلاک کر کے اُن کی مدد کرتے ہیں۔ لیکن دلائل کے ذریعہ ہمارے رسول اور مومنین ہمیشہ غالب رہتے ہیں۔ (مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ (۵۲) جس دن ظالموں کو اُن کی معذرت
مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ کچھ فائدہ نہ پہنچائے گی، اور اُن کے لیے
وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ لعنت (یعنی لعنت) ہوگی، اور اُن کے
لیے جہنّم کا، بدترین ٹھکانا ہوگا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى (۵۳) (مثلاً) بلاشبہ ہم نے بنی اسرائیل
وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ کو (اُس) کتاب (توراۃ) کا ورثہ دار
الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ بنایا۔

هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي (۵۴) جو عقل و دانش رکھنے والوں کے
الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ لیے سامانِ ہدایت و نصیحت تھی۔

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "بلاشبہ ہم نے بنی اسرائیل کو (اپنی) کتاب کا وارث بنایا" یعنی موسیٰ کے انکاریوں کو محروم کرکے ہم نے بنی اسرائیل کو اپنی کتاب کا وارث بنایا کیونکہ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کو دل سے مان لیا۔ اے محمدؐ! بالکل اِسی طرح جو لوگ تمہارا انکار کریں گے، ہم اُن کو محروم کرکے، اُن کو قرآن کا وارث بنائیں گے جو تم پر دل سے ایمان لائیں گے، پھر وہی عالم کی ہدایت کے علمبردار ہوں گے۔
(تفسیر کبیر۔ تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾

(۵۵) لہٰذا صبر سے کام لیجیے۔ یقیناً اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے۔ اور اپنے اوپر (لگائے ہوئے جھوٹے الزامات کو ڈھانپ کر چھپا لیے جانے کی دعا کیجیے۔ اور شام و سحر اپنے پالنے والے مالک کی پاکی بیان کرتے رہیے (یا) تسبیح یعنی نماز پڑھیے، اُس کی حمد و تعریف کے ساتھ۔

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ خداوندِ عالم کا جنابِ رسولِ خداؐ سے مخاطب ہو کر یہ حکم دینا کہ "اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ" یعنی "اپنی غلطیوں پر معافیاں طلب کیجیے۔" ایسے تمام مواقع پر اگرچہ خداوندِ عالم نے بظاہر جنابِ رسولِ خداؐ کو مخاطب فرمایا ہے مگر یہ خطاب عربی محاورے کے مطابق ہے کہ: "اِیَّاكِ اَعْنِیْ وَ اسْمَعِیْ یَا جَارَۃُ" یعنی: "(لے بہو!) تخاطب تو تجھ سے ہے مگر اے پڑوسن! تو سنتی رہ۔"

اِس کا ثبوت یہ ہے کہ خدا نے اپنے رسولؐ کو خطاب فرما کر یہ حکم دیا کہ: "اللہ کی عبادت کرو اور شکرادا کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔" (القرآن) (سورۃ الزمر آیت ۶۶ پارہ ۲۴)

حالانکہ خدا خوب جانتا ہے کہ اُس کا نبیؐ اُس کی بے حد عبادت کرتا ہے اور اُس کا بے حد شکر بھی ادا کرتا ہے۔ لیکن اِس کے باوجود بھی خدا نے اپنے نبیؐ کو عبادت اور شکر ادا کرنے کا حکم دیا۔

اصل میں یہ احکامات نبیؐ کی اُمت کو سبق سکھانے کے لیے دیے گئے ہیں۔

(تفسیر صافی بحوالہ تفسیر قمی)

www.drhasanrizvi.com

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے "استغفار" یعنی گناہوں کی معافی طلب کرنے کے بارے میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ گناہ ہو کہ نہ ہو گناہوں کی معافی کی دعا کرنا عبودیّت کا تقاضا ہے، عاجزی کی انتہا ہے، اس کی تعلیم نبیؐ کے ذریعے اُمّت کو دی جارہی ہے کہ اپنی عبادتوں پر مغرور نہ ہو جاؤ، بلکہ اپنی عبادتوں کو اُس کے احسانات کے مقابلے پر کم سمجھ کر استغفار کرو، تاکہ غرور نہ پیدا ہو سکے جو شیطان کی خاص خصوصیت ہے۔ اس لیئے اس حکم سے جناب رسولِ خداؐ کی عصمت پر کوئی فرق نہیں پڑتی۔ آنحضرتؐ کو یہ حکم صرف اس لیئے دیا گیا ہے تاکہ دوسرے اس کی پیروی کریں۔ اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ (معاذ اللہ) حضورِ اکرمؐ نے کوئی گناہ کیا تھا۔

(تفسیر جلالین)

★ پھر عربی ادب میں "ذنب" اور "اثم" میں فرق ہے۔ "اِثم" کے معنی گناہ ہوتے ہیں اور "ذنب" کے معنی صرف کوتاہی کا احساس ہوتا ہے۔ یہاں عبادت اور شکر میں کوتاہی کا احساس مراد ہے۔

(تفسیر کبیر امام رازی)

★ آخر میں خداوندِ عالم کا فرمانا: "صبح اور شام اپنے پالنے والے مالک کی پاکی بیان کرتے رہیئے" (یا، تسبیح کرتے رہیئے۔)" یہاں تسبیح سے مراد نماز ہے۔ (مجمع البیان)

★ محقّقین نے لکھا کہ خداوندِ عالم نے اس آیت میں نماز کے اوقات کا ذکر صرف تین اوقات کے حوالے سے فرمایا ہے۔ (۱) "اِبکار" یعنی سحر اور (۲) "العشی" یعنی بعدِ زوال (۳) اس سے ثابت ہوا کہ ظہر سے لے کر عشاء کی نماز کے اوقات کے درمیان کوئی وقت ایسا نہیں ہے کہ جو نماز کا وقت نہ ہو۔ اسی لیے فقہِ جعفری کے مطابق زوال کے بعد سے غروب تک نمازِ ظہر و عصر پڑھی جا سکتی ہے۔ اور غروبِ آفتاب کے بعد آدھی رات تک مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

(فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۙ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٥٦﴾

(۵۶) حقیقتاً جو لوگ بغیر کسی سند، حجت یا ثبوت کے جو اُن کے پاس آیا ہو آپ سے اللہ کی آیتوں، باتوں، نشانیوں اور دلیلوں کے بارے میں بحث و تکرار کرتے ہوئے جھگڑتے ہیں، اُن کے دلوں میں تکبّر کے سوا کچھ نہیں، مگر وہ اُس بڑائی کو پہنچنے والے نہیں ہیں (جس کا وہ گھمنڈ رکھتے ہیں) تو اللہ سے پناہ طلب کیجئے (کہ وہ ایسے تکبّر سے محفوظ رکھے) یقیناً وہ سب کچھ سننے والا بھی ہے اور دیکھنے والا بھی

آیت کا حاصل بیان یہ ہے کہ: ان کافروں کی غیر معقول کج بحثیوں کی اصل وجہ یہ نہیں ہے کہ اللہ کا پیغام اُن کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے اور وہ نیک نیّتی کے ساتھ خدا کے پیغام کو سمجھنے کے لیے بحثیں کر رہے ہیں، بلکہ اُن کا تکبّر یہ بات برداشت نہیں کر سکتا کہ اُن کے ہوتے ہوئے، لوگ محمد مصطفےٰ ص جیسے ایک یتیم کی قیادت اور رسالت کو مان لیں، جبکہ اُن کے خیال میں سرداری اور قیادت کے وہ خود کہیں زیادہ مستحق ہیں، اسی لیے یہ لوگ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ محمد مصطفےٰ ص کی بات چل نہ سکے۔ اسی مقصد کے لیے وہ ہر قسم کا ذلیل سے ذلیل حربہ اور طریقہ استعمال کر رہے ہیں، مگر اللہ نے جس کو بڑا بنایا ہے وہی بڑا بن کر رہے گا اور اُس کو چھوٹے لوگ نہیں دبا سکیں گے۔

(تفسیر تیسیر، مجمع البیان، تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۵۷) اس میں کوئی شک نہیں کہ
اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ آسمانوںؐ اور زمین کا پیدا کرنا
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ آدمیوں کے (دوبارہ) پیدا کرنے سے
زیادہ بڑی چیز ہے لیکن زیادہ تر لوگ جانتے نہیں
وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ (۵۸) اور یہ نہیں ہو سکتا کہ اندھا اور
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا آنکھوں والا ایک جیسا ہو جائے
الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِیْٓءُ اور ایماندار اور اچھے کام کرنے والے
قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ لوگ بدکاروں کے برابر نہیں ہو سکتے
تم بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو۔

ؐ ★ کفار قریش یہ مانتے تھے آسمانوں اور زمین کا خالق اللہ ہے اور بایں ہمہ قیامت کا انکار کرتے تھے تو اُن پر اتمام حجت کے طور پر یہ دلیل قائم کی گئی ہے کہ لوگوں کو پیدا کرنا یا مرنے کے اُن کو زندہ کرنا اس قدر مشکل نہیں جسقدر آسمانوں اور زمین کا بغیر مادہ کے پیدا کرنا اور اُس میں قوائے نامیہ کا سپرد کرنا اور آسمانوں کا پیدا کر کے بغیر ستونوں کے کھڑا اور اُن کی گردش کا نظام وغیرہ قائم کرنا زیادہ مشکل کام ہے، تو جو اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کر سکتا ہے، وہ انسانوں کو اُن کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیونکر نہیں کر سکتا۔؟

(تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ (۵۹) یقیناً قیامت ضرور آنے والی ہے
لَا رَيْبَ فِيهَا وَلٰكِنَّ اس میں کوئی شک نہیں، مگر زیادہ تر
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ (۵۹) لوگ نہیں مانتے۔

فیصلے کا دن لازمی آکر رہے گا

یہ دلیل ہے اس بات کی، کہ آخرت کا ہونا لازمی ہے۔ پہلے یہ بتایا گیا تھا کہ آخرت کا ہونا ممکن ہے۔ اب بتایا جا رہا ہے کہ صرف ممکن ہی نہیں، بلکہ لازمی ہے۔ کیونکہ عقل، ضمیر اور انصاف کا تقاضا ہی یہ ہے کہ آخرت برپا ہو، اس کا ہونا نہیں بلکہ برپا نہ ہونا عقل و انصاف کے خلاف ہے۔ آخر کوئی صاحبِ عقل یہ بات کیسے مان سکتا ہے کہ جو لوگ دنیا میں اندھوں کی طرح رہتے ہیں، اور اپنی بدمعاشیوں سے زمین کو فساد سے بھر دیتے ہیں وہ اپنے اعمالِ بد کا بُرا انجام نہ دیکھیں اور اس کے برعکس جو لوگ آنکھیں کھول کر جیتے ہیں، اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں، لوگوں کو نقصان نہیں، فائدے پہنچاتے ہیں، اُن کو اُس کا کوئی صلہ نہ ملے اگر ایسا ہے تو یہ دنیا اندھیر نگری چوپٹ راج کے سوا کچھ نہ رہی۔ اگر نیک اور بد دونوں کو آخر کار مٹی ہی ہو جانا تھا تو پھر اِس دنیا کو پیدا ہی کیوں کیا گیا تھا؟ آخرت یا قیامت اگر برپا نہیں ہوگی تو پھر نیکی و بدی کا انجام ایک ہو گیا۔ سارے اخلاقیات کی جڑیں کٹ گئیں۔ نیک لوگ انتہائی احمق، اور بدمعاش لوگ، انتہائی عقلمند اور کامیاب ثابت ہو گئے۔ اِس لیے یہ بات عقلِ صریح کے خلاف ہے کہ آخرت یا قیامت برپا نہ ہو۔ ★ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم)

وحی کے بغیر استدلال سے تو صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ قیامت کو ضرور برپا ہونا چاہیے۔ اب اس کے آگے بڑھ کر یہ کہنا کہ آخرت یقیناً لازماً برپا ہوگی، یہ صرف وہی ذات کہہ سکتی ہے جو قیامت کو برپا کرے گی۔
(تفہیم - کشاف)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾

(۶۰) اور تمھارے پالنے والے مالک نے کہا: "مجھے پکارو (دعا مانگو) میں تمھاری دعا قبول کروں گا۔ یقین جانو کہ جو لوگ تکبر میں آکر میری عبادت یا بندگی سے منھ موڑتے ہیں، وہ ضرور ذلیل و خوار ہو کر جہنّم میں داخل ہوں گے۔

ع

دعاء مانگنا افضل عبادت ہے۔

فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ "خداوندِ کریم کا ارشاد فرمانا: "مجھے پکارو" سے مراد خدا سے دعاء مانگنا ہے۔ اور دعاء مانگنا افضل عبادت ہے۔ اللہ کے نزدیک اِس بات سے افضل کوئی چیز نہیں ہے کہ اُس سے مانگا جائے۔ یعنی جو کچھ خدا کے پاس ہے اُس سے طلب کیا جائے۔ اور اللہ کے نزدیک اِس سے بدتر کوئی بات نہیں ہے کہ انسان اُس کی عبادت (اطاعت) کرنے سے تکبّر کرے (یعنی خود کو خدا کی اطاعت سے بلند سمجھے) اور خدا سے اُن چیزوں کا سوال نہ کرے کہ جو چیزیں خدا کے پاس ہیں۔"
(گویا دعاء نہ کرنا خدا کے سامنے اکڑنے کے مترادف ہے) (تفسیرِ صافی بحوالہ کافی)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ "اِس آیت میں خدا نے تمھاری دعاء کو عبادت کا نام دیا ہے اور دعاء کے ترک کرنے کو تکبّر فرمایا ہے۔ پھر مزید یہ کہ دعاء کے ترک کرنے پر جہنّم میں ذلیل و خوار کر کے داخل کرنے کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔"
(صحیفۂ سجادیہ)

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا ص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ: "دو شخص مسجد میں داخل ہوتے، ایک نے نمازیں بہت پڑھیں اور دوسرے نے دعائیں بہت مانگیں، اُن میں بہتر عمل کرنے والا کون ہے"؟

★ امام علیہ السلام نے فرمایا: "وہ جس نے دعائیں زیادہ مانگیں"۔

★ پھر امام علیہ السلام نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا: "دعا مانگنا بہترین عبادت ہے۔"

★ ...... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر انوار النجف)

★ نیز امام علیہ السلام سے منقول ہے کہ: "فرض نماز کے بعد دعا مانگنا نافلہ نماز کے بعد دعا مانگنے سے اِس طرح افضل ہے جس طرح خود نمازِ فریضہ نمازِ نافلہ سے افضل ہے۔"

★ ...... (تفسیر انوار النجف)

★ آیت کے آخری الفاظ نے بالکل واضح کر دیا کہ (۱) دعا مانگنا عین تقاضائے عبدیت ہے۔

(۲) دعا سے منہ موڑنا تکبّر ہے۔ جناب رسولِ خدا ص نے فرمایا:

"اِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ" (دعا مانگنا ہی عبادت ہے۔)

پھر آنحضرت ص نے یہی آیت پڑھی۔

(ابنِ جریر، ابنِ ابی حاتم، احمد۔ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ)

★ نیز جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ"

یعنی: "دعا مانگنا عبادت کا مغز (روح۔ حاصل) ہے۔"

...... (ترمذی)

★ نیز حضورِ اکرم ص نے فرمایا: "جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اُس پر غضبناک ہوتا ہے۔"

(ترمذی)

★ بروایت حضرت سلمان فارسی رض جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

"لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ" (ترمذی)

یعنی: قضاءِ الٰہی کو دعا کے سوا کوئی چیز نہیں ٹال سکتی"۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فیصلے بدل دینے

(ترمذی)

www.drhasanrizvi.com

کی طاقت کسی میں نہیں ہے مگر خدا خود اپنے فیصلے بدل سکتا ہے۔ یہ اُس وقت ہوتا ہے جب بندہ خدا سے دعار مانگتا ہے۔ (اِسی کو بدار کہتے ہیں)

★ ...... (تفہیم القرآن)

★ جابر ابنِ عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"آدمی جب اللہ سے دعار مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ یا تو اُسے وہی چیز دے دیتا ہے جسے وہ مانگتا ہے یا پھر کسی بلار کو اُس کے پاس آنے سے روک دیتا ہے، بشرطیکہ وہ گناہ نہ کرے یا قطعِ رحم نہ کرے۔"

(ترمذی، مُسند احمد)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص دعار مانگے تو یوں نہ کہے کہ "خدایا مجھے معاف کر دے اگر تو چاہے" مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے، مجھے روزی دے اگر تو چاہے، بلکہ اُس کو قطعیت کے ساتھ کہنا چاہیئے کہ: "خدایا! میری فلاں فلاں حاجت پوری کر دے۔"

★ ...... (بخاری شریف)

★ نیز آنحضرتؐ نے فرمایاکہ: "اللہ سے مانگو اِس یقین کے ساتھ کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا۔"

(ترمذی)

★ نیز حضور اکرمؐ نے یہ بھی فرمایا: "بندے کی دعار قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ (۱) گناہ نہ کرے (۲) قطعِ رحمی نہ کرے اور قطعِ رحمی کی دعار نہ کرے (۳) جلد بازی نہ کرے۔"

لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہؐ! جلد بازی کیا ہے؟" آپؐ نے فرمایاکہ: "آدمی کہے کہ میں نے بہت دعار مانگی، بہت دعار مانگی، مگر میری دعار قبول ہی نہیں ہوتی، یہ کہہ کر آدمی تھک جائے اور دعار کرنا ہی چھوڑ دے۔" (مسلم) ★ معاذ ابنِ جبل سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "دعار بہر حال فائدہ پہنچاتی ہے اُن بلاؤں کے معاملے میں بھی جو نازل ہو چکی ہیں، اور اُن کے معاملے میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئیں۔ پس اے خدا کے بندو! ضرور دعار مانگا کرو۔"

(ترمذی - مُسند احمد بن حنبل)

www.drhasanrizvi.com

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ	(۶۱) اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے
الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ	رات بنائی تاکہ تم اُس میں سکون
النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ	حاصل کرو، اور دن کو روشن دکھانے
لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ	والا بنایا۔ حقیقتاً اللہ انسانوں پر
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ	بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔ مگر زیادہ تر
لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾	لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ	(۶۲) یہ ہے تمہارا پالنے والا مالک اللہ
كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫	جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اُس کے
فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾	سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کدھر بہکائے جا رہے ہو۔

اِلٰہ اور رَبّ کا اطلاق

اِن آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ عوام الناس کو دھوکے میں رکھنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر رب کا اطلاق جائز ہے، یا یہ کہ اُن کو خالق و رازق کہنا درست ہے، اِن آیات میں اُن کے عقائدِ فاسدہ کی تردید ہے کہ آرام کرنے کے لیے رات کو بنانے والا اللہ ہی ہے اور دن کو دیکھنے کے لیے اور کاروبار کے لیے روشن بنانے والا بھی اللہ ہے جو ہمارا رب اور ہر شئے کو پیدا کرنے والا ہے وہی تمہارا بھی رب ہے جس کے علاوہ کوئی الٰہ (معبود) نہیں ہے، پس تم دھوکا کیوں کھاتے ہو۔ آیتِ مجیدہ میں اِس عقیدہ کی کھلی تردید ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کو اللہ نے پیدا کیا اور باقی مخلوق کو اُنھوں نے پیدا کیا جبکہ اللہ فرماتا ہے کہ ہر چیز کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔

(تفسیر انوار النجف)

رکوع لازم

www.drhasanrizvi.com

كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٦٣﴾

(٦٣) اِسی طرح وہ سب لوگ بھی بہکائے جارہے ہیں جو اللہ کی باتوں، آیتوں، اور دلیلوں کا انکار کرتے تھے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٤﴾

(٦٤) اللہ ہی وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا، اور آسمان کا گنبد بنادیا، جس نے تمہاری صورت بنائی تو بہت ہی اچھی اور خوبصورت بنائی، اور تمہیں طرح طرح کی پاک صاف غذائیں عطا کیں وہی اللہ تمہارا پالنے والا مالک ہے، جو بے حساب برکتوں والا بھی ہے اور تمام جہانوں کا پالنے والا مالک بھی۔

آیت ۶۴ کی تشریح | خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا کہ: "اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو رہنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو "بناء" "گنبد بنادیا۔" عربی میں "گنبد، چھت، یا احاطے میں جو چیز بنائی جائے اُسے "بناء" کہتے ہیں۔

(بیانات القرآن العرفان جلد ۲)

www.drhasanrizvi.com

★ پھر خداوندِ عالم کا فرمانا: "خدا نے تمہاری صورت بنائی اور بہت اچھی اور خوبصورت بنائی یعنی اَحْسَنَ صُوَرَکُمْ۔" انسان کو بہت خوبصورت بنانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تمہیں موزوں متوازن قدوقامت والا بنایا، کھلے اور خوبصورت چہرے والا بنایا، مناسب اعضا و جوارح عطا فرمائے (تفسیر صافی)

★ پھر خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا: "وہی اللہ زمین کو رہائش گاہ (رہنے کی جگہ) بنانے والا، آسمان کو چھت قرار دینے والا، تمہیں خوبصورت ترین انسانی شکلیں دینے والا، اور تم کو پاکیزہ رزق دینے والا ہے، اور وہی اللہ تمہارا ربّ (پالنے والا مالک) ہے، اور بابرکت ہے، وہ اللہ جو عالمین (تمام جہانوں) کا ربّ (پالنے والا مالک) بھی ہے۔ (مجمع البیان)

پس جس طرح محمدؐ و آلِ محمدؐ کو الٰہ، خالق و رازق ماننا شرک ہے اسی طرح اُن کو رب العالمین کہنا بھی شرک ہے۔ چنانچہ اس کے بعد فرمایا: "وہ اللہ جس کی دیگر صفات میں سے ایک صفت ربّ بھی ہے، وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور زندہ رہے گا، اور اُس کے علاوہ اور کوئی الٰہ نہیں یعنی: ازل سے ابد تک زندہ ہونا بھی اُسی اللہ اور ربّ کے ساتھ ہی مخصوص ہے اور اس میں بھی اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ لہٰذا انسانوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مصائب و مشکلات میں صرف اُسی کی ذات کو پکارا کرو، اور اُسی سے دعاء مانگا کرو۔ اور تمہاری عبادت خالص طور پر اُسی کی ذات کے لیے ہی مخصوص ہونی چاہیئے۔ اور انسان پر جملہ مخلوق میں سے پروردگارِ عالم کا خصوصی احسان ہے کہ اُن کی شکل و صورت تمام حیوانات سے ممتاز اور حسین ترین ہے اور اُن کی خوراک تمام جاندار مخلوق سے صاف اور پاک و پاکیزہ تر ہے۔ جس کا ذکر متذکرہ آیات میں فرمایا گیا ہے۔ (تفسیر انوار النجف)

★ پھر خدا نے انسان کو بہترین جسم، اعضاء، صلاحیتیں، دل و دماغ عطا فرمائے کہ ایسی مخلوق کوئی دیوی دیوتا بنانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ پھر انسان کو پاکیزہ رزق عطا فرمایا جو اُس کی نشو و نما میں بالکل مناسب اور پُر لطف بھی۔ زمین کو ایسا بنایا کہ بے حساب رزق پے در پے زمین سے نکلتے ہی چلے آ رہے ہیں۔ تمہارا خالق و مالک قادرِ مطلق اور حکیم و رحیم بھی ہے۔

(تفسیر مجمع البیان، نعیم)

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ — (۶۵) وہی زندہ ہے، اُس کے سوا

فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ — کوئی معبود نہیں۔ تم اُسی کو پکارو

الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ — اپنے دین یا طریقۂ زندگی کو اُس کے لیے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۵ — خالص کرکے۔ حمد اور شکر تمام جہانوں کے

پالنے والے مالک ہی کے لیے ہے۔

قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ — (۶۶) کہہ دیجیے کہ مجھے تو اُن کی بندگی سے

اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ — منع کردیا گیا ہے جنھیں تم اللہ کو چھوڑ کر

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا — پکارتے ہو، جبکہ میرے پاس میرے پالنے والے

جَاۗءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ — مالک کی طرف سے واضح دلیلیں آچکی ہیں اور مجھے

رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ — حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے پالنے والے

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۶ — مالک کے سامنے سرِ تسلیم و اطاعت جھکادوں۔

★ ان آیات کا حاصل یہ ہے کہ خدا کی ذات و صفات میں کوئی بھی اُس کے برابر، ہم پلّہ یا شریک نہیں ہوسکتا۔ (تفسیر صافی)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی بھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو اُس کو چاہیے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بھی کہے۔" پھر امامؑ نے اسی آیت کی تلاوت فرمایا: (کیونکہ اس آیت میں یہ دونوں حقیقتیں ایک ساتھ بیان فرمائی گئی ہیں)

([illegible])

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ (۶۷) وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا
ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ کیا، پھر ٹپکے ہوئے قطرے سے، پھر جمے
عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ہوئے خون سے، پھر تمہیں بچے کی شکل میں
ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ باہر لاتا ہے، پھر تمہیں بڑھاتا ہے
لِتَكُونُوا شُيُوخًا وَمِنكُم تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچ جاؤ،
مَّن يُتَوَفَّىٰ مِن قَبْلُ پھر اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بڑھاپے کو پہنچو،
وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى اور تم میں سے پہلے ہی کوئی پورا پورا اٹھا لیا
وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (۶۷) جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ

تم اپنے مقررہ وقت کو پہنچو، اور اس لئے بھی کہ تم عقل سے کام لے کر حقیقت کو سمجھو۔

★ شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا کہ: "مطلب یہ ہے اتنے احوال تم پر گذر چکے ہیں۔ بس ایک حالت اور بھی گذرے گی کہ تم مر کر زندہ ہو جاؤ گے۔" (موضح القرآن) ★ جب تمہاری اس قدر شکلیں اور حالتیں بدل کر خدا نے تمہیں دکھا دیا تو ایک حالت کا اور بدلنا اس کے لیے کونسا مشکل کام ہے۔ جو اسقدر حالتیں بدل سکتا ہے وہ ایک حالت اور بھی بدل سکتا ہے۔ (مؤلف)

★ علامہ طبرسیؒ نے فرمایا: "پہلے تم عقل سے کام لے کر یہ سمجھو کہ خدا نے کتنی نعمتیں تم کو عطا فرمائی ہیں، اس کے بعد خدا نے تم سے یہ چاہا ہے کہ تم اُس کی خالص، بلا شرکت غیرے، عبادت کرو۔ یعنی عاجزانہ اطاعت کرو۔" (مجمع البیان)

★ حضور اکرمؐ نے فرمایا: "خدا کا فرمانا "تاکہ تم مقررہ وقت تک پہنچ جاؤ" یعنی اپنی موت کے وقت تک پہنچ جاؤ۔" (نعیم)

www.drhasanrizvi.com

هُوَ الَّذِي يُحْيِ وَيُمِيتُ ۚ (۶۸) وہی زندگی دینے والا بھی ہے
فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا اور وہی موت دینے والا بھی۔ وہ جب
يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۝۶۸ کسی بات کا فیصلہ کر دیتا ہے تو بس ع ۱۱
اُس سے کہتا ہے "ہو جا" اور وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ (۶۹) کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو
فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ۝۶۹ اللہ کی آیتوں کے بارے میں بے جا جھگڑے
کرتے ہیں؟ آخر وہ کہاں سے پھرائے جا رہے ہیں؟

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا (۷۰) جن لوگوں نے کتاب "خدا" کو اور
أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۚ فَسَوْفَ اُس پیغام کو جھٹلایا جس کے ساتھ ہم نے
يَعْلَمُونَ ۝۷۰ پیغمبروں کو بھیجا تو انھیں (اس کا
بُرا انجام) بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔

★ انسان کے ٹھوکر کھانے کی اصل بنیادی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اللہ کے رسولوں کی لائی ہوئی تعلیمات کو سوچنے، سمجھنے غور کرنے اور ماننے سے انکار کر دیتا ہے، جھگڑالو بن کر اُن سے مقابلہ کرتا ہے اسی وجہ سے وہ بھٹک گیا ہے۔ اس عمل سے اُس کے سیدھے راستے پر آنے کے تمام امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر کبیر۔ تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

إِذِ الْأَغْلَٰلُ فِي أَعْنَٰقِهِمْ (۷۱) جب طوق اُن کی گردنوں میں
وَالسَّلَٰسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿۷۱﴾ ہوں گے اور وہ زنجیریں کھینچے جاتے ہوں گے،

فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ (۷۲) وہ بھی کھولتے ہوئے گرم پانی
يُسْجَرُونَ ﴿۷۲﴾ میں، پھر وہ جہنم کی آگ میں جھونک
دیے جائیں گے۔

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ (۷۳) پھر اُن سے کہا جائے گا: "کہاں
تُشْرِكُونَ ﴿۷۳﴾ ہیں وہ اللہ کے سوا دوسرے خدا
جنھیں تم اللہ کو چھوڑ کر خدا کا شریک مانتے تھے۔"؟

"إِذِ الْأَغْلَٰلُ" یہ غل کی جمع ہے، اس کے معنی "طوق" ہیں۔ اور "سَلَٰسِلُ" جمع ہے "سِلْسِلَة" کی۔ اس کے معنی ہیں "زنجیر"۔ یعنی جہنّمیوں کی گردنوں میں طوق زنجیر ڈال کر دوزخ کے کھولتے ہوئے پانی میں ڈالا جائے گا، اس کے بعد جہنم کی آگ میں دھکیل دیا جائے گا۔ ★ "يُسْجَرُونَ" اس کی اصل "سجر" ہے اس کے معنی ہیں "جلتی ہوئی آگ پر ایندھن ڈالنا۔" یعنی جلتی ہوئی دوزخ کی آگ پر یہ لوگ بطور ایندھن کے ڈالے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ جن لوگوں کو تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا تھا اور دنیا میں خدا کو چھوڑ کر اُن کو بلایا کرتے تھے اب بھی تو اُن کو بلاؤ، اب وہ کہاں چلے گئے؟ (تفسیر انوار النجف) ★ اگر وہ واقعی خدا کے شریک ہیں تو اب اس وقت اپنے پجاریوں کو چھڑانے کیوں نہیں آتے؟ (تفہیم) کھا کر جو تیر دیکھا کمیں گاہ کی طرف تو اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

www.drhasanrizvi.com

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا (۷۴) وہ جواب دیں گے: "وہ تو ہم سے غائب
عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا ہو گئے، بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی چیز کو
مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ "خدا کہہ کر" پکارتے ہی نہ تھے (یعنی اب
يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ (۷۴) ہم پر یہ بات کھل گئی کہ وہ کچھ بھی نہ تھے) اس طرح
اللہ کافروں کو ان کی گمراہی کا نتیجہ دکھادے گا۔
ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ (۷۵) (پھر ان سے کہا جائے گا) تمہارا یہ انجام اس لئے
فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا ہوا کہ تم دنیا میں بڑے خوش ہوتے تھے (یا)
كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ (۷۵) غیر حق کو مان کر مگن رہتے تھے، اور پھر اس پر
اتراتے پھرتے تھے۔
اُدْخُلُوْا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ (۷۶) اب جہنم کے دروازوں میں داخل
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ ہو جاؤ، تمہیں اب ہمیشہ ہمیشہ اسی میں
مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (۷۶) رہنا ہے تو کتنا برا ٹھکانا ہے "تکبر کرنے والوں کا۔"

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا: "خدا نے ان کا نام کافرین بھی رکھا اور مشرکین بھی۔ اس لئے کہ انھوں نے اللہ کی کتاب کو جھٹلایا۔ حالانکہ

www.drhasanrizvi.com

خداوندِ عالم نے اپنے رسول ؐ کے ہاتھ یہ کتاب بھیجی تھی۔ اور انھوں نے تاویلِ کتاب کو بھی جھٹلایا، جس کو بھی خدا نے اپنے رسول ؐ کے ساتھ بھیجا تھا پس وہ مشرک بھی ہیں اور کافر بھی۔

٭........ (تفسیر صافی ص۴۲۶ بحوالہ تفسیر قمی)

آیت کا پیغام یہ ہے کہ وہ جھوٹے خدا اگر واقعی خدا کی خدائی میں شریک تھے تو وہ تمہارے اِس بُرے وقت تمہارے کام آتے۔ (تفہیم)

آیت ۷۴: مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم دنیا میں شرک نہیں کرتے تھے بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ اب ہم خوب سمجھ گئے کہ ہم جنھیں دنیا میں پکارتے تھے وہ کچھ بھی نہ تھے، ہیچ تھے، کاٹھ کے اُلّو تھے، کام کے نہ کاج کے۔

(تفہیم، تفسیر کبیر)

آیت ۷۵ کی تشریح مطلب یہ ہے کہ تم لوگوں نے صرف یہی جرم نہیں کیا کہ جو چیزیں حق نہ تھیں اُن کی پیروی کی، بلکہ تم اُس غیر حق پر ایسے مگن رہے کہ جب بھی حق تمہارے سامنے پیش کیا گیا، تم نے اُس کی کوئی پرواہ تک نہ کی۔ اُلٹے اپنی باطل پرستی پر اِتراتے رہے۔

٭...... (تفسیر کبیر، تفہیم)

٭ "تَفْرَحُوْنَ" فَرِح، بَطَر، اَشَر اور مَرَح تقریباً ایک ہی معنی پر اطلاق کیے جاتے ہیں۔ اور بعضوں نے "فَرِح" اور "مَرَح" کو عام و خاص مطلق قرار دیا ہے کہ "فرح" عام خوشی کو کہتے ہیں، اور "مَرَح" سے مراد وہ خوشی ہے جو انبیاء، اولیاء اور مومنین کی تکلیف کو دیکھ کر اُن کو لاحق ہوتی تھی۔ اور "بطر" و "اشر" بھی تقریباً اسی قسم کی خوشی پر ہی بولے جاتے ہیں۔ پس "فرح" کا اطلاق جائز خوشی پر بھی ہوتا ہے اور "مرح" کا اطلاق صرف اُس خوشی پر ہوتا ہے جو ناجائز اور باطل ہو یعنی یا تو اپنے اعمالِ فاسدہ پر خوش ہوں یا مومنوں کو تکلیف پہنچا کر خوش ہوں اور کافروں کو گمراہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ خدا اُن کو ہدایت کے بدلے گمراہی کی تعلیم دیتا ہے، بلکہ خدا تو ہر ایک کو ہدایت فرماتا ہے۔ پس اِس جگہ مقصد یہ ہے کہ خدا اُن کو گمراہی میں ڈھیل دیتا ہے، اور اُن کو ہدایت پر مجبور نہیں کرتا، یا یہ مطلب یہ ہوگا کہ خدا کافروں کو گمراہی کا بدلہ دے گا۔ (تفسیر انوار النجف)

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ (۷۷) | تو آپ صبر و برداشت سے کام
حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ | لیں ۔ یقیناً اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے
الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ | تو اب چاہے اُن کے پاس سے برے انجام کا
فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۝۷۷ | کچھ حصہ جس سے ہم اُنھیں ڈراتے رہے ہیں
آپ کو دکھلا دیں یا اُس سے پہلے ہی آپ کو دنیا سے
اُٹھالیں، بہرحال اُن کو ہماری ہی طرف پلٹنا ہے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ (۷۸) | اور ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے
قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا | رسولؑ بھیج چکے ہیں جن میں سے کچھ کا ذکر تو
عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ | ہم نے آپ سے کیا ہے ۔ اور اُن میں سے
نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ | کچھ وہ بھی ہیں جن کا ذکر ہم نے آپ
لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا | سے نہیں کیا، اور کسی رسولؑ کو یہ اختیار
بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ . | نہیں تھا کہ اللہ کی اجازت کے بغیر
کوئی نشانی یا معجزہ پیش کردے ۔ تو جب

أَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ   اللہ کی طرف سے حکم آگیا تو حق اور

وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ع ﴿۷۸﴾ سچائی کے ساتھ (بالکل ٹھیک ٹھیک) ع ۸ ۱۰ ۱۲

فیصلہ کر دیا گیا۔ اُس وقت وہ غلط کار جو باطل پر ہیں نقصان میں پڑ گئے۔

انبیاءؑ کی تعداد

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "انبیاء کرامؑ کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔"

(تفسیر صافی بحوالہ الخصال)

★ جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "مثلاً خداوندِ عالم نے ایک نبیؑ کو سوڈان بھیجا تھا مگر اُن کا قصہ ہم سے بیان نہیں فرمایا۔" (غرض بہت سے انبیاء کرامؑ ایسے گزرے ہیں جن کے واقعات قرآن میں نہیں بیان کیے گئے۔)

★...... (تفسیر صافی، تفسیر مجمع البیان)

★ معجزہ ہر نبیؑ و رسولؑ کو اللہ نے عطا فرمایا، اور اتمامِ حجت کے لیے انبیاء کرامؑ کے پاس معجزے کا ہونا لازمی ہے لیکن اس کا اظہار اُس حد تک ہوتا ہے جہاں تک اتمامِ حجت کا تعلق ہو۔ اگر حق کے دشمن اتمامِ حجت ہو چکنے کے بعد بھی معجزہ طلب کرنے پر مُصر ہوں تو نبیؑ کے لیے ضروری نہیں کہ اُن کو معجزات دکھاتے رہیں۔ حضرت رسالت مآبؐ سے کفارِ مکہ نے متعدد معجزات کا سوال کیا تھا مثلاً درخت کا آپؐ کی رسالت کی گواہی دینا، چاند کو دو ٹکڑے کرنا۔ وغیرہ یہ معجزات اُن کو دکھائے گئے لیکن عناد و حسد کے پیشِ نظر وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر جمے رہے اور ہر معجزے کو جادو قرار دے کر دوسرے معجزات کے طالب رہے۔ اِس مقام خدا نے اُن کے مطالبہ کو اِن الفاظ میں رد فرما دیا کہ: "کسی نبیؑ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ بغیر اللہ کی اجازت کے اپنی مرضی سے جب چاہے معجزہ دکھاتا رہے اور جو لوگ معجزات کے دیکھنے کے بعد بھی انکار پر مُصر رہیں تو اُن کے متعلق عذاب کا فیصلہ ہوتا ہے"

(تفسیر انوار النجف، مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

اَللّٰہُ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ (۷۹) اللہ ہی وہ ہے جس نے تمہارے لیے

الۡاَنۡعَامَ لِتَرۡکَبُوۡا مِنۡہَا مویشی جانور بنائے تاکہ تم اُن میں سے کسی پر

وَ مِنۡہَا تَاۡکُلُوۡنَ ﴿۷۹﴾ سوار ہو، اور کسی کو تم کھاؤ۔

وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَنَافِعُ (۸۰) غرض تمہارے لیے اُن میں بہت سے

وَ لِتَبۡلُغُوۡا عَلَیۡہَا حَاجَۃً فائدے ہیں۔ (مثلاً یہ کہ) اُن کا ایک مقصد

فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ وَ عَلَیۡہَا وَ یہ بھی ہے کہ جہاں بھی جانے کا تمہارے

عَلَی الۡفُلۡکِ تُحۡمَلُوۡنَ ﴿ؕ۸۰﴾ دلوں میں ارادہ ہو، تم اُن پر وہاں تک

پہنچ سکو، غرض اُن پر بھی، اور کشتیوں پر بھی، تم سوار کیے جاتے ہو۔

★ بار برداری کے جانوروں نے انسان کو اس قابل کر دیا ہے کہ وہ اپنا تجارتی سامان لاد کر جہاں چاہے لے جا سکتا ہے (جلالین)

★ اگر خود کہیں جانا چاہتا ہے تو اُن پر سوار ہو کر جا سکتا ہے۔ (تبیان)

★ اللہ نے تمہارے لیے چوپائے پیدا کیے اُن میں سے بعض سواری کے کام آتے ہیں، اور اُن میں سے دیگر منافع بھی ہے مثلاً۔ دودھ، گوشت، اُون، کھالیں، ریشم کپڑوں کے لیے، اور چمڑہ جوتوں وغیرہ کے لیے۔ بحری سفر کے لیے کشتیوں کا انتظام کیا۔ تو جن لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی بے قدری یا بے شکری کی یا اُس کے شریک بنا لیے اُن کا انجام کیا ہوا!

★ مقصد یہ ہے کہ حیوانات تمہاری خدمت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، اب اس سے زیادہ عقل دشمنی اور کیا ہو سکتی ہے کہ تم اُلٹا اُن جانوروں کو اپنا معبود بنا لو، جو تمہارے خادم تھے، تم خود اُن کے خادم بن جاؤ۔ حیوان پرستی شرک کا خاص طریقہ رہا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنكِرُونَ ﴿٨١﴾ (۸۱) اس طرح اللہ تمھیں اپنی نشانیاں دکھا رہا ہے۔ آخر تم اُس کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے؟

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٢﴾ (۸۲) تو کیا وہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں، تاکہ اُن لوگوں کا انجام دیکھیں جو اُن سے پہلے تھے، جو تعداد میں بھی اُن سے زیادہ تھے اور طاقت میں بھی۔ اور دنیا میں وہ اُن سے کہیں زیادہ شاندار آثار بھی چھوڑ گئے ہیں۔ تو جو کمائی انھوں نے کی وہ اُن کے کچھ کام نہ آئی۔

★ یہ تاریخی حقائق پر مبنی استدلال ہے کہ اے کافرو! تم سے پہلے جو بڑی بڑی متمدن، پُرشوکت قومیں گزر چکی ہیں، جو ہر طرح تم سے کہیں زیادہ طاقتور تھیں، اُن کے کفر و انکارِ حق کے بُرے انجام کو دیکھو کہ جب اُنھوں نے خدا کے قوانین کو توڑ ڈالا تو اُن کو مادی ترقیاں، مال و دولت اور طاقتیں اُن کو تباہی سے نہ بچا سکیں۔ (تفسیر ماجدی)

★ جرمن قوم اور روس کی تباہی و بربادی اسی صدی کا واقعہ ہے۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ (۸۳) (کیونکہ) جب اُن کے پاس خدا
بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا کا پیغام لانے والے واضح دلیلوں اور
عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ معجزوں کے ساتھ آئے، تو وہ اپنے اُسی
وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا علم میں مست و مگن رہے جو اُن کے پاس تھا
بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ (نتیجتًا)، اُسی عذاب نے اُن کو آگھیرا جس کا
وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے۔

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا (۸۴) تو جب اُنھوں نے ہمارے عذاب کو
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا دیکھ لیا، تو وہ پکار اُٹھے کہ: "ہم نے
بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ اللہ کو مان لیا جو یکتا ہے، اور ہم
انکار کرتے ہیں اُن سارے خداؤں کا جنھیں
ہم خدا کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔"

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ (۸۵) مگر ہماری سزا کو دیکھ لینے کے بعد

www.drhasanrizvi.com

لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ	اُن کے مان لینے نے اُنھیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا
اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ	کیونکہ اللہ کا یہی وہ طریقہ اور ضابطہ ہے جو ہمیشہ
عِبَادِہٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ	اُس کے بندوں میں جاری و ساری رہا ہے اور اُس
الْكٰفِرُوْنَ ؑ ﴿۸۵﴾	وقت یہ حق کے منکر (کافر) سراسر نقصان اُٹھاتے ہیں

ع ۹ ۱۴

عذاب دیکھ لینے کے بعد ایمان لانا مفید نہیں ہوتا

فرزند رسولِ خدا حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ "آخر اللہ نے فرعون کو کیوں غرق کیا جبکہ وہ آخر میں اللہ پر ایمان لے آیا تھا؟"

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا: "اِس لیئے کہ وہ اللہ کے عذاب کو دیکھ لینے کے بعد ایمان لایا تھا۔ ایسا ایمان قابلِ قبول نہیں ہوا کرتا۔ اللہ کا یہی فیصلہ پہلے والوں کے لیے بھی تھا اور بعد والوں کے لیے بھی ہے۔" (تفسیر صافی بحوالہ عیون الاخبار الرضا)

حضرتِ امام علی نقی علیہ السلام کا فیصلہ

خلیفہ متوکل عباسی کے پاس ایک عیسائی مرد کو لایا گیا جس نے کسی مسلمان عورت سے زنا کیا تھا جب اُس پر حد جاری کی جانے لگی تو اُس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ علماء نے فتویٰ دیا کہ اِس پر حد ساقط ہو گئی، اِس لیے کہ اسلام قبول کر لینا ہر پچھلے گناہ کو معاف کر دیتا ہے حتیٰ کہ شرک جیسا گناہ بھی محو ہو جاتا ہے۔" آخر کار متوکل نے فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے علماء کے اِس فتوے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو امام علیہ السلام نے لکھا کہ: "اُس زانی عیسائی کو اسقدر مارا جائے کہ وہ مر جائے۔"

(علماء) لوگوں نے کہا کہ "یہ حکم قرآن میں کہیں موجود نہیں ہے۔"

متوکل عباسی نے علماء کا اعتراض امام علیہ السلام کی خدمت میں لکھ کر بھیج دیا۔ امام علیہ السلام نے یہی آیت ۸۵ لکھ بھیجی۔ متوکل نے اسی حکم پر عمل کیا۔ (الکافی)

www.drhasanrizvi.com

حاصلِ کلام یہ ہے کہ

ہر کام کا ایک وقت اور موقع ہوا کرتا ہے۔ ایمان لانے کا بھی وقت مقرر ہے۔ خدا کی سزا کو دیکھ لینے کے بعد ایمان لانا بے سود ہوتا ہے، وہ صرف سزا سے بچنے کی ترکیب ہوتی ہے۔ ایمان لانا اُس وقت فائدہ مند ہوتا ہے جب انسان عقل سے کام لے اور آزاد ہو۔ (مؤلف)

بہلول دانا اور ہارون الرشید کا واقعہ

بہلول دانا جو اپنی جان بچانے کے لیے دیوانے بنے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ دریا کے کنارے بیٹھے مٹی (ریت) کے گھر (بچوں کی طرح) بنا رہے تھے۔ وہاں سے خلیفہ ہارون مع اپنی بیگم زبیدہ کے سواری پر گذر رہا تھا۔ زبیدہ نے بہلول کو دیکھا اور پوچھا: "بہلول دانا تم کیا کر رہے ہو۔" بہلول نے فرمایا: "جنت میں گھر بنا رہا ہوں۔" ملکہ زبیدہ نے کہا: "بیچتے ہو؟"

بہلول نے فرمایا: "ہاں، دو دینار میں بیچتا ہوں۔"

ملکہ زبیدہ نے بہلول کو دو دینار دے دیے اور اپنے شوہر خلیفہ ہارون الرشید کو لے کر اپنے محل میں چلی گئی۔

خلیفہ نے اپنی ملکہ زبیدہ کا مذاق اُڑایا کہ تم نے دو دینار ضائع کر دیے اور اُس دیوانے کی بات سچ سمجھ لی۔

خلیفہ نے رات کو خواب میں ایک عالی شان محل دیکھا تو حیران ہو کر کسی سے دریافت کیا کہ یہ اتنا عالی شان محل کس خوش نصیب کا ہے"؟ کسی نے جواب دیا کہ "یہ جنت کا مکان ہے اور تمھاری ملکہ زبیدہ کا ہے۔" دوسرے دن پھر خلیفہ ارادۃً اپنی ملکہ کے ہمراہ سواری پر دریا کی جانب چلا۔ بہلول حسبِ سابق دریا کے ریت سے گھر بنانے میں مصروف تھے۔ خلیفہ نے پوچھا: "بہلول! یہ کیا کر رہے ہو؟" بہلول نے فرمایا: "جنت میں گھر بنا رہا ہوں۔" خلیفہ نے پوچھا: "بیچتے ہو؟" بہلول نے فرمایا: "ہاں۔" خلیفہ نے پوچھا: "کتنی قیمت ہے اِس گھر کی"؟ بہلول نے فرمایا: "تیری پوری سلطنت۔" خلیفہ نے کہا: "کل تو تم نے میری ملکہ زبیدہ کو صرف دو دینار کا دے دیا تھا"؟ بہلول نے فرمایا: "غیب پر ایمان لانے کی بات اور ہوتی ہے، اور دیکھ لینے کے بعد ایمان لانے کی بات اور ہوتی ہے۔"

(حیات القلوب علامہ مجلسیؒ) * * * * *

www.drhasanrizvi.com

سورۃ حٰمٓ السجدۃ کی خصوصیات اور فضائل

★ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: "جو شخص سورہ حٰمٓ السجدہ کی تلاوت کرے گا اُس کو ایک ایک حرف کے بدلے میں دس دس نیکیاں ملیں گی۔"

★ فرزند رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ: "جو شخص سورہ حٰمٓ السجدہ کو پڑھے گا اُس کے سامنے قیامت کے روز حدِ نگاہ تک نور ہوگا اور اُس کو خوشی نصیب ہوگی نیز اُس کی دنیاوی زندگی لائقِ تعریف اور قابلِ رشک ہوگی۔" (تلاوت سے مراد سمجھ کر پڑھنا ہے)

★ خواص القرآن سے منقول ہے کہ "جو شخص اس سورۃ کو برتن میں لکھ کر دھوئے اور اُس پانی سے آٹا خمیر کر کے خشک کرے، پھر اُس کا سفوف بنا کر رکھے، پس اُس کی ایک چٹکی لے کر کھائے تو دردِ دل ختم ہو جائے گا۔" (خواص القرآن)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جو شخص اس سورۃ کو برتن میں لکھے اور بارش کے پانی سے دھو کر اُس پانی میں سرمے کو کھرل کر کے خشک کر لے اور اپنے پاس محفوظ رکھے۔ پس جس شخص کی آنکھ کو سفیدی یا درد کی کوئی تکلیف ہو تو وہ اس سرمے کو لگائے، تکلیف جاتی رہے گی، اور آشوب چشم کبھی نہ ہوگا۔ اگر سرمہ لگانا ممکن نہ ہو تو اُس پانی سے آنکھ کو دھوئے، آشوب چشم جاتا رہے گا۔" (تفسیر برہان)

(از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

آیاتها ۵۴ سُوۡرَةُ حٰمٓ السَّجۡدَة مَكِّيَّةٌ رکوعاتها ۶

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

* * * * *

حٰمٓ ① (۱) حا۔ میم

حا۔ میم

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حا میم" سے مراد حمید اور مجید ہے۔
("حمید" کے جو از خود قابلِ حمد (و تعریف) ہو۔ اور مجید کے معنی بزرگ و برتر)
(معانی الاخبار شیخ صدوقؒ)

بعض مفسرین نے لکھا کہ: "ح" سے مراد خدا کی حاکمیت ہے اور "م" سے مراد خدا کی مالکیت ہے۔ (تفسیر کبیر)

ابنِ عباس سے روایت ہے کہ "حٰمٓ" خدا کا اسم اعظم ہے۔ (تفسیر قرطبی)

یہ سارے سارے معنی مراد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ (۲) یہ اُسی سب کو فیض اور فائدے
الرَّحِيْمِ ۝۲ پہنچانے والے، بے حد مسلسل رحم کرنے
خدا کی اُتاری ہوئی (کتاب) ہے۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ (۳) ایسی کتاب جس کی آیتیں
قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ الگ الگ کر کے خوب کھول کھول
يَّعْلَمُوْنَ ۝۳ کر بیان کی گئی ہیں، جو نہایت صاف
واضح، فصیح و بلیغ اور مناسب ترین الفاظ میں مطلب کو پوری طرح
سمجھانے والا قرآن ہے، اُن لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔

"عربی" کے معنی امام راغب اصفہانی نے "مفردات القرآن" میں لفظ "عربی" کے معنی لکھے
(۱) فصیح کلام کرنا (۲) بلیغ کلام کرنا۔ (۳) صفائی کے ساتھ واضح اظہار کرنا (۴) اس طرح
کلام کرنا کہ جو مطلب اور مقصد کو پوری پوری طرح سمجھا دے۔ یہاں پر قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا کے یہی معنی ہیں
جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔
(مفردات القرآن امام راغب، لغات القرآن نعمانی جلد۴)

شانِ نزول ایک دن ابوجہل نے اپنے چچا ولید سے، جو بڑا ادیب اور قابل آدمی تھا
پوچھا: "یہ جو محمدؐ کہتا ہے، یہ جادو ہے یا کہانت"؟ ولید جناب رسولِ خدا کے پاس گیا۔ آنحضرتؐ

www.drhasanrizvi.com

حجرِ اسماعیلؑ کے پاس بیٹھے تھے، اور کہنے لگا: "اے محمدؐ! اپنے کچھ شعر سناؤ"

* حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "یہ شعر نہیں ہیں، بلکہ اللہ کا کلام ہے، جو وہ اپنے انبیاءؑ پر اُتارتا ہے"۔

* ولید بولا: "جو کچھ بھی ہے، پڑھو۔"

* حضورِ اکرمؐ نے سورۃ حٰمٓ السجدۃ کی تلاوت شروع کی۔ جب دوسری آیت پڑھی، کہ: "تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝"

تو ولید بولا: "یہ وہی رحمٰن ہے جو یمامہ میں رہتا ہے"؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: "میں خدا کو پکار رہا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے۔"

مگر جب حضورِ اکرمؐ نے عاد و ثمود کی قوموں پر صاعقہ کے عذاب کے اترنے والی آیات پڑھیں تو ولید پر لرزہ طاری ہونے لگا، اُس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ گھبرا کر اُٹھا اور گھر چلا گیا۔

ابوجہل قریش کے سرداروں سے کہنے لگا کہ ولید بن مغیرہ محمدؐ کے دین میں داخل ہو گیا۔ شاید محمدؐ کی باتوں میں آگیا، محمدؐ کا جادو اُس پر چل گیا۔

دوسرے دن ابوجہل اپنے چچا ولید کے گھر گیا اور بولا کہ: "آپ نے ہمیں شرمندہ کر دیا۔ آپ محمدؐ پر فریفتہ ہو گئے۔" ولید نے کہا۔ نہیں، میں محمدؐ پر ایمان نہیں لایا ہوں، البتہ اُن کے کلام سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

ابوجہل نے پوچھا: "کیا وہ شعر تھے"؟ ولید نے کہا: "نہیں" ابوجہل نے کہا: "کیا وہ موزوں خطبے تھے"؟ ولید نے کہا: "نہیں نہ وہ خطبہ ہے، نہ شعر ہے لیکن اُس کے کلام میں ایک خاص چمک ہے۔" ابوجہل نے کہا: "پھر وہ کہانت ہے"؟ ولید نے کہا: "نہیں۔" پھر دوسرے دن ولید نے کہا: "محمدؐ کا کلام جادو ہے کیونکہ وہ دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔" اسی موقع پر آیت ۱۱ سے ۳۰ تک اُتریں۔

(بحار الانوار، تفسیر قرطبی)

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ④

جو خوش خبری دینے والا بھی ہے اور ڈرانے والا بھی، مگر اُن لوگوں میں سے اکثر نے منھ موڑ لیا اور وہ سنتے ہی نہیں۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ⑤

اور اُنھوں نے کہا: "جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اُس کے لیے تو ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں، اور ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے اور تمھارے درمیان ایک پردہ بھی حائل ہے۔ "تو آپ اپنی سی کیجیے، ہم اپنی سی کیے جائیں گے۔"

★ کافروں کا یہ کہنا کہ "ہمارے اور تمھارے درمیان حجاب حائل ہو گیا ہے۔" یعنی: "اے محمدؐ! تم نے جو اسلام کی تبلیغ شروع کر دی ہے، اِس نے ہمارے اور تمھارے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔ ہمیں ایک دوسرے سے کاٹ دیا ہے اب ہم یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔

★ کافروں کا یہ کہنا کہ: "تو اپنا کام کر، ہم اپنا کام کیے جائیں گے۔" اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ: "تم دینِ اسلام کی تبلیغ کیے جاؤ، ہم اُس کی مخالفت کیے جائیں گے۔ اور جو کچھ ہم سے ہو سکے گا تمھیں نیچا دکھانے کے لیے کیے جائیں گے۔

(تفہیم۔ مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

www.drhasanrizvi.com

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ ﴿٦﴾	(٦) کہدیجیے کہ میں تمھاری ہی طرح کا ایک انسان ہوں (مگر) ایسا کہ میری جانب خدا کا پیغام بھیجا جاتا ہے، کہ تمھارا معبود تو بس ایک ہی معبود ہے لہٰذا تم سیدھے اُسی کا رُخ اختیار کرو، اور اُسی سے معافی طلب کرو۔ اور تباہی اور بربادی ہے مشرکوں کے لیے۔

★ اِس میں قطعاً کوئی شبہ نہیں کہ نبیؐ بظاہر ہم جیسا بشر ہوتا ہے، مگر اُس کی امتیازی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ یُوْحٰٓى اِلَيَّ (یعنی) اُس کی جانب خدا کا پیغام خفیہ طور پر وحی کیا جاتا ہے جس طرح منطق کی زبان میں انسان کی تعریف "حیوانِ ناطق" یعنی ایسا حیوان جو سوچ سمجھ سکتا ہو۔ کی جاتی ہے۔ اب اگر کسی انسان کو صرف حیوان کہا جائے تو یہ غلط بھی ہوگا اور انسان کی توہین بھی ہوگی۔ کیونکہ انسان کی تعریف صرف حیوان نہیں کی گئی ہے، بلکہ حیوانِ ناطق کی گئی ہے۔ بالکل اِسی طرح نبیؐ کو صرف بشر نہیں کہا گیا ہے بلکہ ساتھ ساتھ یُوْحٰٓى اِلَيَّ "وحی والا" بھی کہا گیا ہے۔ اِس لیے اگر نبیؐ کو بشر کہنے کا شوق ہے تو "صاحبِ وحی بشر" کہنا پڑے گا۔ "صرف بشر" نہیں کہا سکتا۔ یہ کہنا قرآن کی رو سے غلط بھی ہے اور نبیؐ کی توہین کرنا بھی ہے۔ اِسی لیے پورے قرآن میں کہیں کسی مومن نے نبیؐ کو ہم جیسا بشر نہیں کہا۔ ہمیشہ کفار و مشرکین نے انبیاء کرامؑ کو ہم جیسا بشر کہہ کر پکارا۔ کیونکہ وہ انبیاء کرام کے منکر تھے اور اُن کی توہین کرنا چاہتے تھے۔ (مؤلف)

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ (۷) جو زکوٰۃ اور خیرات بھی نہیں دیتے

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۷﴾ (یا جو اپنے کو شرک و کفر کی نجاست سے پاک نہیں کرتے) اور آخرت کے بھی منکر ہیں۔

آیت میں زکوٰۃ کے معنی

میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔

(۱) زکوٰۃ کے یہاں معنی پاکیزگی اختیار کرنا ہے، جو توحید کے عقیدے کو دل سے مان لینے اور عملاً اللہ کی اطاعت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے جو مشرک یہ عقیدہ اور عمل اختیار نہیں کرتے اُن کی فکر و عمل سب نجس ہوتے ہیں۔ * (بقول ابن عباس، عکرمہ، مجاہد، تفسیر مجمع البیان و تفسیر کبیر۔)

(۲) زکوٰۃ کے دوسرے معنی، وہ مال ہے جو مال کو پاک کرنے کی نیت سے اللہ کی راہ میں دیا جائے۔ اس لحاظ سے آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ تباہی اُن لوگوں کے لیے ہے جو شرک کر کے خدا کا حق مارتے ہیں، اور زکوٰۃ نہ دے کر بندوں کا حق مارتے ہیں۔ * (بقول قتادہ، سدی، حسن بصری، ضحاک، مقاتل از تفسیر کبیر، تفسیر مجمع البیان)

زکوٰۃ کی اہمیت

فرزند رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو یہ وصیت بھی فرمائی تھی کہ: "میری اُمت کے دس قسم کے لوگ کفر کر چکے ہیں، اُن میں وہ بھی ہیں جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ اے علیؑ! جو شخص اپنے مال سے زکوٰۃ کا ایک قیراط (روپیہ) ادا نہیں کرے گا، وہ نہ مومن ہے نہ مسلمان۔ خدا کے نزدیک اُس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اے علیؑ! زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا مرتے وقت خدا سے گڑگڑا کر درخواست کرتا ہے کہ مجھے دنیا میں لوٹا دے (تاکہ میں صدقہ خیرات کر دوں) مگر خدا لوٹانے سے انکار کر دیتا ہے۔"[۵۱] نیز فرمایا کہ: "اللہ نے امراء کے مالوں میں غرباء کے لیے زکوٰۃ فرض کر دی، جسے ادا کیے بغیر امراء قابلِ تعریف نہیں ہو سکتے، اور زکوٰۃ کے ذریعہ امراء اپنی جان (خون) کی حفاظت کرتے ہیں اور مسلمان کہلاتے ہیں۔"

(وسائل الشیعہ جلد ۶ ص ۱۰۴)

۴۔

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا (۸) رہے وہ لوگ جنھوں نے "خدا اور رسولؐ کو"

الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ اَجۡرٌ دل سے مان لیا، اور نیک اعمال

غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ۸ع بھی کیے، اُن کے لیے ایسا اجر ہے

جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔

قُلۡ اَئِنَّكُمۡ لَتَكۡفُرُوۡنَ (۹) اُن سے کہدیجیے کہ کیا تم اُس ذات

بِالَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِیۡ کا انکار کرتے ہو اور دوسروں کو اُس کے

یَوۡمَیۡنِ وَتَجۡعَلُوۡنَ لَهٗۤ برابر ٹھہراتے ہو جس نے زمین کو دو دن

اَنۡدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۹ج میں پیدا کردیا۔ وہی تو تمام جہانوں کا

پالنے والا مالک ہے۔

غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ | اِس کے کئی معنی ہیں (۱) جو کبھی ختم ہونے والا اجر نہیں ہوتا۔ (مجمع البیان)

(۲) خدا اُن کو اُن کا اجر بطور اُن کے اعمال کی جزا کے دے گا۔ اُن کا اجر بطور استحقاق ملے گا، ایمان و عمل کی وجہ سے۔

احسان جتا کر نہیں بلکہ عزت اور شان کے ساتھ دیا جائے گا۔ (تفسیر علی ابن ابراہیم، بیان، تفسیر کبیر، تفہیم)

[illegible]

آیت ۹ کی تشریح | قرآن میں تخلیقِ کائنات کے حوالے سے چھ دنوں کا ذکر ہوا۔ یا۔ دو دنوں کا ذکر ہوا۔ اصل میں یہ بتدریج تخلیق میں لانے کا بیان ہے۔ مراد محض وقت ہے۔ ایک خلقت کی ابتدا کا وقت مراد ہے اور دوسرا اُس کی تکمیل کا۔

★ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ دو دنوں سے مراد دو وقت ہیں۔ پہلا وقت ابتدائے خلقت اور دوسرا وقت انتہائے زندگی ہے۔ یعنی زمین کی ایجاد سے فنا تک کی تمام تخلیق کا کارنامہ اُسی ذات کا مرہونِ منت ہے جو رب العالمین ہے۔

[illegible]

www.drhasanrizvi.com

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ (۱۰) اور اسی نے زمین میں اُس کے اوپر پہاڑ بنائے
فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ اور اُس میں برکت بھی عطا کی، پھر اُس
فِيهَآ اَقْوَاتَهَا فِيٓ اَرْبَعَةِ میں چار دن کے اندر خوراک کے سامان
اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ ٹھیک حساب سے رکھ دیئے، وہ بھی سب
مانگنے والوں کے لیے یکساں طور پر، ان کی طلب اور حاجت کے مطابق۔

سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ : سائل وہی ہوتا ہے جو محتاج ہو اور اللہ کے ماسوا سب محتاج ہیں اور سَوَآءً کے معنی درست اور برابر کے ہیں۔ یعنی یہ نظامِ قدرت تمام ماسوا اللہ کے لیے صحیح اور مناسب ہے۔ بس اللہ کے انعام و احسان کا انکار کرنا کفر اور کسی دوسرے کی طرف منسوب کرنا شرک ہے۔ و بروایت کافی فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے "خداوندِ عالم نے جملہ خیر بروز اتوار خلق فرمائی، اور زمینوں کو سوموار (پیر) کے دن پیدا کیا، اور اہلِ زمین کے خورد و نوش کی اشیاء و اسباب کو منگل کے روز خلق کیا، آسمانوں کی تخلیق بدھ اور جمعرات کو ہوئی، اور ان کی غذاؤں کے اسباب یوم جمعہ پیدا فرمائے، اور اس فرمان کا یہی مطلب ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ"
(تفسیر برہان، تفسیر انوار النجف)

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ "ہم نے زمین میں برکتیں رکھ دی ہیں"۔ برکتوں سے مراد وہ بے حد و انتہا سامان ہے جو کروڑوں سال سے زمین کے پیٹ سے نکلا چلا جا رہا ہے اور انسانوں و حیوانوں کی ضرورتیں

www.drhasanrizvi.com

پوری کیے چلا جا رہا ہے۔

خداوندِ عالم کا فرمانا: " زمین کے اندر مانگنے والوں کے لیے طلب و حاجت کے مطابق ٹھیک ٹھیک اندازے سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا ہے۔"

یعنی ہم نے زمین میں ضرورتمندوں کے لیے اندازوں کے مطابق سامان رزق رکھ دیا ہے۔ وہ بھی تمام مخلوقات کی مانگ اور ضرورت کے مطابق صرف جسم کی پرورش ہی کے لیے نہیں بلکہ ہمارے ذوق کی تسکین کے لیے طرح طرح کی خوراکیں درکار ہیں، اُن کا بھی انتظام فرما دیا۔
(تفسیر کبیر)

مارکس کے فلسفہ کے ماننے والے اسی آیت سے کہ خدا نے فرمایا "سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ": سب مانگنے والوں کے لیے برابر" یہ نتیجہ نکالا کہ اللہ نے سب انسانوں کے لیے زمین میں برابر خوراک رکھی ہے اس لیے ایسا نظام اشتراکی بنانا چاہیئے کہ جو سب کو مساوی راشن دے سکے۔ مگر یہ استدلال اس لیئے غلط ہے کہ یہاں "سائلین" یعنی طلب کرنے والوں سے مراد صرف انسان نہیں ہیں، بلکہ حیوان، چرند، پرند، کیڑے، مکوڑے سب مراد ہیں، جن کے لیے غذائیں زمین میں رکھ دی گئی ہیں۔ تو کیا ساری مخلوقات کو مساوی طور پر رزق دینے کا انتظام کیا جا سکتا ہے؟ کیا کوئی حکومت انسانوں اور حیوانوں کے درمیان معاشی مساوات قائم کر سکی ہے؟ (نوٹ: لیکن مساوات خاص طور پر بنیادی زندگی میں ہونا یقیناً عدل کا تقاضا ہے) (مؤلف)

چار دن

خدا نے فرمایا کہ: "ہم نے زمین اور سات آسمانوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا" زمین اور ساتوں آسمانوں سے مراد پوری کائنات ہے۔ پھر یہ بتایا گیا کہ خدا نے دو دنوں میں سات آسمان بنائے۔ یعنی پوری کائنات مع ہماری زمین کے بنائی۔ اور چار دنوں میں زمین کے اندر وہ سب کچھ سامان بھر دیا جس کی اُنھیں قیامت تک ضرورت تھی۔ ان چاروں دنوں میں دوسرے سیاروں میں کیا کچھ کیا؟ اس کا ذکر یہاں نہیں فرمایا، کیونکہ نزولِ قرآن کے وقت کا انسان ان باتوں کو ہضم نہیں کر سکتا تھا۔

(تفہیم۔ تفسیر کبیر۔ مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَھِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَھَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا قَالَتَآ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ (۱۱)

(۱۱) پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اس حالت میں کہ ادھر دھواں ہی دھواں تھا، اُس نے آسمان اور زمین سے کہا (حکم دیا) "وجود میں آجاؤ، چاہے تم چاہو یا نہ چاہو۔" دونوں نے کہا: "ہم آگئے خوشی خوشی فرماں برداروں کی طرح۔"

خدا کا طرزِ تخلیقِ کائنات

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے جہاں تخلیقِ آسمان کا ذکر فرمایا ہے وہاں اس طرح ارشاد فرمایا کہ: "اللہ جلّ شانہٗ نے پہلے پانیوں کو پیدا کیا اور ہواؤں کے ذریعے سے پانیوں کی سطح میں حرکت پیدا کی، اُس کی جھاگ سے سطحِ زمین کو خلعتِ وجود بخشا اور اُس سے اُٹھنے والے دھوئیں کو اوپر اُٹھایا، اور اُس سے آسمان کو وجود بخشا۔"
(نہج البلاغہ، تفسیر انوار النجف)

زمین و آسمان کے ذکر کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے آسمانوں اور زمین کو کس طرح پیدا فرمایا؟

جواب یہ ہے کہ اللہ کی ایجاد میں آلات و اسباب کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ تو "اَمرِ کُن" سے چیز کو عدم سے نکال کر خلعتِ وجود عطا فرمایا کرتا ہے۔ چنانچہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش کا بھی جب ارادہ فرمایا کہ عدم سے نکل کر عرصۂ وجود میں آجاؤ؛ خواہ طَوْعًا خواہ کَرْھًا۔ یعنی میرا تم کو پیدا کرنا امرِ تکوینی ہے نہ کہ امرِ تشریعی جس میں مخاطب کو اختیار دیا جاتا ہے۔ پس امرِ تکوینی میں مخلوق کی مجال نہیں کہ انکار کر سکے۔ پس جب اُس کا ارادہ ہوا تو آسمان اور زمین فوراً بن گئے، اور ان کا فوراً بن جانا، اُن کی زبانِ حال سے جواب تھا کہ "اے پروردگار! ہم اطاعت کرتے ہوئے حاضر ہیں، ہمیں تیرے حکمِ ایجاد میں انکار کی مجال ہی کیا ہے۔" اور اس خطاب میں ذوی العقول مخلوق بھی شامل ہیں۔

(تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

غرض اِس آیت میں خداوندِ عالم نے آسمانوں اور زمین میں اپنی قدرتِ کاملہ کا اثر قبول کرنے کو مثالاً یا مجازاً فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب خدا کی طرف سے کوئی حکم ہوتا ہے "تو زمین اور آسمانوں کی ہر ہر چیز اُس کی اطاعت کے لیے اپنی آمادگی کا اظہار کرتی ہے۔ گویا کائنات کی ہر چیز خدا کی اطاعت کے لیے بالکل تیار ہے۔

(تفسیر صافی)

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا " اور زمین اور آسمانوں کا جواب دینا " یہ صرف لفظی جمع خرچ نہیں ہے یہ اسی حقیقت کا بیان ہے جس کو قرآن میں "سورۂ یٰسٓ" میں " کُنْ " کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے یعنی: " اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (یٰسٓ آیت ۸۲)

.. اُس کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کو کہتا ہے کہ "ہوجا" تو وہ ہوجاتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کے حکم پر فوراً بلا تکلف وجود میں آگئے" اور خدا کے حکم کی اطاعت کرنے میں نہ زمین نے انکار کیا نہ آسمانوں نے۔ خدا کے حکم کے عین مطابق وجود میں آگئے اور وہ چلنے لگے۔

(تفسیر مجمع البیان)

"دُخان" سے مراد یہ ہے کہ تمام آسمان شروع میں دھویں کی شکل کے تھے۔ جدید سائنس سے بھی یہ معلوم ہوا ہے کہ آسمانوں کی تخلیق کا آغاز بڑے بڑے گیسوں کے مجموعوں سے ہوا تھا۔ آج بھی بہت سے آسمانی ستارے گیس اور دھویں کے بڑے بڑے مجموعوں کی صورت میں موجود ہیں۔

پھر خدا نے آسمانوں اور زمین سے کہا کہ "چلو اب صورت اختیار کرو چاہے مجبور ہوکر یا خوشی خوشی" مطلب یہ ہے کہ خدا کا یہ قطعی ارادہ تھا کہ یہ گیس منجمد ہوکر صورت اختیار کریں۔ چاہے وہ یہ بات چاہتے ہوں کہ نہ چاہتے ہوں۔ ثابت ہوا کہ ساری کائنات خدا کے ارادے کی تابعِ فرمان ہے۔

(تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ (۱۲) پھر اُس نے دو دن کے اندر ہی سات
فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ آسمان بنا دیے، اور ہر آسمان میں
كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ اُس کا قانون اور حکم وحی کر دیا۔ پھر ہم نے
وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا نیچے والے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے
بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ سجا دیا، اور اُسے خوب محفوظ بھی کر دیا۔
ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (۱۲) یہ سب ایک زبردست طاقت والے اور سب کچھ
جاننے والے کا منصوبہ اور بندوبست ہے۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ (۱۳) پھر یہ لوگ اگر مُنہ موڑیں
صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ تو ان سے کہہ دیجیے
عَادٍ وَّثَمُوْدَ (۱۳) کہ میں تمہیں اُسی بجلی جیسے اچانک
لوٹ پڑنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں،
جیسی بجلی قوم عاد و ثمود پر لوٹ پڑی تھی

اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ (۱۴) جب اُن کے پاس خدا کے بھیجے ہوئے رسول

www.drhasanrizvi.com

بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ — اُن کے آگے اور پیچھے (ہر طرف سے)

اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ — آئے کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی

قَالُوۡا لَوۡ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنۡزَلَ — (غلامانہ اطاعت) نہ کرو۔ اس پر انھوں نے

مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ — کہا: "اگر ہمارا پالنے والا مالک چاہتا

بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۱۴﴾ — تو فرشتے اُتار دیتا' لہٰذا ہم اُس بات

کو نہیں مانتے جس کے لیے تم بھیجے گئے ہو۔"

آیت ۱۳ کی تشریح "صاعقہ" ایک زبردست مہیب' خطرناک دل ہلا دینے والی آواز کو کہتے ہیں جو فضا میں اُٹھتی ہے۔ اِس میں آگ ہوتی ہے اور موت۔ کبھی کبھی دوسرے عذاب بھی اُس میں ہوتے ہیں۔ ★ (مفردات امام راغب)

★ جب قومِ عاد پر وہ تیز ہوائیں' دھاکوں کے ساتھ آئیں تو اُن پر اندھیرا چھا گیا کیونکہ وہ ہوائیں اس قدر غبار آلود تھیں کہ ہاتھ تک سجھائی نہ دیتا تھا۔ وہ احمق سمجھے کہ بادل آرہے ہیں۔ خدا نے اُن سے کہا: "یہ بادل نہیں ہیں' یہ وہی عذاب ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے۔ یہ ایسی ہوا کے تیز و طرار جھونکے اور جھکڑ ہیں جن میں سخت تکلیف دینے والا عذاب چھپا اور بھرا ہوا ہے۔" (تفسیر نمونہ بحوالہ سورۂ احقاف آیت ۲۴)

آیت ۱۴ کی تشریح خدا کا فرمانا کہ "جب خدا کے رسول اُن کے پاس آگے پیچھے' ہر طرف سے آئے۔" (۱) یعنی اُن کے پاس خدا کے رسول مستقل آتے رہے۔ (۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ رسولوں نے طرح طرح سے اُن کو سمجھایا اور قائل کرنے کی کوششیں کیں (۳) تیسرا مطلب یہ ہے کہ اُن کے پاس اُن کے علاقوں میں بھیجے ہوئے رسول بھی آئے اور گرد و پیش کے ملکوں میں بھیجے ہوئے رسول اور اُن کے پیغامات بھی آئے مگر انھوں نے کہا کہ اگر خدا کو ہمارا دین پسند نہ ہوتا تو وہ ہمارے پاس فرشتوں کو بھیجتا۔ بھلا تمھاری

www.drhasanrizvi.com

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي	قومِ عاد کا تو یہ حال تھا کہ وہ زمین میں (۱۵)
الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا	تکبر کرتے ہوئے ناحق بڑے بن بیٹھے، انھوں
مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ	نے کہا: "ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے"۔ انھوں
يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ	نے غور نہیں کیا کہ اللہ جس نے انھیں پیدا کیا ہے
هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا	اُن سے زیادہ طاقتور ہے؟ مگر وہ ہماری باتوں،
بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ⑮	آیتوں اور نشانیوں کا جان بوجھ کر انکار ہی کرتے رہے

قومِ عاد پر عذاب

قومِ عاد عرب کے جنوب میں حضرموت کے علاقے احقاف میں رہتی تھی۔ یہ بڑی طاقتور، مال دار، متمدن، ترقی یافتہ قوم تھی۔ بڑے خوبصورت محلات، قلعے، اور بلند عمارات بناتے تھے، دنیوی ٹھاٹھ باٹھ، جاہ و جلال، شان بان دکھاتے تھے۔ بڑے سخت دل اور جنگجو تھے آخر کار اپنی دولت اور طاقت پر تکبر کرنے لگے۔ اسی تکبر کی وجہ حضرت ہود پیغمبرؑ سے بغاوت کی، اِس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے بڑی تند و تیز ہوا اُن پر بھیجی جس نے اُٹھا اُٹھا کر دو دو مرتبہ پوری قوم کو زمین پر دے مارا، جس طرح کھجور کے درخت کو تنے سے اُٹھا کر زمین پر دے مارا جاتا ہے۔ یہ آندھی سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلتی رہی۔ (ملاحظہ ہو سورۂ قمر[۵۴] اور سورۃ الحاقہ[۶۹])

خداوندِ عالم نے فرمایا: "یہ تو دنیوی سزا ہے۔ آخرت کی سزا اِس سے کہیں زیادہ ذلیل کرنے والی ہو گی"۔ دنیا کی سزا آخرت کے مقابلہ پر ایسی ہی ہوتی ہے جیسے سمندر کے مقابلہ پر قطرہ۔ وہاں اُن کی کوئی مدد بھی نہ کر سکے گا۔ (تفسیر نمونہ - مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝۱۶

(۱۶) پھر ہم نے اُن پر سخت طوفانی ٹھنڈی تُند و تیز ہوا کچھ خاص منحوس دنوں میں بھیجی، تاکہ اُنھیں ذلت و رُسوائی کی سزا کا مزہ اِس دنیا کی زندگی میں بھی چکھائیں اور اِس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ آخرت کا عذاب اِس سے کہیں زیادہ ذلیل کرنے والا ہے اور وہاں اُن کی کوئی مدد بھی نہ کی جائے گی۔

"صَرصَر" کے معنی (۱) طوفانی ہوا (۲) سخت گرم لُو (۳) سخت ٹھنڈی ہوا (۴) ایسی ہوا جس کے چلنے سے بہت شور ہو۔

غرض اس پر سب کا اتفاق ہے کہ "صرصر" کا لفظ بہت تیز طوفانی ہوا کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (مفردات القرآن امام راغب، لغات القرآن، لسان العرب)

ہواؤں کی مختلف قسمیں

فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "صرصر" سے مراد بے حد ٹھنڈی ہوا ہے۔" (تفسیر صافی، تفسیر قمی)

* ہوائیں آٹھ قسم کی ہیں: چار باعثِ عذاب اور چار باعثِ رحمت۔ جو باعثِ عذاب ہیں وہ یہ ہیں:

"(۱) عاصف (۲) صرصر (۳) عقیم (۴) سموم" اور جو باعثِ رحمت ہیں وہ یہ ہیں:

"(۱) ناشرات (۲) مبشرات (۳) مرسلات (۴) فارقات۔" (الحدیث)
(تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

"اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ" منحوس دنوں سے مراد "عذابِ الٰہی کے اُترنے کے دن ہیں۔

اب اس سے یہ ثابت کرنا کہ کچھ دن منحوس بھی ہوتے ہیں، نہایت غیر منطقی بات ہے۔ ہر دن اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے۔ کوئی دن غیرِ خدا کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ ہر عیب سے پاک ہے، اس لیے ہر دن معصوم مخلوق ہے۔ البتہ جن دنوں میں جس قوم یا فرد نے کوئی بُرا کام کیا ہے اور اس کی وجہ سے اُس پر عذاب آیا ہے، تو وہ دن صرف اُس قوم یا فرد کے لیے منحوس ہیں، وہ بھی انکے اپنے کرتوت کی وجہ سے۔ اصل میں نحوست دنوں میں نہیں ہوا کرتی، لوگوں کے بُرے اعمال خراب یا منحوس ہوتے ہیں۔

اِسی حماقت پر مبنی بعض نجومی پرستوں نے شمسی، قمری مہینوں کے سعد اور نحس دنوں کی پوری تقویم بنا کر چھاپ رکھی ہے، اور اُس کا باقاعدہ کاروبار بنا رکھا ہے۔ یہ غیر منطقی، غیر عقلی اور غیر معتبر روایتوں پر مبنی ہے۔ پھر یہ کہ جو شخص خدا کی قدرت اور رحمت پر بھروسہ کرتا ہے تو خدا خود اُس کے لیے کافی ہو جاتا ہے، اُس کو اِن حماقتوں کی طرف توجّہ دینے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی خداوندِ عالم نے خود فرمایا: "وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ" (سورۃ الطلاق ۶۵ آیت ۳ پارہ ۲۸)

یعنی: "اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ اُس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔"

؎ مومن تو فقط حکمِ الٰہی کا ہے پابند — تقدیر کے پابند نباتات و جمادات

؎ ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا — وہ آپ وسعتِ افلاک میں ہے خوار و زبوں

(اقبالؔ)

*

* ائمۂ اہلِ بیت طاہرین علیہم السّلام سے بطریقِ روایاتِ احاد ایام کی سعادت اور نحوست منقول ہے۔ ایامِ ہفتہ میں سے بعض سعد، بعض نحس اور بعض کو میانہ کہا گیا ہے۔ (تفسیر انوار النجف)

مگر ماہرین نے ان روایات کو معتبر نہیں مانا (فصل الخطاب)

روزِ جمعہ عید کے دن کو زیادہ فضیلت والا فرمایا۔ اِس دن غسل کرنا مزید ثواب کا باعث ہوتا ہے (مفاتیح الجنان)

اور پیر کے دن کی نحوست سے بچنے کے لیے اُس دن نمازِ فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ دھر کی تلاوت کی جائے۔

ملہ (تحفۃ العوام مقبول)

وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ (۱۷) اور قومِ ثمود کو تو ہم نے سیدھا
فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى راستہ بھی دکھایا، مگر انھوں نے راستہ
الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ دیکھنے کے بجائے اندھا رہنا پسند کیا
الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا تو انھیں اُن کے بُرے اعمال کی وجہ سے
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ ذلت وخواری والے سخت بجلی کے عذاب
نے پکڑ لیا۔

وَ نَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ (۱۸) البتہ ہم نے اُن لوگوں کو بچالیا
كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ جو ایمان لائے تھے اور بُرائیوں سے بچنے والے ع ۲ / ۱۲
متقی پرہیزگار لوگ تھے۔

انسان فاعل مختار ہے

محققین نے خداوندِ عالم کے اِس ارشاد سے کہ: "انھوں نے اندھے پن کو سیدھا راستہ پانے پر ترجیح دی۔" یہ نتیجے نکالے کہ: (۱) "انسان فاعلِ مختار ہے مجبور نہیں ہے۔ (۲) خدا کا ہدایت فرمانا بطور جبر نہیں ہوا کرتا، ورنہ لوگوں کے ترجیح دینے کا کوئی سوال ہی نہ ہوتا۔ (تفسیر نمونہ، تفسیر کبیر امام رازی)

* فَهَدَيْنٰهُمْ: ہدایت کی نسبت جب اہلِ ایمان کی طرف ہوتی ہے تو وہاں اس کے معنی ثابت قدمی اور منزل کی طرف رسانی ہوتے ہیں اور جہاں کفار سے اِس کی نسبت ہو وہاں راہ دکھانا ہوتا ہے۔ خدا کسی کو جبراً ایمان پر نہیں لاتا۔ (انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللّٰهِ (۱۹) اور جس دن خدا کے دشمن جہنم

إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿۱۹﴾ میں لے جانے کے لیے ہر طرف سے

گھیر گھیر کر لائے جائیں گے تو اُن کو روکے

رکھا جائے گا۔

حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ (۲۰) یہاں تک کہ جب سب وہاں پہنچ

عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ جائیں گے، تو اُن کے کان، اُن کی آنکھیں

وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا اور اُن کی کھالیں تک اُن کے خلاف

يَعْمَلُونَ ﴿۲۰﴾ اُس بات کی گواہی دیں گی جو کچھ وہ کیا

کرتے تھے۔

آیت ۲۰: مطلب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کہ ایک ایک نسل کا حساب ہوتا رہے گا، بلکہ تمام اگلی پچھلی نسلوں کا حساب ایک ساتھ اکٹھا کیا جائے گا، تاکہ جس آدمی کے اعمال کے اثرات جتنی نسلوں تک پہنچے ہیں اُن سب کا حساب لگایا جا سکے۔ اِسی لیے قیامت کے دن ایک نسل کے بعد دوسری نسل آئے گی اور ٹھہرائی جائے گی، مگر عدالت کا کام اُس وقت شروع ہوگا جب سب اگلے پچھلے لوگ ایک جگہ جمع ہو جائیں گے۔ (تفسیر کبیر، تفہیم)

"پھر جب کوئی مجرم اپنے جرائم کا انکار کرے گا، اور تمام شہادتوں اور دلیلوں کو یکسر ماننے سے انکار کردے گا پھر خداوندِ عالم کے حکم سے اُس کے اپنے اعضاء بولنے اور گواہیاں دینے لگیں گے"۔ (الحدیث)

* (مطابق حدیثِ رسولؐ از انس، ابوموسیٰ اشعری، ابوسعید خدری، ابنِ عباس از مسلم، نسائی، ابنِ جریر)

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ (۲۱) تو وہ اپنی کھالوں (اعضاء) سے پوچھیں گے

عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ "تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی

الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ دی؟" تو وہ جواب دیں گے۔ "ہمیں

وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اُسی خدا نے بلوایا ہے جس نے ہر چیز

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ کو بولنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے

اُسی نے تم کو بھی پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا' اور پھر اُسی کی طرف تم کو پلٹنا بھی ہے۔

جُلُوْدِهِمْ "اُن کی کھالیں" "جلودھم" سے مراد جسم کے اعضاء مثلاً ہاتھ، پیر، زُبان وغیرہ ہر اُس عمل کی گواہی دیں گے جو اُن سے متعلق ہوگا' اور کان اور آنکھیں اتمامِ حجت کے علاوہ اپنے متعلقہ اعمال کے بارے میں بھی گواہ ہوں گی۔ پس عالمِ بیچارگی میں کافر لوگ حیرت سے اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی' حالانکہ تم میں بولنے کی طاقت نہیں تھی۔؟ وہ جواب دیں گے کہ ہمیں اللہ نے طاقتِ گویائی دے دی ہے۔ (تفسیر انوار النجف)

* خدا کا فرمانا کہ: "جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا" اس سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ قیامت کے دن صرف ہمارے اعضاء ہی گواہی نہ دیں گے بلکہ ہر ہر چیز بول اُٹھے گی' جس کے سامنے انسان نے کوئی بُرا کام کیا ہوگا جیسا کہ خود خدا نے دوسری جگہ فرمایا: "يَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝" (سورۃ الزلزال آیت ۵ پارہ ۳۰) یعنی: اُس دن زمین اپنے حالات و خبریں بیان کر دے گی کیونکہ تیرے مالک نے اُسے حکم دیا ہوگا۔" (القرآن)

(تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾

(۲۲) اور تم دنیا میں جرم کرتے وقت جب چھپا کرتے تھے تو تمھیں یہ خیال نہ آیا کہ کبھی تمہارے اپنے کان، تمہاری اپنی آنکھیں، اور تمہاری کھالیں بھی تمہارے خلاف گواہی دیں گی، بلکہ تمہارا خیال تو یہ تھا کہ تمہاری بہت سی بدمعاشیوں کا خدا کو علم ہی نہیں ہے۔

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

(۲۳) اور بس تمہارا یہی خیال، جو تم اپنے پالنے والے مالک کے بارے میں رکھتے تھے تمھیں لے ڈوبا اور تم سخت نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔"

پوشیدہ گناہوں پر اعضاء جسم کی گواہی

مطلب یہ ہے کہ تم خود اپنی بے عزتی سے بچنے کے لیے لوگوں سے تو اپنے گناہ چھپاتے رہتے تھے لیکن تم یہ نہ سمجھتے تھے کہ خدا کے حکم پر خود تمہارے اپنے اعضاء ہی بول پڑیں گے اور تمہارے کرتوت کی گواہیاں دینے لگیں گے، پھر تم نے اپنے گناہ اپنے اعضاء سے کیوں نہ چھپائے۔ یا تم نے یہ کیوں نہ سمجھا کہ جو خدا زبان کو بولنے کی طاقت دے سکتا ہے وہ اعضاء کو بھی بلوا سکتا ہے

(باقی...)

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جو خدا کو پہچان لیتا ہے وہ گناہ نہیں کرتا۔" (تحف العقول)

★ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ "یہاں "کھالوں" سے مراد چھپے ہوئے جنسی اعضاء ہیں۔" (الکافی ۔ من لا یحضرہ الفقیہ)

★ نیز آپؑ نے فرمایا: "بندگانِ خدا "رات کے پردوں" اور "دن" کے اُجالوں" میں جو گناہ کرتے ہیں وہ اللہ سے پوشیدہ نہیں ہیں، وہ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز سے آگاہ اور ہر شے پر اُس کا علم محیط ہے "تمہارے ہی اعضاء اُس کے سامنے گواہ بن کر پیش ہوں گے" اور تمہارے ہی ہاتھ پاؤں اُس کے لاؤ لشکر ہیں، اور تمہارے ہی قلب و ضمیر اُس کے جاسوس ہیں اور تمہاری تنہائیوں" کے عشرت کدے" اُس کی نظروں کے سامنے ہیں۔" (نہج البلاغۃ خطبہ ۱۹۷)

ہمارے اعمال کے سات گواہ ہوں گے

(۱) خود خدا کی ذات: "تم جس حالت میں بھی رہو قرآن کی جس آیت کو بھی پڑھو کوئی بھی کام کرو، ہم خود تمہارے اوپر گواہ ہیں۔" (سورۃ یونس ۱۰ آیت ۶۱ پارہ ۱۱)

(۲) انبیاءؑ اور اُن کے اوصیاءؑ: "پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت سے ایک ایک گواہ لائیں گے اور اے رسولؐ! تمھیں اُن سب پر گواہ بنائیں گے۔" (سورۃ النساء ۴ آیت ۴۱ پارہ ۵)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "ہر زمانے میں اِس اُمت کے لیے ہم میں سے ایک امامؑ ہوگا جو اُس اُمت پر گواہ ہوگا، اور حضرت محمدؐ ہم سب پر گواہ ہوں گے۔" (اصولِ کافی جلد ۱)

(۳) ہمارے اعضاءِ بدن: "اُس دن، اُن کے خلاف اُن کی زبانیں، ہاتھ، پاؤں اُن کے اعمال کی گواہی دیں گے۔" (سورۃ یٰس ۳۶ آیت ۶۵ پارہ ۲۳، سورۃ النور ۲۴ آیت ۲۴ پارہ ۱۸)

(۴) بدن کی جلد یا جنسی اعضاء (حٰمۗ السجدہ ۴۱ آیت ۲۰-۲۱-۲۲ پارہ ۲۴)

(۵) فرشتے: (سورۃ قٓ ۵۰ آیت ۲۱ پارہ ۲۶) (۶) زمین: (سورۃ الزلزال ۹۹ آیت ۴ پارہ ۳۰) (۷) زمانہ؛

★ جناب امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ: "کوئی دن اولادِ آدمؑ پر ایسا نہیں گزرتا کہ وہ یہ نہ کہتا ہو کہ اے فرزندِ آدمؑ! میں ایک نیا دن ہوں اور تجھ پر گواہ ہوں، مجھ میں اچھی اچھی باتیں کر اور نیک اعمال بجا لا تاکہ روزِ قیامت میں تیرے حق میں گواہی دوں۔" (سفینۃ البحار جلد ۲)

www.drhasanrizvi.com

حسنِ ظن کی جزا، نجاتِ ابدی

فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سب سے آخری آدمی جس کو جہنم میں جانے کا حکم ہوگا" وہ اِدھر اُدھر دیکھے گا۔ اللہ اُس سے پوچھے گا کہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟

* وہ کہے گا کہ: "مالک! میرا خیال یہ نہ تھا کہ تو مجھے جہنم کے حوالے کر دے گا۔"
* خدا پوچھے گا کہ: "تیرا میرے بارے میں کیا گمان تھا"؟
* وہ کہے گا: "میرا خیال یہ تھا کہ تو مجھے معاف کر دے گا اور مجھے جنت میں جگہ دے گا۔"
* خدا حکم دے گا کہ "اے میرے فرشتو! میں نے اس کے گناہ معاف کر دیئے، اور اب اسے جنت میں داخل کر دو۔"

(تفسیر علی ابن ابراہیم، تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا: "کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ وہ اللہ کی طرف نیک گمان کرے، اور اُس کا نیک گمان اُسے فائدہ نہ پہنچائے۔" پھر آپؐ نے اسی آیت ۲۳ کی تلاوت فرمائی

شانِ نزول آیت

بہت سے مفسرین نے اس آیت کی شانِ نزول یہ لکھی ہے کہ کفارِ قریش اور بنی ثقیف کے تین آدمی جن کے سر چھوٹے اور پیٹ بڑے تھے خانۂ کعبہ کے پاس جمع ہوئے۔ ایک نے کہا: "کیا خدا ہمیں سن رہا ہوگا؟" دوسرے نے کہا: "آہستہ بولو، اگر زور سے بولوگے تو سن لے گا" تیسرے نے کہا: "اگر وہ بلند آواز سن سکتا ہے تو آہستہ آواز بھی سن سکتا ہے۔" اس پر یہ آیتیں اُتریں۔ (تفسیر قرطبی، مجمع البیان، تفسیر کبیر، روح البیان، بخاری، مسلم، ترمذی)

* آنحضرتؐ نے فرمایا: "مومن کو چاہیئے کہ وہ خدا سے اس طرح ڈرے کہ گویا وہ جہنم کے کنارے پر کھڑا ہے اور جہنم کو دیکھ رہا ہے، مگر ساتھ ساتھ خدا سے اس قدر اُمیدِ معافی بھی رکھے کہ گویا وہ جنتی ہے۔"
* امام صادقؑ نے فرمایا: "خدا مومن کے گمان کے پاس پاس ہے، اگر وہ خدا کے لیے اچھا گمان رکھتا ہے تو اُس کا نتیجہ بھی نیک ہوتا ہے، اگر مومن خدا کے ساتھ بدگمانی کرتا ہے تو اُس نتیجہ بُرا ہوتا ہے۔" جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے۔

(تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى	(۲۴) اب چاہے وہ صبر کریں (یا نہ کریں)
لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا	آگ ہی اُن کا ٹھکانا ہوگی۔ اب اگر
فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۲۴	وہ خدا کو راضی کرنے کی کوشش بھی کریں تو اُن سے راضی نہیں ہوا جائے گا۔
وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا	(۲۵) اور ہم نے اُن پر ایسے ساتھی مقرّر
لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا	کردیے جو اُن کے آگے پیچھے ہر چیز کو
خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ	بنا سجا کر، خوبصورت بنا کر دکھاتے ہیں،
الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ	اِس طرح اُن پر (ہمارے عذاب کی) بات
مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ	پوری ہو کر ہی رہی جو اُن سے پہلے کے جنوں
وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا	اور انسانوں کے گروہوں پر پوری ہو چکی تھی،
خٰسِرِيْنَ ۲۵ ع	حقیقتاً وہ (سب کے سب) نقصان اُٹھانے والے تھے۔
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	(۲۶) اور حق کے منکر "کافروں" نے کہا:
لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ	"اِس قرآن کو ہرگز نہ سنو،

www.drhasanrizvi.com

وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اور جب یہ پڑھا جائے تو بک بک کر کے
اس میں خلل ڈالو شاید اس طرح تم غالب آجاؤ۔

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴿۲۷﴾ تو ہم بھی لازمی طور پر ان حق کے منکروں
عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ یا کافروں کو سخت سزا کا مزہ چکھا کر ہی
اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ رہیں گے، اور انھیں اُن کے اُن برے کاموں کے
مطابق پورا پورا بدلہ دیں گے جو وہ کیا کرتے ہیں۔

آیت ۲۶ کی تشریح یعنی کفار نے جب دیکھا کہ جو لوگ قرآن سنتے ہیں، وہ فوج در فوج کھنچ کھنچ کر اسلام قبول کر لیتے ہیں، پس اُنھوں نے تجویز سوچی کہ جب حضور ؐ اکرم قرآن کی تلاوت کریں اُس وقت شور مچایا جائے یا سیٹیاں اور تالیاں بجائی جائیں یا کوئی دوسرا لغو مشغلہ اختیار کیا جائے، تاکہ لوگوں کے کانوں تک قرآن نہ پہنچ سکے اور اس طریقہ سے اسلامی تعلیم لوگوں تک نہ پہنچ سکے گی اور ہم کامیاب ہوں گے۔ (تفسیر انوار النجف، قرطبی، روح المعانی)

آیت ۲۷ کی تشریح: فَلَنُذِيْقَنَّ: "پس ہم ضرور عذاب کا مزہ چکھائیں گے" یعنی دنیا میں اُن کو سخت عذاب میں مبتلا کریں گے اور آخرت میں اُن کو اُن کے شرک اور اعمالِ فاسدہ کی بدترین سزا دیں گے پس دنیاوی عذاب جنگِ بدر میں قتل ہونا اور قید ہونا تھا اور اُخروی عذاب ہمیشہ کا جہنم اُن کے لیے تیار ہے اور تفسیر برہان میں حضرت امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ "ولایتِ علیؑ ابن ابی طالبؑ کو ترک کر کے انکار کرنے والوں کافروں کو دنیاوی زندگی میں بھی سخت عذاب دیا جائے گا اور آخرت میں بھی اُن کے لیے ہمیشہ کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ کیونکہ وہ آیاتِ الٰہی کا انکار کرتے ہیں اور آیاتِ الٰہی ائمہ ؑ طاہرین ہیں" تنزیل کفارِ مکہ کے لیے تھی لیکن تاویل اہلبیتؑ کے دشمنوں کے لیے تاقیامت

www.drhasanrizvi.com

ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ (۲۸) یہ (جہنم کی) آگ خدا کے دشمنوں
النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ کی سزا ہے، جس میں
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا اُن کا ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا گھر ہے،
يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ یہ اُس جرم کی سزا ہے کہ وہ ہماری
باتوں، نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا (۲۹) تو اس سزا پانے پر حق کے منکر (کافر)
الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ کہیں گے: "اے ہمارے پالنے والے مالک! ہمیں
وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اُن جنوں اور انسانوں کو تو دکھا دے
اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا (تاکہ) ہم انھیں
اپنے پیروں کے نیچے ڈال کر روند ڈالیں، تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں۔

★ آیت ۲۹ کی تشریح | انسان جب مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو جس نے اُس پر بلا ڈالی ہوتی ہے،
یا جس کی وجہ سے وہ بلاؤں میں گرفتار ہوتا ہے اُس پر شدید غصہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اُس سے انتقام
لے۔ اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اسی کیفیت میں کفار اُن لوگوں کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں جن کی باتوں کو
مان کر انھوں نے دنیا میں کفر اختیار کیا، حق کا انکار کیا یا ظلم کیا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ سخت

www.drhasanrizvi.com

افسوس بھی کریں گے کہ کیوں ہم نے رسولوںؑ کی باتیں نہ سنیں اور دنیا کی زندگی سے صحیح معنی میں فائدہ اُٹھانے کا موقع گنوا دیا۔
*...... (تفسیر نمونہ)

* دنیا میں تو لوگ اپنے بدمعاش لیڈروں کے اشاروں پر ناچتے ہیں، مگر جب قیامت میں اُن کو پتہ چلے گا کہ اُن بدمعاش لیڈروں نے اُنھیں جہنم تک پہنچا دیا، تب یہی ماننے والے اُنھیں خوب خوب کوسیں گے، اور چاہیں گے کہ کسی طرح وہ ہمارے ہاتھ آجائیں تو ہم اُن کی گردن پکڑ کر اپنے پیروں سے رَوند ڈالیں، مگر اب پچھتاوت کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔
(تفسیر کبیر - مجمع البیان ، تفہیم)

سبق

* اِس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمیں ہر بڑے آدمی کی اندھی تقلید یا اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ جو بات کہہ رہا ہے وہ حق ہے کہ نہیں۔ اگر حق نہیں ہے تو اُس کی بات بالکل نہیں ماننی چاہیئے خواہ وہ کتنا ہی دولتمند یا صاحبِ اقتدار آدمی ہو۔ اندھی تقلید سے بڑھ کر کوئی چیز تباہ کن نہیں ہوتی، ہر معاملہ میں عقلِ سلیم سے کام لینا ضروری ہے۔
*...... (مؤلف)

" وَقَالَ الَّذِیْنَ " ایک روایت میں ہے کہ جنّوں میں سے پہلا گمراہ کُن ابلیس ہے، اور آدمیوں میں سے پہلا قابیل ہے۔ اور بعض مفسّرین نے کہا ہے کہ جنّوں اور انسانوں میں سے ہر گمراہ کرنے والا' اِس جگہ مراد ہے۔ پس اُن کے پیچھے چل کر جو لوگ دوزخ میں جائیں گے' وہ اللہ سے درخواست کریں گے کہ ہم اُن کو پیروں کے نیچے رُوندنا چاہتے ہیں جنھوں نے ہمیں گمراہ کر کے جہنّم کا راستہ دکھایا تھا۔ (تفسیر بُرھان)

اور تفسیر برہان میں فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے راوی حضرت ابنِ کلیب سے فرمایا: " خدا کی قسم! اس آیت میں وہی دو آدمی مراد ہیں "۔ تین مرتبہ آپؑ نے قسم کھا کر اس فقرے کو دہرایا۔ پھر فرمایا: " ہم آسمانوں اور زمین میں اللہ کے خزانہ دار ہیں "۔ (تفسیر انوار النجف ، برہان)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ (۳۰) رہے وہ کہ جن لوگوں نے کہا کہ "اللہ

ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ ہمارا پالنے والا مالک ہے،' اور پھر اِس پر

عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا مضبوطی کے ساتھ قائم رہ کر جمے بھی رہے

تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا تو یقیناً اُن پر فرشتے اُترتے ہیں (یہ کہتے

بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۳۰﴾ ہوئے کہ) "نہ ڈرو اور نہ غم کرو، بس خوش

ہوجاؤ اُس جنت کے گھنے سرسبز و شاداب باغ سے

جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ (۳۱) ہم اِس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے

الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا ساتھی اور مددگار ہیں، اور آخرت میں بھی۔

تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ وہاں جو تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر وہ چیز

فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿۳۱﴾ جس کی تم تمنا کرو گے، وہ تمہاری ہوگی۔

نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ﴿۳۲﴾ وہ بھی مہمانی کے طور پر، اُس ذات کی ع

طرف سے جو بڑا ہی معاف کرنے والا اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

فرشتوں کا نزول کب اور کس پر ہوتا ہے؟

• خداوندِ عالم کا فرمانا: "اُن پر فرشتے اُترتے ہیں۔"

(۱) یعنی موت کے وقت فرشتے آکر اُن کو جنت کی خوشخبری سناتے ہیں۔ (تفسیر تبیان)

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ "میدانِ حشر میں اور قبروں سے اُٹھائے جانے کے وقت بھی اُنھیں فرشتے بشارت سناتے ہیں۔" (تفسیر تبیان)

(۳) تیسرا قول یہ ہے کہ "ایسا تین دفعہ ہوگا۔ (۱) موت کے وقت (۲) قبروں کے اندر (۳) قبروں سے اُٹھائے جانے کے وقت۔ (مجمع البیان)

★ کسی نے فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ "ہمیں خبر ملی ہے کہ آپؑ کے پاس فرشتے آتے جاتے رہتے ہیں"؟

★ امام علیہ السلام نے فرمایا: "ہاں، خدا کی قسم آتے ہیں، ہمارے فرش پر بیٹھتے ہیں، کیا تم نے خدا کی کتاب میں یہ آیت نہیں پڑھی"؟ پھر امامؑ نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا۔ (البصائر)

اِستقامت: "دین پر مضبوطی سے جمے رہے" کے معنی۔

جناب امیرالمومنین حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "جب تم نے یہ کہہ دیا کہ: "ہمارا پالنے والا مالک اللہ ہے" تو اب اس پر مضبوطی سے جمے رہو۔ (یعنی) (۱) قرآن کے بتائے ہوئے اصول پر عمل کرو جس راستے پر قرآن نے چلنے کا حکم دیا ہے اُس پر چلو، اور جس طریقے سے خدا نے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اُسے انجام دیتے رہو۔ (۲) خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہ کرو۔ (۳) خدا کے دین میں کوئی نئی بات (بدعت) پیدا نہ کرو۔ (۴) اور کسی موقع پر دین کی مخالفت کرو۔" ...... (نہج البلاغۃ خطبہ ۱۷۶)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارا پالنے والا مالک اللہ ہے" مگر پھر اُس کے منکر ہوگئے لیکن جو شخص یہ بات کہے اور مرتے وقت تک اسی پر ثابت قدم رہے۔ وہ وہ ہے جو اس پر قائم رہا۔" (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "خدا کی قسم! استقامت کا مطلب (ائمۂ اہلِ بیتؑ کی) ولایت بھی ہے جس پر تم قائم ہو۔" (مجمع البیان)

★ ایک شخص نے جناب رسولِ خداؐ سے دریافت کیا کہ "مجھے کوئی ایسا حکم دیجیے کہ جسے میں مضبوطی سے تھامے رہوں اور نجات پا جاؤں۔"

آنحضرتؐ نے فرمایا: قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ "(کہو میرا پالنے والا مالک اللہ ہے، پھر اُس پر مضبوطی سے قائم رہو۔"

پوچھا: "وہ کونسی چیز ہے جو سب سے زیادہ خطرناک ہے، اور مجھے اُس سے بچنا چاہیے؟"

آنحضرتؐ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: "یہ ہے" (روح المعانی)

خوف اور حُزن میں فرق اور مومن کی موت کے وقت کا منظر

خوف آئندہ کے خطروں کا ہوتا ہے اور "حُزن" گذرے ہوئے زمانے کے ناگوار حالات کو یاد کرنے سے ہوتا ہے۔ خدا نے یہاں خوف کا ذکر پہلے کیا ہے اور "حُزن" کا بعد میں۔ اس لیے کہ مومن کو زیادہ خوف آخرت کا ہوتا ہے۔ (تفسیر نمونہ)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جب کوئی مومن مرتا ہے تو جناب رسولِ خدا، جناب امیر المومنینؑ اور جناب امام حسنؑ و امام حسینؑ اُس کے پاس پہنچ کر خوشخبری سناتے ہیں۔ (المحدث، انوار النجف)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جب مومن کے پاس ملک الموت پہنچتا ہے اور اس مومن کو حالتِ اضطراب میں دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ ایسے شخص کو موت سے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے جس سے ایک کھوٹا روپیہ چلا جائے اور لاکھوں روپے مل جائیں، ذرا اوپر کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو۔ تو مومن جنت کے منازل دیکھے گا تو ملک الموت کہے گا کہ دنیاوی منازل کے بدلے یہ جنت کے مکانات اور نعمات تیرے لیے اور تیری نیک اولاد کے لیے ہیں۔ کیا یہ تجھے پسند نہیں ہیں؟ تو مومن خوش ہو کر کہے گا یقیناً میں راضی ہوں۔ پھر ملک الموت کہے گا "نگاہ اٹھاؤ" تو مومن اپنے سامنے جناب رسولِ خدا، امیر المومنینؑ اور آلِ اطہار کو دیکھے گا۔ پس فرشتہ کہے گا کہ یہ تیرے سردار موجود ہیں کیا ان کی رفاقت تجھے منظور نہیں ہے؟ (تفسیر امام حسن عسکریؑ)

www.drhasanrizvi.com

★ یاد رہے کہ ایمان اور نیک اعمال پر قائم رہنا، جمے رہنا ایمان کے درخت کا پھل ہے۔ جتنا ایمان مضبوط ہوگا اُسی قدر انسان ایمان اور نیک اعمال پر جما رہے گا۔ ایمان اور نیک عمل ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ قرآن میں دوسری جگہ بھی ایمان پر جمے رہنے پر انعام و اکرام کی عطا کا ذکر ہے:

"وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝"

یعنی: "اور اگر وہ (ایمان والے) سیدھے راستے پر جمے رہتے تو ہم خوب خوب سیراب کرتے۔"
(سورۂ الجن آیت ۱۶ پارہ ۲۹)
(یعنی اپنی رحمتوں کی خوب خوب بارشیں برساتے)

فرشتوں کے اترنے کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ہم اُنھیں آنکھوں سے بھی دیکھیں۔ اکثر فرشتوں کا اُترنا غیر محسوس طریقے سے بھی ہوتا ہے۔ جب مومن مصیبتوں اور مخالفتوں میں گھر جاتا ہے، تو فرشتے اُتر اُتر کر اُس کے دل کو مضبوط کرتے ہیں، تسلیاں دیتے ہیں، ڈھارس بندھاتے ہیں، اور مردِ مومن غیر محسوس طریقے سے یہ سمجھ لیتا ہے کہ کوئی اُس کے دل کو تھام رہا ہے۔

اِس لیے بعض مفسرین کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ مومنین پر فرشتے صرف موت کے وقت اُترتے ہیں۔ حقیقتاً وہ دنیا میں بھی مومن کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ جس طرح شیاطین منکروں کو شرارتیں سجھاتے ہیں، اسی طرح فرشتے مومنین کے ساتھی بن کر اُن کو ڈھارس دیتے ہیں۔ شیاطین باطل پرستوں کو دنیا کو خوبصورت بنا کر دکھاتے ہیں، اور فرشتے مومنین کے دلوں میں آخرت کی یاد اور محبت کو تازہ کر دیتے ہیں، اور وہی پیغام اُن کے دلوں میں ڈالتے ہیں جو آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ "تم کسی طرح بھی کافروں اور حق دشمنوں سے نہ ڈرو، اپنے مادّی نقصانات پر رنج نہ کرو، تمھیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں، تمھارا ہر نقصان خوب خوب پورا ہوگا، جنتیں تمھارے منتظر ہیں۔"

موت کے وقت بھی فرشتے مومن کو تسلیاں دیتے ہیں کہ دنیا کے چھٹنے کا کوئی غم نہ کرو، کیوں کہ جہاں تم جا رہے ہو وہاں تمھارے ساتھی ہیں، وہاں تمھارے لیے چین ہی چین ہے، تم آخرت کا بھی خوف نہ کرو ہم تمھیں جنت کی بشارت دے رہے ہیں جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے۔ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ (۳۳) اور بھلا اُس شخص کی بات سے
دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا اچھی بات اور کس کی ہوسکتی ہے جس نے
وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۳۳ اللہ کی طرف بلایا، اور (خود بھی)
نیک عمل کیا، اور کہا کہ میں مسلمان ہوں (یعنی) اللہ کے سامنے سرِ تسلیم و
اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں۔

بہترین گفتگو کرنے والے کون ہوتے ہیں

جن میں یہ تین صفات پائی جائیں :

(۱) خدا کی معرفت اور اطاعت کی طرف بلانے والے۔

(۲) صرف دوسروں کو خدا کی اطاعت کی طرف بلانے پر اکتفا نہ کرکے خود بھی خدا کی اطاعت یعنی نیک اعمال انجام دینے والے۔

(۳) حق بات کے سامنے سر جھکا دینے والے۔

گویا یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان کے تینوں ارکان (درجوں) پر فائز ہیں۔

ایمان کے تین درجے ہیں (۱) اقرار باللسان یعنی زبان سے خدا کی وحدانیت اور ابدی حقائق کا اقرار کرنا، یہ کام بھی وہ کرتے ہیں۔ (۲) تسلیم بالقلب یعنی دل سے ماننا۔ (۳) عملٌ بالارکان۔ یعنی دین کی تعلیمات پر اعضاء و جوارح سے عمل کرنا۔ وہ یہ تینوں کام کرتے ہیں پھر اس سے آگے بڑھ کر وہ دین کے چوتھے رکن یعنی تبلیغ دین کا حق بھی ادا کرتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ان اوصاف کے اولین حامل حضرت محمد مصطفےٰ ص اور ائمہ اہل بیت ہیں، لیکن جو شخص جس قدر اپنے اندر ان صفات کو پیدا کرے گا وہ اسی قدر اس آیت کا مصداق قرار پائے گا۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

"وَمَنْ اَحْسَنُ" اس آیتِ مجیدہ میں خداوندِ کریم نے تبلیغِ دین کرنے والوں کی مدح فرماتی ہے، اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمام نیکیوں میں سے بہت بڑی نیکی خدا کے دین کی تبلیغ ہے بشرطیکہ تبلیغ کرنے والا خود بھی عملِ صالح کرنے والا ہو اور اللہ کی طرف دعوت دیتے ہوئے خود بھی اُس کی طرف پوری طرح جھکنے والا ہو۔

اور تفسیرِ صافی میں بروایت عیاشی مذکورہ ہے کہ یہ آیت حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں اُتری ہے۔

(تفسیر انوار النجف)

★ فرشتے مومنین کو تسلیاں بھی دیتے ہیں اور پھر اب اُن کو اُن کا اصل کام بھی بتاتے جارہے ہیں جس کام کی وجہ سے آج وہ اس مقام پر پہنچے ہیں کہ فرشتے اُن کے ساتھی بننے پر فخر کر رہے ہیں۔

مومن کا پہلا کام ایمان لانے کے بعد ایمان پر ثابت قدم ہوجانا ہے۔

دوسرا کام یہ ہے کہ مومن خود بھی ایمان کے تقاضوں کے مطابق نیک عمل کرے اور دوسروں کو بھی اللہ کی اطاعت اور غلامی کی طرف بلائے۔

اِس آیت کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے لگائیے کہ جس وقت یہ آیت اُتر رہی تھی، مسلمان سارے عرب کی مخالفتوں اور دشمنیوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اُس وقت کسی کو خدا کی اطاعت کے لیے بلانا، ہر قسم کی اذیت، مصیبت اور ذلت کو دعوت دینا تھا، ظاہر ہے اُس وقت اسلام کے عقیدے پر قائم رہنا، پھر اُس سے نہ ہٹنا اور پھر لوگوں کو خدا کی طرف بُلانا کتنا مشکل کام تھا، اِس کا تصور کرنا آج ممکن نہیں ہے۔ مگر بہرحال آج بھی حق بات کرنا آسان کام نہیں ہوتا، حق پر قائم رہنا ہنسی کھیل نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، کشاف، تفہیم)

؎ گفتارِ صدق مایۂ آزار می شود ::: چوں حرفِ حق بلند شود دار می شود (عرفی)

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا (۳۴) غرض نیکی اور بدی (یا) اچھائی

السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اور برائی کبھی برابر نہیں ہو سکتی۔ تم

اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ برائی کو ایسی اچھائی سے دور کرو جو

وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ سب سے اچھی ہو۔ تم دیکھو گے کہ تمہارے

وَلِیٌّ حَمِيْمٌ (۳۴) اور جس کے درمیان دشمنی تھی، وہ یکایک ایسا

ہو جائے گا کہ جیسے تمہارا جگری دوست بن گیا ہے

وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ (۳۵) اور ہاں، یہ بات نصیب نہیں ہوتی

صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا مگر صرف ان لوگوں کو جو صبر برداشت

ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (۳۵) سے کام لیتے ہیں، اور یہ مقام حاصل

نہیں ہوتا مگر صرف اُن لوگوں کو جو بڑے نصیبے والے خوش قسمت لوگ ہیں۔

آیت ۳۴ کی تشریح

یہاں اخلاق کا بنیادی اصول بیان کیا جا رہا ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوا کرتی۔ بدی آخرکار انسان کا بھٹہ بٹھا دیا کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ برائی کرنے والے اور اس کے علمبردار اپنے دلوں میں خوب جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے ظالم، ہٹ دھرم، مفاد پرست، بدمعاش ہیں

www.drhasanrizvi.com

یہی بات بُرے لوگوں کو خود اُن کی اپنی نگاہوں میں گرا دیتی ہے، اگرچہ بظاہر نیکی بدی کے مقابلے میں کمزور دکھائی دیتی ہے۔ مگر نیکی دلوں کو مسخّر کرتی ہے۔ کیونکہ نیکی بجائے خود ایک طاقت ہے آخر کار نیکی غالب آکر رہتی ہے، اور بدی سے لوگ متنفّر ہو جاتے ہیں۔

دوسری بات یہ بتائی گئی کہ نیکی کا مقابلہ صرف نیکی سے نہ کرو بلکہ اُس نیکی سے کرو جو اعلیٰ درجے کی ہو۔ یعنی اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ بُرائی کرے تو صرف یہ نہیں کہ اُس کو معاف کردو بلکہ اعلیٰ درجے کی نیکی یہ ہے کہ تم اُس پر احسان بھی کرو۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بدترین دشمن آخر کار آپ کا جگری دوست بن جائے گا۔ گالی کے مقابلے پر دعائے خیر دینا، آخر کار گالی دینے والے کو شرمندہ کردیتا ہے۔ کیونکہ شرارت مشکل ہی سے نیکی کے مقابلے پر کھڑی رہ سکتی ہے۔

(تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم)

اِس کی سب سے بڑی مثال جناب رسولِ خداؐ کی ہے کہ جو عورت آپؐ کے سرِ اقدس پر روز کوڑا ڈالتی تھی اور ایک دن نہ ڈالا تو آپؐ نے جا کر اُس کی عیادت کی اور فرمایا کہ "بتاؤ میں تمہارے کیا کام آسکتا ہوں"؟

یہ سن کر وہ عورت حیران و ششدر رہ گئی۔ اُس نے کہا: "آج سے پہلے مجھے سب سے زیادہ نفرت اے محمدؐ! تم سے تھی اور آج کے بعد میرے پاس سب سے زیادہ محبت اور عزت آپؐ کے لیے ہے۔"

(سیرت ابن ہشام)

حضرت امام حسن علیہ السلام کو ایک شامی نے دیکھتے ہی گالیاں دینی شروع کردیں۔ آپؑ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب وہ دل بھر کے گالیاں دے چکا تو امامؑ نے بڑی نرمی سے فرمایا:

"تم شاید مسافر ہو (یعنی مجھے پہچانتے نہیں) اگر تم کو سواری درکار ہے تو میں سواری دینے کو تیار ہوں، اگر مکان رہنے کے لیے چاہیے تو میرا مکان حاضر ہے، کھانے کی ضرورت ہے، تو تم میرے

www.drhasanrizvi.com

مہمان ہو، پناہ چاہیئے تو میں تمھیں پناہ دیتا ہوں۔"

یہ جملے سُنتے ہی وہ گالیاں دینے والا شامی امامؑ کے قدموں پر گر پڑا اور زندگی بھر آپؑ کی غلامی کرتا رہا۔

★...... (ناسخ التواریخ، جلاء العیون، منتہی الآمال)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "نیکی سے یہاں مراد تقیہ کرنا بھی ہے اور بدی سے مراد بات کا فاش کر دینا بھی ہے۔"

★...... (مجمع البیان)

★ مقصد یہ ہے کہ جہاں ایمان و عقائد کا بیان کرنا قتل ہو جانے یا برباد ہونے کا سبب ہو وہاں نیکی یہ ہے کہ حقائق کو چھپا لیا جائے، وہاں حق کو بیان کرنے میں، سوا برائی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا کہ ناحق خون بہے گا۔

(مؤلف)

★ ایسے مواقع پر بہترین طریقۂ کار یہ ہے کہ بُرائی کا جواب اچھے الفاظ میں دے حُسنِ اخلاق کے ذریعے جہالت کا مقابلہ کرے۔ عفو و درگزر سے کام لے۔ بُرائی کا جواب بُرائی سے دینا بدمزاج اور بدلہ لینے والوں کا کام ہوتا ہے۔ اس سے سرکش و گمراہ لوگوں کی سرکشی اور ظلم میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر برائی کا بدلہ اچھائی سے دیا جائے تو سخت سے سخت دشمن بھی پکّے دوست بن جائیں گے۔ تبلیغ دین کا یہی بنیادی اصول ہے۔ کیونکہ برائی کے جواب میں اچھائی کرنے سے بُرے سے بُرے آدمی کا ضمیر بھی بیدار ہو سکتا ہے اور اُن کے اندر انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔

★...... (تفسیر نمونہ)

★ اس کی سب سے بڑی مثال جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فتحِ مکّہ کے موقع پر جب مکّہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے تو ایک مسلمان نے ابوسفیان کو دیکھ کر یہ نعرہ لگایا: "آج انتقام لینے کا دن ہے، آج تمھاری جان و مال کے احترام ختم ہو جانے کا دن ہے، قریش کی ذلّت و خواری کا دن ہے۔" مگر آنحضرتؐ نے فوراً فرمایا: "اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ ....." یعنی اے قریش کے لوگو!

www.drhasanrizvi.com

جاؤ تم سب آزاد ہو۔ کیونکہ آج رحمت کا دن ہے، آج قریش کی عزت کا دن ہے۔ میں تمہارے لیے وہی کہوں گا جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے لیے کہا تھا۔ آج تم پر کسی قسم کی ملامت نہیں ہے۔ خدا تمہیں معاف کرے کہ وہ ارحم الراحمین ہے"۔

★...... (بحار الانوار جلد ۲۱۔ سیرت ابنِ ہشام)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس آیت میں خداوندِ عالم نے اپنے پیغمبر کو ادب سکھایا ہے۔ کیونکہ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتیں۔ اس لیے برائی کو اچھائی کے ذریعے دور کرو۔ یعنی جن لوگوں نے تم سے برائی کی ہے اُن سے اچھا سلوک کرو تاکہ جو تمہارے دشمن ہیں وہ بھی تمہارے پکے اور سچے دوست بن جائیں۔

★...... (تفسیر علی ابن ابراہیم، نور الثقلین)

★ ایک شخص نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے ساتھی کی غیبت کی آنحضرتؐ نے فرمایا: "میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر غصے والا انسان اُس کو اپنی زبان سے جاری کرے تو اُس کا غصہ ختم ہو جائے، اور وہ کلمہ یہ ہے کہ کہو: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ " (یعنی) میں اللہ سے شیطانِ مردود کے شر سے بچنے کے لیے پناہ مانگتا ہوں"۔ اِس لیے کہ خداوندِ عالم کا حکم ہے کہ: "جب شیطانی وسوسے تمہیں گھیر لیں تو خدا کی پناہ طلب کرو"۔

★...... (تفسیر روح المعانی جلد ۲۴)

★ جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "جب شیطانی وسوسے تمہیں گھیر لیں تو چاہیئے کہ خدا سے پناہ طلب کی جائے اور یہ بھی کہا جائے کہ: "میں نے خدا کو دل سے مان لیا ہے اور میں اپنے دین کو اُس کے لیے خالص کرتا ہوں"۔ (یہ بات دل ہی دل میں کہیے)

★...... (تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

★ ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ یہاں "برائی" سے مراد سخت کلامی اور بدزبانی، اور "بھلائی" سے مراد رواداری، تہذیب، شائستگی اور نرم کلامی ہے۔ (تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.com

★ ابوھریرہ نے بیان کیا ہے کہ: "ایک دفعہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص نے حضرت ابوبکرؓ کو بے تحاشا گالیاں دینی شروع کر دیں۔ حضرت ابوبکرؓ خاموشی سے گالیاں سنتے رہے، اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو دیکھ کر مسکراتے رہے۔ مگر کچھ دیر کے بعد حضرت ابوبکر کا پیمانۂ صبر لبریز ہوگیا اور اُنھوں نے سخت الفاظ کہے۔ جیسے ہی سخت الفاظ اُن کی زبان سے نکلے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر ناراضگی کے آثار نمودار ہوئے اور آپؐ فوراً اُٹھ کر تشریف لے گئے۔

حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پیچھے دوڑے اور راستے میں عرض کی کہ جب تک وہ شخص مجھے گالیاں دیتا رہا آپؐ خاموشی سے سنتے رہے اور مسکراتے رہے۔ مگر جیسے ہی میں نے اُس کا دُو بدو جواب دیا تو آپؐ ناراض ہوگئے۔

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تک تم خاموشی سے گالیاں سُنتے رہے، ایک فرشتہ تمھارے ساتھ ساتھ تھا، اور تمھاری طرف سے جواب دیتا جا رہا تھا۔ مگر جب تم سخت الفاظ بول پڑے تو فرشتہ چلا گیا اور اُس کی جگہ شیطان آگیا۔ اب میں شیطان کے ساتھ تو نہیں بیٹھ سکتا تھا۔"

(مسند امام احمد بن حنبل)

مقصد یہ ہے کہ تمھارا مخالف کتنی ہی تم سے بدزُبانی، سخت کلامی کرتا رہے، مگر تم بدزُبانی اور سخت کلامی سے کام نہ لو۔ ممکن ہے کہ تمھاری نرم کلامی کی وجہ دشمن کی سخت کلامی، نرم کلامی میں تبدیل ہو جائے، اور پھر وہ نرمی آہستہ آہستہ محبت اور الفت اور دوستی کی شکل اختیار کرے۔

(فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

وَ اِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ (۳۶) اب اگر تم شیطان کی طرف
الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ سے ورغلائے جاؤ، تو فوراً اللہ
بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۳۶﴾ کی پناہ مانگ لو۔ بلاشبہ وہ سب
کچھ سُننے والا بھی ہے، اور سب کچھ جاننے والا بھی۔

خداوندِ عالم کا آخر میں یہ فرمانا کہ "وہ سب کچھ سُنتا، جانتا ہے" مومن کے دل میں صبر و سکون اور اطمینان کی ٹھنڈک پیدا کرتا ہے۔ یہ یقین کہ خدا ہمارے صبر و برداشت کو جانتا ہے اور مخالفوں کی بدمعاشیوں اور ظلم کو دیکھ رہا ہے، اُن کی ساری باتیں بھی سُن رہا ہے، اس بات کو جاننے سمجھنے کے بعد مردِ مومن اپنا ہر معاملہ خدا کے سپرد کر دیا کرتا ہے اور خود مطمئن ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خدا نے یہ فرما دیا ہے کہ "وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ" یعنی "اور جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے تو خدا خود اُس کے لیے کافی ہو جاتا ہے" (سورۃ الطلاق آیت ۳ پارہ ۲۸)
(تفسیر کبیر۔ تفہیم)

عرفاء نے نتیجے نکالے (۱) شیطانی وسوسوں کا امکان کاملین میں بھی ہوتا ہے۔ (۲) اصلاحِ اخلاق کے لیے مجاہدہ ضروری ہے (۳) بندۂ مومن کو شیطان سے کسی وقت غافل نہیں رہنا چاہیے (۴) اور انسان کو ہر وقت شیطان کے شر سے بچنے کے لیے خدا سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔
..... (تفسیر ماجدی، مرشد تھانوی)

* اس آیت میں ظاہری طور پر کلام کا خطاب تو جناب رسولِ خدا کی طرف ہے مگر اصل تعلیم اُمت کو دینا مقصود ہے
..... (تفسیر صافی، تفسیر قمی)

* اس سے معلوم ہوا کہ جہاں کہیں بھی مخاطب رسولِ خدا ہوتے ہیں وہاں ہمیشہ اصل مراد آنحضرت کی ذات نہیں ہوا کرتی بلکہ اکثر اصل مقصد اُمت کو سنانا سمجھانا مقصود ہوتا ہے۔ (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ (۳۷) اور اللہ کی نشانیوں میں سے
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا رات دن، سورج اور چاند بھی ہیں
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَ لٰہذا تم سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو
اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ بلکہ اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے
خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ اُنھیں پیدا کیا ہے، اگر تم واقعی
تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ خدا ہی کو مستحقِ عبادت سمجھتے ہو۔

مطلب یہ ہے کہ چاند سورج نہ خود خدا ہیں، نہ خدا کے شریک ہیں اور نہ خدا کا مظہر ہیں کہ تم اُن کی عبادت کرنے لگو۔ یہ صرف خدا کی قدرت اور رحمت کی نشانیاں ہیں اس لیے ان پر غور و فکر کرو کہ اُن کا خالق، مالک، مدبر، چلانے والا کون ہے؟ وہ ایک ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ان میں ایک ربط اور نظم پایا جاتا ہے۔ چاند سورج کا نکلنا اور پھر چھپ جانا بتا رہا ہے کہ اُن میں کوئی خدا یا خدا کا مظہر نہیں ہے۔ بلکہ دونوں مجبور و لاچار ہیں، خدا کے غلام ہیں اور اُس کے بنائے ہوئے قانون میں جکڑے، بندھے، دن رات دوڑ دھوپ کر رہے ہیں۔

جواب ہے مشرکوں کے لیے کہ جو یہ کہتے تھے کہ "ہم چاند سورج کو سجدہ نہیں کرتے بلکہ اُن کے واسطے سے اللہ کو سجدہ کرتے ہیں"۔ اُن سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تم اللہ کی عبادت کرتے ہو تو ان واسطوں کی عبادت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو خود تمہارے فائدوں کے لیے دن رات

www.drhasanrizvi.com

بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔ اگر سجدہ کرنا ہے تو براہِ راست خدا کو سجدہ کرو۔
..... ★ (تفسیرِ کبیر، تفسیر مجمع البیان، تفہیم)

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے ★ جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کے لیے

★ "جو لوگ سورج، چاند اور ستاروں کی پرستش کرتے تھے اور اپنے اِس فعلِ بد کی توجیہ میں کہتے تھے کہ ہم اُن کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ قرار دیتے ہوئے اُن کی پرستش و پوجا کرتے ہیں، درحقیقت مقصودِ عبادت اللہ ہی ہے۔"

کہ خداوندِ کریم نے اِس آیت میں اُن کے اِس نظریے کی تردید فرمائی ہے کہ چاند و سورج میری قدرت اور توحید کی نشانیوں میں سے ہیں، اور میری مخلوق ہیں، تم لوگوں کا فرض ہے کہ میری اِس قسم کی نشانیوں کو دیکھ کر میری عظمت و جلالت کے سامنے سربسجود ہو جاؤ اور مجھے لائقِ عبادت قرار دے کر میری کسی مخلوق کو میرا شریکِ عبادت نہ بناؤ۔ پس اگر تمہارا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ مقصودِ عبادت اللہ ہے تو سورج، چاند اور ستاروں کی پرستش کا طریقہ ترک کر کے مجھے معبودِ واحد قرار دیتے ہوئے صرف میری عبادت کرو، اور میری ذات کے لیے ہی سجدہ کرو۔ ۱ اور یہ آیت، آیتِ سجدہ ہے، کیونکہ اِس کے اختتام پر سجدہ کرنا ضروری ہے۔ تَعْبُدُوْنَ۔ "تفسیر مجمع البیان" میں ہے کہ:

اِس امر میں اختلاف ہے کہ تلاوت کرتے ہوئے کس جگہ سجدہ کرنا چاہیئے۔

چنانچہ ائمہ طاہرین علیہم السّلام سے مقامِ سجدہ یہی جگہ منقول ہے۔ اور بعض لوگوں کے نزدیک اگلی آیت ۳۸ کا اختتام یعنی لَا یَسْـَٔمُوْنَ ہے۔ اور اُس جگہ سجدہ کرنا واجب ہے۔ اور کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" سے منقول ہے کہ سجدہ میں یہ دعا پڑھنی چاہیئے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِیْمَانًا وَّتَصْدِیْقًا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عُبُوْدِیَّةً وَّرِقًّا سَجَدْتُ لَكَ یَارَبِّ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا لَا مُسْتَنْكِفًا وَّلَا مُسْتَكْبِرًا بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِیْلٌ خَآئِفٌ مُّسْتَجِیْرٌ۔ پس سجدہ سے سر اُٹھا کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں۔ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ (۳۸) اب اگر وہ تکبر سے کام لیں، تو

عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ یہ حقیقت ہے کہ جو فرشتے تیرے

بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ پالنے والے مالک کے پاس ہیں، وہ

لَا يَسْئَمُوْنَ ۩ ﴿۳۸﴾ رات دن اُسی خدا کی تسبیح کرکے اُس

کی پاکی اور کمال کو بیان کر رہے ہیں، اور کبھی تھکتے بھی نہیں۔

★ عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ " تکبر کے مقابلے میں خداوند عالم کا فرشتوں کا ذکر کرنا بتاتا ہے کہ ملائکہ مقربین کی تعداد تکبر کرنے والے احمقوں سے کہیں زیادہ ہے۔ .... (تفسیر ماجدی)

★ خدا کا فرمانا کہ: " اگر وہ غرور و تکبر کی وجہ سے اپنی ہی بات پر اڑے رہیں، تو اُن کی پرواہ نہ کرو" مطلب یہ ہے کہ اے رسول ! اگر وہ تمھاری بات کو ماننا اپنی ذلت سمجھیں اور اپنی جہالت کفر اور شرک پر ڈٹے رہیں، تو اب اُن کو مزید سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اُن سے منھ پھیر لیں، اُن کی پرواہ نہ کریں۔ کیونکہ آپ نے اپنا کام کر دیا، آپ کا کام پیغام پہنچانا تھا، سو آپ نے کر دیا اب اگر سب کچھ سُننے کے بعد بھی یہ اپنے تکبر کی وجہ سے اڑے چلے جا رہے ہیں تو یہ اس بات کے مستحق نہیں ہیں کہ آپ اِن پر مزید توجہ مبذول فرمائیں، بلکہ یہ اب اس بات کے مستحق ہیں کہ اِن سے منھ پھیر لیا جائے۔ اِن کے نہ ماننے سے حقیقت بدل نہیں سکتی۔ اِس لیے کہ پوری کائنات کا نظام جن فرشتوں کے ذریعے سے چل رہا ہے، وہ سب کے سب اللہ کی توحید، بندگی اور اطاعت پر قائم ہیں

★ حضرت امام علیؑ اور عبداللہ بن مسعود کے نزدیک اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ پر سجدہ کرنا چاہیے۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ بھی اسی کے قائل ہیں

www.drhasanrizvi.com

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى (۳۹) اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک
الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ یہ بھی ہے کہ تم دیکھو گے کہ زمین بالکل
اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ سُنسان اور غمگین پڑی ہے، پھر جونہی
وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا ہم نے اُس پر پانی برسایا تو یکایک
لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى وہ لہلہانے لگی اور اُس میں قوّتِ نمو
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۳۹) پیدا ہوگئی۔ (پھولنے پھلنے لگی)۔

حقیقت یہ ہے کہ جس خدا نے اُسے زندگی دی، وہی مُردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے۔ حقیقتاً وہ ہر چیز پر پوری پوری طرح قادر ہے۔

اِهْتَزَّ کے معنی "ترو تازہ ہوکر جھومنا" اصل میں جب درخت ترو تازہ ہوتے ہیں تو جھومتے، بل کھاتے ہیں۔ اسی کیفیت کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

* ...... (لغات القرآن نعمانی جلد ا)

"رَبَتْ" کے معنی بڑھنا، پھولنا، پھلنا، اُبھرنا، نکلنا ہوتا ہے۔ یہ لفظ رَبْوٌ سے نکلا ہے۔ جس کے معنی بلند ہوئے پھولنے پھلنے کے ہوتے ہیں۔

* ..... (لغات القرآن نعمانی جلد ا، مفردات امام راغب)

"خَاشِعَةً" یعنی: بارش کی تاخیر کی وجہ سے زمین پر جو خشکی اور یبوست سی ظاہر ہوتی اُس کو "خشوع" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ (۴۰) رہے وہ لوگ جو ہماری آیتوں
اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ کو اُلٹے سیدھے معنی پہناتے ہیں، تو
اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔
اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ کیا جس کو آگ میں ڈال دیا جائے
الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ وہ بہتر ہے، یا وہ جو قیامت کے دن
اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۴۰ امن و سکون اور اطمینان کے ساتھ
آئے؟ تو اب تم جو چاہو سو کرو، بس یہ حقیقت یاد رہے کہ جو بھی تم
کرتے ہو، خدا اُس کو دیکھ رہا ہے۔

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "جو لوگ ہماری آیتوں کے اُلٹے سیدھے، ٹیڑھے میڑھے مطالب پہنا رہے ہیں، تو وہ ہم سے چُھپے ہوئے نہیں ہیں"، تو یہ آیت دھمکی ہے اُن باطل فرقوں اور علماء کے لیے جو قرآنی آیات کی اُلٹی سیدھی تاویلیں اپنی مرضی سے کرتے ہیں۔

؎ خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں۔ (اقبال) ★ ..... (تفسیر ماجری)

★ اِس آیت سے یہ اُصول اخذ کیا گیا ہے کہ ہر اصل اپنے ظاہر پر محمول ہوگی، تاوقتیکہ کوئی قطعی دلیل یا قولِ رسولؐ نہ مل جائے۔
★ ..... (فصل الخطاب)

★ اِس آیت میں اُن غالی صوفیوں کی بھی رد آگئی جو اپنی مرضی سے ایجاد کردہ قرآن کی تاویلیں پیش کرتے رہتے ہیں، اور اُن میں موشگافیاں فرماتے رہتے ہیں۔
★ ..... (مرشد تھانوی)

www.drhasanrizvi.com

★ خداوندِ عالم کا فرمانا: "جو لوگ ہماری آیتوں کے اُلٹے، معنی پہناتے ہیں۔" یعنی الحاد کرتے ہیں۔ الحاد کا مطلب سیدھی سادی بات میں ٹیڑھ نکالنا ہوتا ہے۔ محکم آیت کا ایک صاف ستھرا واضح مطلب ہوا کرتا ہے، گمراہ لوگ اُس مطلب کو چھوڑ کر ان کو اُلٹا سیدھا، ٹیڑھا غلط مطلب پہنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اِس طرح خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ کفّارِ مکّہ جہاں اسلام کے خلاف اور چالیں چل رہے تھے، وہاں یہ چال بھی تھی کہ وہ الفاظِ قرآن کے غلط اُلٹے معنی پہنا کر اعتراضات جڑتے اور اس طرح لوگوں کو بہکاتے۔

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "ایسے لوگ ہم سے کچھ چھپے ہوئے نہیں ہیں۔" یہ ایک زبردست دھمکی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے اور ہماری سخت سزا سے بچ نہیں سکتے۔

★ اور آخر میں خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک زبردست کتاب ہے"۔ یعنی قرآن بالکل اٹل ہے۔ اس کو چالوں سے شکست نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ قرآن وہ کتاب ہے جس میں صداقت کا زور ہے، لامحدود علم کی طاقت ہے، بے پناہ زبردست حجت اور دلیل ہے، زبان و بیان کی شان بان ہے۔ پھر خداوندِ عالم کی لامحدود طاقتیں اُس کی پشت پناہ ہیں۔ رسولِ اکرمؐ کی پاک و پاکیزہ بلند اخلاق والی شخصیت اُس کی حامی ہے۔ اِس لیے جھوٹے، اوچھے، کھلے پروپیگنڈے کے ہتھیاروں سے اِس کتاب کو زک پہنچانا ممکن نہیں۔

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

★...... (تفسیرِ کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم)

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا: "یاد رہے، جو قیامت کے دن امن و امان کے ساتھ آئے گا۔" قیامت کے دن وہی شخص امن و امان کے ساتھ آئے گا جو دنیا میں صاحبِ ایمان رہا ہوگا۔ اور اُس نے دنیا میں ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا کیا ہوگا۔ (تفسیرِ ماجدی)

★ اللہ نے فرمایا: "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" میرا قلعہ ہے جس نے یہ کلمہ دل سے پڑھ لیا، وہ امن میں ہوگا۔ امام علی رضاؑ نے فرمایا اِس کلمہ کی کچھ شرائط ہیں اور اُن شرائط میں ہماری ولایت کا دل سے مان لینا بھی ہے۔ (بحار الانوار، عیون الاخبار)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِالذِّکۡرِ (۴۱) یہ وہی لوگ ہیں کہ جب اُن کے
لَمَّا جَآءَہُمۡ ۚ وَ اِنَّہٗ لَکِتٰبٌ سامنے قرآن کا کلام نصیحت آیا، تو
عَزِیۡزٌ ﴿ۙ۴۱﴾ اُنھوں نے اس کو ماننے سے انکار کردیا،
مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ (قرآن) ایک زبردست
نادر، لاجواب کتاب ہے ۔

لَّا یَاۡتِیۡہِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ (۴۲) باطل تو اس کے پاس آہی نہیں
بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ لَا مِنۡ خَلۡفِہٖ ؕ سکتا، نہ اس کے سامنے سے اور نہ
تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ حَکِیۡمٍ حَمِیۡدٍ ﴿۴۲﴾ اس کے پیچھے سے (کیونکہ) یہ اُس
ذات کا اُتارا ہوا ہے جو دانائی کے ساتھ بہت گہری حقیقتوں کے مطابق بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا بھی ہے اور ہر تعریف کا حقدار بھی ۔

"عَزِیۡز" کے معنی — ایسا غالب جو کبھی کسی طرح مغلوب نہ ہوسکے ۔ اب جبکہ یہ لفظ قرآن کے لیے استعمال ہوا ہے تو اس کے معنی نادر، لاجواب، نایاب کے ہوتے ہیں ۔ یعنی ایسی زبردست کتاب جس پر کوئی کبھی غالب نہ آسکے ۔ (مفردات القرآن ، زجاج)

★ بعض علماء نے لکھا کہ "عَزِیۡز" سے مراد ایسی کتاب ہے کہ جس کی مثل کوئی اور کتاب یا کلام نہ ہو۔ (بیہقی)

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ (۴۳) آپ سے جو کچھ بھی کہا جا رہا ہے
قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ط اُس میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے
اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ جو آپ سے پہلے گذرے ہوئے رسولوں
وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ (۴۴) سے نہ کہی جا چکی ہو۔ حقیقتاً آپ کا
پالنے والا مالک اپنی رحمت سے ڈھانپ کر بڑا معاف کر دینے والا بھی ہے،
اور اُس کے ساتھ ساتھ بڑی سخت تکلیف دینے والی سزا دینے والا بھی ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "قرآن نے جو کچھ پچھلے لوگوں کو خبریں سنائی ہیں اُن میں کوئی حرف باطل نہیں اور نہ قرآن کی سُنائی ہوئی ان خبروں میں کوئی لفظ باطل ہوگا جو آئندہ کے بارے میں ہیں۔" (البیان)

★ باطل کا لفظ حق کی ضد ہے۔ پہلوان آدمی کو عربی میں بطل کہتے ہیں کہ وہ مدِمقابل کو باطل کر دیتا ہے (امام راغب)

★ مگر یہاں باطل کا لفظ مطلق ہے۔ اسے کسی خاص مصداق میں محدود نہیں کیا جاسکتا۔ پھر آخر میں خدا کا یہ فرمانا کہ: "قرآن اُتارا ہوا ہے حکیم وحمید کا"۔ اس سے بالکل واضح ہوگیا کہ باطل کی قرآن تک رسائی کسی طرح ممکن نہیں کیونکہ غلطی محدود یا کم علم والے سے ہوتی ہے اور خدا کا علم لامحدود ہے۔ وہ حکیم مطلق ہے۔ اسی لئے اُس کے کلام میں غلطی کا کوئی تعلق ممکن نہیں۔ تضاد و اختلاف بھی بھولنے یا علم کے بڑھنے سے ہوتا ہے، اس کا بھی خدا کے علم میں عمل دخل نہیں۔ واضح ہوگیا کہ قرآن ہر قسم کے نقص، تضاد، تحریف، کمی، زیادتی سے قطعاً پاک صاف ہے۔

(تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

www.drhasanrizvi.com

★ آیت میں آگے پیچھے کا ذکر مفہوم میں قوّت پیدا کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔
یعنی: قرآن میں کسی رُخ سے بھی کسی غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن خداوندِ عالم کے لامحدود علم کا نتیجہ ہے جہاں ادنیٰ سی غلطی کا بھی کوئی امکان تصور میں بھی نہیں لایا جا سکتا۔
★...... (تفسیر ماجدی)

★ بعض مفسّرین نے اس کا یہ مطلب بھی لکھا کہ: قرآن سے پہلے کوئی کتابِ خدا ایسی نہیں آئی کہ جسنے قرآن کو غلط قرار دیا ہو۔
★...... (تفسیر جلالین)

★ "لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ" یعنی: قرآن میں کوئی باطل، غلط بات داخل نہیں ہو سکتی۔
یعنی: کسی قسم کا جھوٹ، غلط بات کسی طریقے سے قرآن کے پاس نہیں پھٹک سکتی، نہ قرآن میں کوئی تناقض ہے، نہ پچھلی آسمانی کتابوں کے خلاف کوئی چیز ہے، نہ آئندہ علمی دریافتوں کے خلاف کوئی بات ہے، نہ قرآن میں تضاد ہے، نہ تحریف۔ کیونکہ خدا نے قرآن کے بارے میں خود فرمایا ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" (آیت ۹ الحجر ۱۵ پ ۱۴)
یعنی: "ہم ہی نے قرآن کو اُتارا ہے اور ہم ہی اِس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"
★...... (کشاف، المیزان، مجمع البیان)

"لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ" اِس کی کئی تاویلیں بیان کی گئی ہیں (۱) باطل سے مراد شیطان ہے۔
یعنی: شیطان نہ اِس میں سے حق کو کم کرنے اور نہ باطل کے اضافہ پر قادر ہے۔ (۲) اِس کو باطل کرنے والی کوئی کتاب نہیں خواہ اِس سے پہلے کی ہو یا بعد کی ہو۔ (۳) گذشتہ یا آئندہ کی خبروں میں سے کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن مجید میں شامل ہو۔ اور اُس کو غلط ثابت کر دیا جا سکے۔ (۴) پہلے اُترنے والی آیتوں اور بعد والی آیتوں میں کہیں بھی غلطی و بطلان کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (۵) قرآن مجید کی آیات میں کسی جہت سے کوئی کمزوری و نقص نہیں ہے مثلاً بیان، حقائقِ الفاظ و معانی، قصص، تاریخ، فصاحت و بلاغت اور اوامر و نواہی وغیرہ میں کہیں بھی انگشت نمائی کی جگہ نہیں ہے۔ اور یہ کتاب ہر لحاظ سے شک و ریب سے بالاتر ہے۔ تا قیامت ضابطہ حیات ہے (تفسیر انوار

www.drhasanrizvi.com

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "قرآن ایسی زبردست کتاب ہے کہ باطل نہ اُس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔" باطل کے سامنے سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ قرآن پر براہِ راست سامنے سے حملہ کر کے قرآن کی کسی بات کو یا تعلیم کو غلط ثابت کر دے تو وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اور اِس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آئندہ زمانے میں کبھی کوئی حقیقت اور صداقت ایسی معلوم نہیں ہو سکے گی جو قرآن کے پیش کردہ حقائق و تعلیمات کو غلط ثابت کر دے۔

★ ۔ ۔ ۔ ۔ (تفسیر کبیر۔ تفسیر مجمع البیان ۔ تفہیم)

★ اور باطل کا قرآن کے پیچھے سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف آج ہی نہیں پچھلے تمام زمانے میں بھی کبھی کوئی قرآن کے اُن حقائق کو غلط ثابت نہیں کر سکا جو آج قرآن پیش کر رہا ہے۔

اور اِس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی ترکیب یا مکّاری سے قرآن کے متن کے اندر کسی قسم کے باطل مطالب کو داخل نہیں کر سکے گا۔

★ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مؤلف)

★ یعنی نہ کبھی ماضی میں اور نہ کبھی مستقبل میں۔ نہ واضح طور پر اور نہ مکّاری سے قرآنی عقائد، اخلاق قانون، تہذیب، تمدن، معیشت، معاشرت، سیاست کے ابواب میں جو قرآن نے رہنمائی فرمائی ہے وہ کبھی غلط ثابت نہ ہو سکے گی، باطل چاہے سامنے سے آکر حملہ کرے یا ہیر پھیر کے راستوں سے چھاپے مارے، بہرحال کسی طرح سے بھی باطل قرآن کی تعلیمات و پیغامات کو شکست نہیں دے سکتا۔ قرآن کے مخالفین جتنی چاہیں خفیہ چالیں چل لیں، یا علانیہ قرآن کے مقابلے پر خم ٹھوک کر آجائیں قرآن کی تعلیمات کو نہ غلط ثابت کر سکیں گے اور اُس کی چلائی ہوئی اصلاحی تحریک کو دبا سکیں گے۔

★ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان، کشاف، تفہیم)

کیونکہ جیسا کہ اِس آیت کے آخر میں فرمایا: "یہ (قرآن) ایک حکیمِ مطلق اور ہر قسم کی تعریف (حمد) کے لائق ذات کا اُتارا ہوا ہے۔" اسلئے قرآن کو کبھی غلط ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾

(۴۴) اور اگر ہم اِس قرآن کو عربی کے علاوہ کسی اور زبان کا بنا کر اُتارتے تو وہ لوگ کہتے کہ: "اِس کی آیتیں صاف صاف کھول کھول کر الگ الگ بیان کرنے والی (عربی زبان میں) کیوں نہیں رکھی گئیں؟ کیا عجیب بات ہے کہ کلام غیر عربی زبان میں ہے اور مخاطب عرب ہیں"! ان سے کہہ دیجیے: "یہ قرآن ابدی حقیقتوں کو دل سے مان کر ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت بھی ہے اور شفا بھی ہے۔ مگر جو لوگ ایمان ہی نہیں لاتے اُن کے لیے یہ قرآن کانوں کا بوجھ یا ڈاٹ بھی ہے اور آنکھوں کی پٹی یا اندھاپن بھی۔ اُن کا حال تو ایسا ہے کہ جیسے اُن کو بہت ہی دور سے پکارا جارہا ہو۔

قرآن ہدایت بھی ہے اور شفا بھی

یعنی: خالی الذہن انسان کے لیے قرآن ہدایت ہے اور کفر و نفاق و شرک کی بیماریوں میں مبتلا انسانوں کے لیے قرآن مجید شفاء کا پیغام ہے۔

اور جو لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے گویا قرآنی ہدایت کے سننے سے اُن کے کان بہرے ہیں اور قرآنی حقائق اُن کے

www.drhasanrizvi.com

سامنے تاریکی میں ہیں اور ہدایت کی آواز اُن کو یوں معلوم ہوتی ہے جس طرح کوئی دور سے بُلا رہا ہو اور اُس کی آواز سمجھی نہ جاسکتی ہو۔

(تفسیر انوار النجف) ..... ⭑

آیت کا سبق یہ ہے کہ جس طرح پچھلے انبیاء کرامؑ کی تکذیب کی گئی اور انھیں تکلیفیں دی گئیں، وہی سب کچھ اے رسولؐ! آپؐ کے ساتھ بھی ہو رہا ہے۔ اب جس طرح پچھلے انبیاء کرامؑ نے بلاؤں اور مخالفتوں پر صبر کیا تھا، آپؐ بھی صبر کیجیے۔

(تفسیر ماجدی، مرشد تھانوی) ...... ⭑

ضروری نوٹ:

⭑ یاد رہے کہ خداوندِ عالم کا چاہنا کبھی بلاوجہ نہیں ہوا کرتا۔ کیوں کہ وہ حکیمِ مطلق اور خالقِ عقل ہے۔ اُس کا چاہنا ہمیشہ استحقاق کی بناء پر ہوا کرتا ہے۔ اِس لیے اگر خدا مومنین کو معاف کرتا ہے تو اُن کے ایمان، نیک اعمال اور توبہ کی وجہ سے معاف کرتا ہے۔ اور اگر کافروں، حق دشمنوں کو سزا دیتا ہے تو اُن کے کبر، ضد، حق دشمنی اور ظلم کی وجہ سے۔

(تفسیر جلالین) ..... ⭑

⭑ محققین نے لکھا کہ خدا کی اصل صفت تو رحمت سے ڈھک لینا اور معاف کر دینا ہے لیکن منکرین اور ظالمین نے خود کو اپنے عمل سے مغفرت اور معافی کا نا اہل بنا لیا، اِس لیے اُن کے لیے شدید دردناک سزا رکھی گئی ہے۔ .... (تفسیر ماجدی)

چار چیزیں دل کو خراب کر دیتی ہیں

⭑ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: "چار چیزیں دل کو خراب کر دیتی ہیں اور سنگدلی کا باعث ہو جاتی ہیں اور یہ نفاق کی خصلتیں اسطرح دل میں نفاق کو بڑھاتی ہے جیسے پانی درخت کو (۱) ناچ رنگ اور گانا سننا (۲) فحش کلام کرنا۔ (۳) بادشاہوں کے پاس جانا (۴) شکار کی تلاش میں رہنا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: جو بادشاہوں کا ہمنشین ہو، وہ فتنہ پرداز ہو جاتا ہے اور جس قدر بادشاہ سے نزدیکی ہوتی چلی جاتی ہے اُسی قدر خدا سے دوری ہوتی چلی جاتی ہے۔" (روح الحیات صفحہ ۷۵ علامہ مجلسی)

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ (۴۵) اور ہم نے موسیٰؑ کو بھی کتاب عطا

فَاخۡتُلِفَ فِيۡهِ‌ ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ کی تھی تو اُس میں بھی اختلاف کیا گیا"

سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِىَ اگر تمھارے پالنے والے مالک نے پہلے

بَيۡنَهُمۡ‌ ؕ وَاِنَّهُمۡ لَفِىۡ ہی ایک بات طے نہ کردی ہوتی تو

شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ ﴿۴۵﴾ ان اختلاف کرنے والوں کے درمیان

فیصلہ کردیا گیا ہوتا حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کے بارے میں بھی سخت قسم کے شک و شبہے میں گرفتار ہیں۔

حق دشمنی کی انتہا

کفارِ عرب اور قریش کی حق دشمنی کی انتہا ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کہتے تھے کہ محمدؐ تو خود عرب ہیں اور عربی زبان اُن کی مادری زبان ہے، اب جو یہ عربی زبان میں قرآن پیش فرما رہے ہیں تو ہم کیسے مان لیں کہ یہ خدا کا کلام ہے' اور اُنھوں نے خود نہیں گھڑا ہے۔ ہم تو جب مانتے کہ یہ خدا کا کلام ہے جب یہ کسی ایسی زبان میں لاکر دکھاتے جسے یہ بولنا جانتے نہیں ہیں جیسے "فارسی" میں قرآن لاتے یا رومی، یونانی زبان میں فرفر قرآن سُناتے تب ہم مانتے کہ ہاں یہ کلام اُن کا گھڑا ہوا نہیں ہے بلکہ خدا کا اُتارا ہوا کلام ہے۔ کیونکہ یہ زبانیں تو محمدؐ جانتے ہی نہیں ہیں اس لیے ان زبانوں میں وہ کوئی کلام نہیں گھڑ سکتے۔

گویا اُن کے اعتراض کا حاصل یہ تھا کہ عربوں کے لیے عربی زبان میں قرآن کیوں بھیجا گیا؟

اگر کسی دوسری زبان میں قرآن آتا تو پھر یہ کہتے کہ: "لیجیے عرب قوم میں ایسا آدمی رسولؐ بنا کر بھیجا

www.drhasanrizvi.com

کیا ہے جو اُس زبان میں ہمیں خدا کا پیغام سنا رہے ہیں جسے ہم سمجھ ہی نہیں سکتے۔ بھلا جس بات کو ہم سمجھ ہی نہیں سکتے، اُس پر کیسے ایمان لائیں؟ اُسے کیسے دل سے مان لیں؟

٭...... (تفسیرِ کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم)

★ ایسوں کیلئے فارسی محاورہ ہے کہ: "خوئے بد را بہانۂ بسیار"

یعنی: "بُرے کام کے لیے بہت سے بہانے ہوا کرتے ہیں۔"

اصل میں اُن کو قرآن کو ماننا ہی نہیں تھا، کیونکہ قرآن اُنکے باپ داداؤں کے فاسق عقیدوں کی رد تھا، اور اُن کے مفادات پر اِس کے ماننے سے ضرب پڑ رہی تھی۔ اِس لیے نہ ماننے کے لیے وہ بہانوں پر بہانے تراشتے تھے۔ کبھی کہتے تھے یہ جادو ہے، کبھی کہتے تھے کہ یہ گھڑا ہوا ہے، کبھی کہتے تھے کہ یہ عربی میں کیوں اترا ہے؟

٭...... (مؤلف)

★ خداوندِ عالم کا فرمانا: "اُن کا حال تو ایسا ہے جیسے اُن کو دور سے پکارا جا رہا ہو۔"

اگر کسی کو بہت دور سے پکارا جاتا ہے تو اُس کے کان میں آواز تو پڑتی ہے مگر اُس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کہنے والا کیا کہہ رہا ہے؟ گویا قرآن حق دشمنوں کی ہٹ دھرمی کی انتہائی کیفیت کا نقشہ کھینچ رہا ہے کہ اگر انسان حق کو جاننا چاہتا ہے تو مخالف کی بات کو سننے اور سمجھنے کی کوشش ضرور کرتا ہے، اور اگر معقول بات ہوتی ہے تو کھلے دل سے مان لیتا ہے۔ لیکن اگر متعصب اور حق دشمن ہوتا ہے تو وہ حق بات کی طرف مطلق توجہ ہی نہیں دیتا۔ اُس کو سمجھاتے وقت آپ کو یوں محسوس ہوگا کہ گویا آپ کی آواز اُس کے کانوں کے پردوں سے ٹکرا ٹکرا کر باہر کی طرف نکل نکل آتی ہے، دل، دماغ تک پہنچنے کے تمام دروازے اُس نے بند کر رکھے ہیں۔ گویا آواز تو سنتا ہے مگر اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ اِس کی وجہ اُس کی بے اعتنائی اور بے پروائی اور تکبر ہے (کشاف، تفسیر کبیر۔ تفہیم)

★ فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ: "قرآن کا اطلاق قرآن کے ترجمے پر بھی جائز ہے۔"

٭...... (ابوبکر جصاص)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۴۵: خداوندِ عالم کا فرمانا "اگر تمھارے پالنے والے مالک نے یہ بات پہلے ہی سے طے نہ کر دی ہوتی"

∴ اس قسم کے الفاظ قرآن میں اکثر بیان کیے گئے ہیں۔ اِس کے تین معنی ہوتے ہیں:

(۱) خدا نے یہ بات پہلے ہی سے طے کر دی ہے کہ انسانوں کے درمیان سارے اختلافات اور مظالم کا پورا پورا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ کیونکہ دنیا دار العمل ہے اور قیامت دار الجزا ہے۔

(۲) دوسری بات خدا نے یہ پہلے ہی سے طے کر رکھی ہے کہ خدا کے رسولوںؑ کی برکت کی وجہ سے اُمتوں پر مختتم (آخری) عذاب نہیں آئے گا کہ جس کی وجہ سے پوری کی پوری قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے، سوا اس کے کہ کوئی نبیؑ خود ایسی بد دعا کرے۔

(۳) یہ بات بھی خدا نے پہلے سے طے کر لی ہے کہ جہنّم کو ظالموں، جابروں، کافروں اور مشرکوں سے بھر دیا جائے گا۔

★ جب بھی خدا یہ فرماتا ہے کہ: "اگر تمھارے مالک نے یہ بات طے نہ کر دی ہوتی" تو ہر جگہ اس کا مطلب اِنہی تین باتوں کی طرف ہوتا ہے۔

(تفسیر تبیان، مجمع البیان)

★ آخر میں خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ سخت قسم کے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔" گویا خدا یہ بتلا رہا ہے کہ یہ کفّار و مشرکین جو رسولِ اکرمؐ کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں، یہ اُن کا انکار کسی علم و یقین کی بنیاد پر نہیں ہے، بلکہ اُن کے دلوں میں شک نے جڑ پکڑ لی ہے، اور وہ شک اِس لیے ہے کہ اُن میں جاہلانہ تعصب اور مفاد پرستی اپنی انتہا پر پہنچی ہوئی ہے، وہ بار بار یہ شک کرتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا جیسے عقلمند ترین لوگ کیسے غلط عقیدوں پر جم کر مر سکتے ہیں؟

دوسرا شبہ اُن کو یہ ہے کہ اگر ہمارے یہ مندر ختم ہو گئے تو ہمارا پیٹ کیسے بھرے گا؟

www.drhasanrizvi.com

عربوں کا یہ شک اُن کی باربار مختلف باتوں کے بنانے سے ظاہر ہوجاتا تھا۔ مثلاً ایک طرف تو وہ یہ کہتے تھے کہ یہ قرآن ایسا بے مثل کلام ہے جو ہم نے کبھی کسی بڑے سے بڑے شاعر سے بھی نہیں سنا۔ دوسری طرف وہ یہ کہتے تھے کہ: "محمدؐ دیوانہ ہے، پاگل ہے (معاذاللہ) اُس کو مرگی کا مرض ہے اور اُس پر شیاطین اُترتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

کبھی جب قرآن کے زبردست تاثیر کو دیکھ کر بلبلا بلبلا اُٹھتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ جادو ہے جو ہم پر چل گیا ہے۔

ایک طرف تو کہتے تھے کہ محمدؐ صادق و امین ہے، دوسری طرف کہتے تھے کہ اُس نے یہ کلام خود گھڑ لیا ہے، اور کہتا ہے کہ خدا کی طرف سے اُترا ہے۔

ایک طرف کہتے تھے کہ محمدؐ بے غرض قسم کا شریف آدمی ہے، دوسری طرف جاکر کہتے تھے کہ یہ دولت، اقتدار اور نام و نمود کے لیے دوڑ دھوپ کر رہا ہے۔

اُن کی یہ تضاد بیانی از خود واضح طور پر بتا رہی ہے کہ وہ شک کی کیفیت میں گرفتار تھے اُنھیں خود یقین نہیں کہ محمدؐ خدا کے سچے رسولؐ ہیں۔ کیونکہ اُنھوں نے زندگی بھر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ محمدؐ کوئی نفس پرست، مفاد پرست یا خود غرض قسم کا آدمی نہیں ہے۔ اُس کی ساری زندگی ہر قسم کے عیب سے پاک رہی ہے، اور ہمیشہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں مصروف رہتا ہے۔ کبھی اپنی نفسانی غرض سے کوئی کام نہیں کرتا۔ (تفسیر کبیر، کشاف، مجمع البیان، انوار النجف، تفہیم)

★ "فَاخْتُلِفَ فِیْهِ" یعنی آپؐ سے پہلے حضرت موسیٰؑ کو کتاب دی گئی تو بعض مان گئے اور بعض لوگ انکار پر ڈٹ گئے، اور اس قسم کا نظریاتی اختلاف ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ لہٰذا گھبرانے کی بات نہیں۔ آپؐ بے فکر ہو کر تبلیغ میں مشغول رہیں۔ کوئی مانے تو اُس کو فائدہ ہوگا، جو نہ مانے گا جہنم میں جائے گا۔ اگر ایک وقت تک عذاب کے مؤخر کرنے کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو اِن پر بھی عذاب بھیج دیا جاتا۔ تاہم آپؐ ان کے ضد و انکار کی پرواہ کیے بغیر امورِ تبلیغ کو انجام دیتے رہیں۔ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِهٖ وَمَنۡ اَسَآءَ فَعَلَيۡهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ ﴿۴۶﴾

(۴۶) غرض جو کوئی بھی نیک کام کرے گا، تو وہ اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، اور جو بُرا کام کرے گا، وہ خود اپنے نفس ہی کو نقصان پہنچائے گا، اور تمھارا پالنے والا مالک اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

خداوندِ کریم عادلِ مطلق ہے

مطلب یہ ہے کہ اے رسولؐ! تمھارا پالنے والا مالک کبھی ظلم نہیں کرتا، اِس لیے وہ کبھی ایسا نہ کرے گا کہ نیک لوگوں کی نیکیوں کو ضائع کردے اور بُرے لوگوں کو اُن کی بُرائی کا بدلہ نہ دے۔ اِسی لیے اگلی آیت میں فرمایا: "اُس قیامت کی ساعت کا علم اللہ ہی کی طرف لوٹتا ہے"۔

یعنی: خدا کا عدل قیامت کے دن ظاہر ہو کر رہے گا، اِس لیے کہ وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا۔"

(تفسیرِ کبیر۔ تفہیم) ..... ★

★ خداوندِ عالم سے ظلم کا تصوّر بھی محال ہے۔ اِس لیے کہ فرمایا: "وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔"

لیعنی: ساری مخلوق اُس کی غلام ہے، اُس کو اپنی مخلوق سے کوئی دشمنی نہیں ہے کہ وہ اُن پر ظلم کرے، بلکہ سارے عالم پر اسکی رحمتیں اور عنایتیں ہیں۔

دوسرے یہ کہ وہ ارحم الراحمین ہے۔ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جو ایسا ہو، وہ اپنے بندوں پر ظلم کیوں کرے گا؟

تیسرے یہ کہ ظلم وہ کرتا ہے جس کا مفاد اُسکا ہوا ہوتا ہے۔ خدا بے نیاز ہے، اُس کو کسی سے کوئی غرض نہیں ہے کہ اُس غرض کو پورا کرنے کے لیے اُس پر ظلم کرے۔

www.drhasanrizvi.com

چوتھے یہ کہ خدا ہر عیب سے پاک ہے اور ظلم سے بڑا کوئی عیب نہیں ہے۔

پانچویں یہ کہ ظلم وہ کرتا ہے جسے دوسروں کے حقوق کا پورا علم نہیں ہوتا، جبکہ خدا کا علم لامحدود ہے، اور ہر کھلی ہوئی اور چھپی ہوئی بات کو پوری پوری طرح جانتا ہے۔

محققین نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اِس آیت سے خداوندِ عالم کا عادلِ مطلق ہونا پوری طرح ثابت ہے۔

(فصل الخطاب)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کیا خدا بندوں کی طاقت سے زیادہ اُن پر ذمہ داری ڈالتا ہے"؟

امام ؑ نے فرمایا: "وہ ایسا کیسے کرسکتا ہے جبکہ اُس نے کہہ دیا کہ: تمہارا مالک کسی پر ظلم نہیں کرتا۔"

سائل نے پھر امام ؑ سے دریافت کیا: "کیا خدا بندوں کو گناہ پر مجبور کرتا ہے"؟

امام ؑ نے فرمایا: "نہیں، بلکہ خدا چھوٹ دیتا ہے، اور مہلت پر مہلت دیتا ہے تاکہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرلیں۔"

پھر امام ؑ نے فرمایا: "جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ خدا بندوں کو گناہوں پر مجبور کرتا ہے وہ (جبریہ عقیدہ رکھتا ہے) یا یہ سمجھتا ہے کہ خدا اُن کی طاقت سے زیادہ اُن پر ذمہ داریاں ڈالتا ہے، اُس کے ہاتھ کا ذبح شدہ جانور کا گوشت نہ کھاؤ، نہ اُس کی گواہی قبول کرو، نہ اُس کے پیچھے نماز پڑھو نہ اُسے زکوٰۃ میں سے کچھ دو (یعنی اُس کو مُرتد سمجھو)

(عیون الاخبار الرضا ؑ، تفسیر نور الثقلین)

★ جنابِ امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "خدا کی قسم! نعمتیں اُس وقت تک نہیں چھینی جاتیں جب تک لوگ گناہ نہیں کرتے، کیونکہ خدا اپنے بندوں پر قطعاً کوئی ظلم نہیں کرتا۔"

پھر فرمایا: "اگر لوگ بلاؤں کے اُترنے اور نعمتوں کے چھینے جانے کے موقع پر بھی سچے دل سے اپنے پالنے والے مالک کی طرف توجہ کریں اور خدا سے محبت بھرے دل کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں اپنی مشکل کشائی

کی درخواست کریں، تو خدا اُنھیں چھینی ہوئی نعمتیں واپس پلٹا دے گا۔ اور اُن کے ہر بگڑے ہوئے کام کو ٹھیک کر دے گا۔"

★..... (نہج البلاغۃ خطبہ ۸۸)

آیت کا اصل مقصد اور پیغام

(۱) خدا کے عادلِ مطلق ہونے کو ثابت کرنا ہے۔

(۲) جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسکین دینا ہے کہ آپؐ حق دشمنوں کی ضد کج بحثیوں اور حق دشمنی سے نہ گھبرائیں۔ اِس لیے کہ جو بدی کرے گا اُس کا وبال اُسی پر ہوگا۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

(۳) اسلام کا بنیادی پیغام شخصی ذمّہ داری ہے، جو یہاں دیا جارہا ہے۔ (۴) نیک لوگوں سے صرف نسبی یا محبت کے دعوے کا تعلق کافی نہیں ہوتا۔ نیک لوگوں سے تعلق اتنا ہی استوار ہوتا ہے جتنی عملاً اُن کی پیروی کی جاتی ہے۔ (۵) ہر شخص اچھی طرح سے یہ سمجھ لے کہ جو شخص اچھے اچھے کام کرے گا، وہ خود اپنے کو فائدہ پہنچائے گا۔ کیونکہ خدا ہر نیکی کا نیکی کرنے والے کو بھرپور اجر عطا فرمائے گا، اور ہر بُرائی کرنے والا اپنی بُرائی کی سزا پائے گا، کیونکہ خدا ظالم نہیں ہے، کہ نیکوں کو نیکی کا بدلہ نہ دے یا کم دے، اور ظالموں کو اُن کے ظلم کی سزا نہ دے۔

★..... (تفسیر ماجدی، تفسیر کبیر، مجمع البیان)

★ علماءِ علمِ کلام نے اِس آیت سے یہ نتیجے نکالے کہ:

۱ اسلامی تعلیمات کی ایک بنیادی حقیقت شخصی ذمّہ داری ہے۔

۲ نیک بزرگوں کی طرف محض نسبی محبت کا تعلق رکھنا کافی نہیں ہے۔

۳ نیز یہ کہ خدا عادلِ حقیقی ہے۔ ★ (تفسیر ماجدی)

★ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: "مَنْ اَبْطَاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ۔"
یعنی: "جسے عمل پیچھے ہٹا دے، اُسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔" (نہج البلاغۃ از کلمات قصار)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ ★

آج ۲۲ اکتوبر ۲۰۰۱ء / ۵ شعبان ۱۴۲۲ھ دوشنبہ کو ۲۴ ویں پارہ کی کتابت مکمل ہوئی۔ کاتب جعفر زیدی ۳۶ بی لانڈھی کراچی ۳۰